سہ ماہی مجلہ "اقبال" کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

(۲۰۰۱ء تا ۲۰۲۰ء)

طالب حسین ہاشمی

اقبالؒ کے مقصد، منشا، منشور اور مطلوب کی ترویج و اشاعت
بزمِ اقبال کے ترجمان سہ ماہی مجلہ "اقبال" کا نصب العین
ہے۔ سہ ماہی مجلہ "اقبال" میں فکرِ اقبال کے ساتھ ساتھ تاریخ
اسلام و تحریکِ پاکستان کے ان کرداروں اور ان کے
نظریات کا ذکر بھی ہوتا رہتا ہے جنھیں اقبالؒ "مردانِ مومن اور
خودبین و خودآگاہ" کہتا ہے۔ اقبالؒ کی ذاتِ گرامی قدر سے
خود کو منسوب کرنے والوں نے بھی رفعتیں پائی ہیں۔
طالب حسین ہاشمی اقبال شناسوں کی کہکشاں میں ایک اور
ستارے کا اضافہ ہے جس کی تحقیق کی مظہر اقبال پر ان کی یہ
اوّلین کتاب ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، ستارۂ امتیاز

طالب حسین ہاشمی کے تحقیقی مقالہ مجلہ "اقبال" (اردو) کا
تحقیقی و تنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۹ء) از اول تا
آخر پڑھنے کے بعد بغیر کسی خوفِ تردید کے کہا جا سکتا ہے
کہ مجلہ "اقبال" بزمِ اقبال لاہور کا اس سے بہتر تحقیقی
مطالعہ شاید ہی پیش کیا جا سکتا تھا۔ صاحبِ مقالہ نے "بزمِ
اقبال" کے قیام کے اسباب و وجوہ سے لے کر مجلہ اقبال
کے اجراء کی ضرورت و اہمیت تک کے مختلف احوال
درج کرنے کے بعد مجلہ اقبال میں شائع ہونے والے
تحقیقی مقالات کا ماحصل، مقالہ نگاروں کا تعارف، مجلہ کے
مختلف شماروں میں مطبوعہ کتب موادِ اقبال پر تبصروں
اور مبصرین کی فہرست اور مجلہ اقبال کی خدمات کا
تذکرہ، مجلہ اقبال کی مجموعی سالانہ اشاعتی تفصیل دیتے
ہوئے مقالہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران

PDF By : Meer Zaheer Abass Rustmani

Cell NO : +92 307 2128068 - +92 308 3502081

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

[۲۰۰۱ء تا ۲۰۲۰ء]

طالب حسین ہاشمی

کتاب: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ
مصنف: طالب حسین ہاشمی
تزئین: محمد شاہد حنیف 0322-2202007
صفحات: ۲۸۸
قانونی مشیر: شاہد لطیف ہاشمی: ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
قیمت: ۵۰۰ روپے
سال: ستمبر ۲۰۲۰ء
ناشر: فکشن ہاؤس، ٹمپل روڈ، لاہور
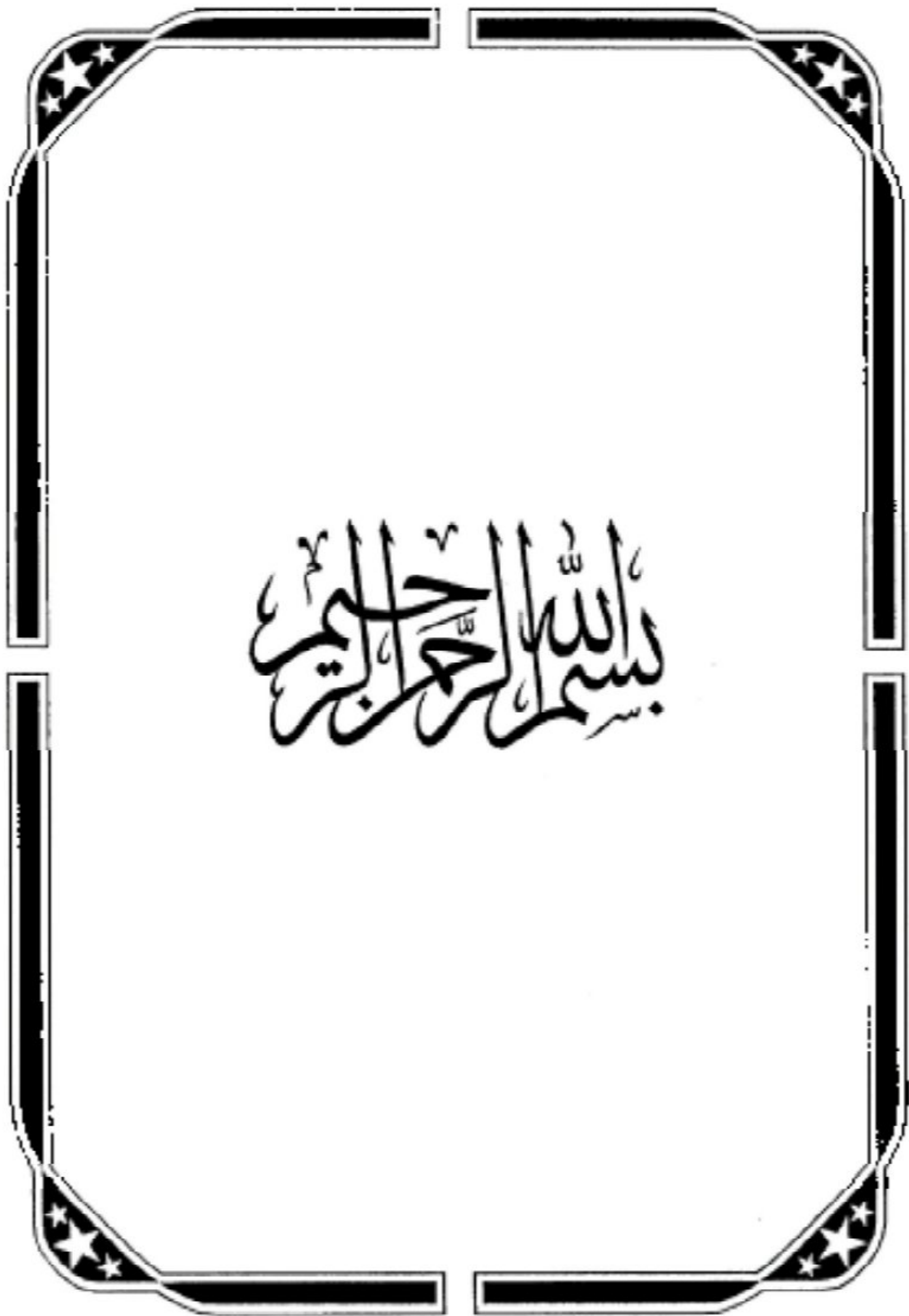
سلطان ٹیپو کی وصیت

تُو رہِ نوردِ شوق ہے، منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

اے جُوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تُند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول

کھویا نہ جا صَنم کدۂ کائنات میں
محفل گداز! گرمیِ محفل نہ کر قبول

صُبحِ ازل یہ مُجھ سے کہا جبرئیلؑ نے
جو عقل کا غلام ہو، وہ دل نہ کر قبول

باطل دُوئی پسند ہے، حق لا شریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

(علامہ محمد اقبال)

فہرست

ابتدائیہ ✍ پروفیسر ڈاکٹر خالد اقبال یاسر ص۱۰

حرفِ تحسین ✍ پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان ص۱۳

تقریظ ✍ پروفیسر منیر احمد یزدانی ص۱۵

حرفِ چند ✍ ڈاکٹر طالب حسین بخاری ص۱۷

پیش لفظ ✍ طالب حسین ہاشمی ص۱۹

باب اوّل

تمہید و تعارف سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ص۲۳

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ص۲۳

بزمِ اقبال ص۲۳

اقبال اکیڈمی کی تاسیس ص۳۲

''اقبال اکیڈمی'' سے ''بزمِ اقبال'' ادارے کے نام کی تبدیلی کا مرحلہ ص۳۸

بزمِ اقبال کی تشکیلِ نو ص۴۱

سرپرست، چیئرمین، دیگر عہدیداران و مجلسِ منتظمہ ص۴۴

مدیر مجلّہ ''اقبال'' ص۵۰

باب دوم

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' (اُردو) کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ص۵۳

مجلّہ ''اقبال'' میں علامہ اقبال پر لکھی گئی تصانیف پر تبصرے ص ۱۶۹

باب سوم: (اشاریہ)

اشاریہ نمبر ۱: شمارہ وار اشاریہ ص ۱۸۰

English Section

اشاریہ نمبر ۲: مصنف وار اشاریہ ص ۲۱۱

اشاریہ نمبر ۳: موضوع وار اشاریہ ص ۲۱۹

اقبالیاتی موضوعات

۱-اقبال بحیثیتِ شاعر ص ۲۲۰

۲-اقبال شناسی ص ۲۲۱

۳-تصانیف ص ۲۲۱

۴-تصورات ص ۲۲۳

۵-سوانح اور شخصیت ص ۲۲۶

۶-شخصیات ص ۲۲۷

۷-متفرقات ص ۲۲۸

۸-نثر ص ۲۲۹

۹-نظریہ فن ص ۲۳۰

عمومی موضوعات

۱-آپ بیتی ص ۲۳۲

۲-انٹرویو/ مکالمہ ص ۲۳۲

۳-تصانیف پر تبصرے ص ۲۳۲

۴-شخصیات ص ۲۳۳

۵-متفرقات ص ۲۳۴

۶-بیاد پروفیسر صابر کلوروی ص ۲۳۷

۷- بیاد پروفیسر محمد منور مرزا ص ۲۳۷
۸- گوشۂ خصوصی بیادِ سر شیخ عبدالقادر ص ۲۳۷
۹- مکاتیب ذوالفقار ص ۲۳۸
۱۰- جاوید اقبال پر مضامین ص ۲۳۸

اشاریہ نمبر ۴: تبصرہ کتب

اقبالیاتی کتب ص ۲۴۱
عمومی کتب ص ۲۴۳

۲۰۱۷ء تا ۲۰۲۰ء کے مقالات کا جائزہ ص ۲۴۴

نتیجہ بحث ص ۲۴۹

کتابیات ص ۲۵۲

ضمیمہ جات ص ۲۵۳

اشاریے [اشخاص، اماکن، کتب، ادارے] ص ۲۵۹

☆☆☆

نوٹ

''سہ ماہی مجلّہ 'اقبال' کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۶ء)''
کے موضوع پر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں
برائے مقالہ (ایم فل اقبالیات) کے لیے پیش کیا گیا تھا، جسے بعض قطع و
برید، اضافوں اور ۲۰۲۰ء تک مکمل کر کے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔
جس کی اجازت کے لیے راقم شعبہ اقبالیات کے چیئر مین، اساتذہ و دیگر
عملہ کا ممنون ہے۔

طالب حسین ہاشمی

انتساب

اپنے شفیق اساتذہ کرام

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران

اور

پروفیسر ڈاکٹر خالد اقبال یاسر

کے نام

جنھوں نے مجھ میں ایم فل کے دوران علامہ اقبال کے فن، شخصیت اور افکار کے مطالعے کا شوق اور ذوق پیدا کیا۔

ابتدائیہ

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی تخصیص اقبالیات ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ ایک علاحدہ مضمون کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اقبالیات سے مراد اقبال کے کلام پر تنقید وتحقیق اور اُن کے اَفکار کی روشنی میں تشریح وتفسیر ہے۔ اقبالیات کے بطور مضمون ارتقا میں علمی، اَدبی اور تحقیقی مجلّوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ انھی مجلّوں سے اقبال کی شخصیت اور فن کے مختلف پہلو اُجاگر ہوتے ہیں اور اُن نِگارشات سے نت نئے موضوعات برآمد بھی ہوتے رہتے ہیں جن پر صرف مقالے ہی نہیں پوری کی پوری کتابیں لکھیں جاتی ہیں۔ مجلّہ ''اقبال'' اس لحاظ سے اقبالیات کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں گراں قدر خدمات سر اِنجام دے چکا ہے جو بزمِ اقبال، لاہور کی تاسیس سے لے کر آج تک لگ بھگ تقریباً اسی سال پر محیط ہیں۔ اس طویل عرصہ اشاعت میں قیامِ پاکستان کے بعد ہر عہد اور نسل کی باکمال شخصیات اس اہم علمی ادارے اور مؤقر جریدے سے وابستہ رہی ہیں جن کا ذکر آپ کو اس کتاب میں مل جائے گا۔

خود اقبال اپنی ذات میں ترجمان ماضی، شان حال اور جانِ استقبال ہیں۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے مضامین بتاتے ہیں کہ اقبال ایسے شاعر اور مفکر ہیں جن کے تصورات ہر گزرتے اور آنے والے وقت میں اذہان کو متاثر کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اقبال کی شاعری میں مختلف النوع علوم اس قدر رَچے بسے ہیں کہ ان پر قلم اُٹھانے والے بھی غیر محسوس طور پر اپنے علم وفضل میں اضافہ کیے بغیر نہیں رہتے۔ اقبال اپنے بعد آنے والے لکھاریوں کے لیے پارس سے کم نہیں۔ جِس کسی نے اقبال پر دل سے لکھا اور اُن کے خیالات اور مقاصد کے بارے میں دوسروں کو فکر کی دعوت دی وہ خود سونے جیسا ہو گیا۔

علامہ اقبال نظریہ پاکستان کے خالقوں میں سے ایک اور پہلے معتبر شارح ہیں۔قومی شاعر کے طور پر وہ خنجراب سے گوادر اور سیالکوٹ سے کوئٹہ تک پوری مملکت ہی نہیں عالمِ اسلام کے لیے ایک برگزیدہ ہستی ہیں۔ اقبال ہمارے لیے عالی مرتبت ہیں مگر کارپردازوں کی بے نیازیوں کے باعث اقبال اور اقبالیات کے مؤقر ترین ادارے وسیع تر ہونے کی بجائے سکڑنے لگے ہیں۔ان کی طرف حکومتی حلقوں کی توجہ کم سے کم ہوتی جارہی ہے۔اِن اداروں کی سطح صوبائی سے مقامی ہونے لگی ہے۔نتیجتاً بزمِ اقبال جیسے اہم قومی ادارہ مالی اور انتظامی مشکلات کا شکار ہے۔محدود وسائل کے باوجود بزمِ اقبال نے اقبالیات پر اعلیٰ پائے کی مطبوعات کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ طالب حسین ہاشمی کی زیرِ نظر کتاب ''سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء سے ۲۰۲۰ء)''بزمِ اقبال کی علمی خِدمات کی تاریخ کے ایک اہم دَور کا احاطہ کرتی ہے۔اگر اس علمی ادارے کے لیے آسانیاں پیدا کی جائیں تو یہ ادارہ اقبالیات کے میدان میں اور بھی قابلِ قدر سرگرمیوں کا مظاہرہ کرسکتا ہے۔

اقبال کے مقصد، منشا، منشور اور مطلوب کی ترویج و اشاعت بزمِ اقبال کے ترجمان سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا نصب العین ہے۔سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں فکرِ اقبال کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام وتحریک پاکستان کے ان کرداروں اور اُن کے نظریات کا ذکر بھی ہوتا رہتا ہے جنھیں اقبال مردانِ مومن اور خود بین وخود آگاہ سمجھتا ہے۔

اقبال کی ذاتِ گرامی قدر سے خود کو منسوب کرنے والوں نے بھی رفعتیں پائی ہیں۔ طالب حسین ہاشمی اقبال شناسوں کی کہکشاؤں میں ایک اور ستارے کا اضافہ ہے جس کی جھلمل کی مظہر اقبال پر اس کی یہ دوسری کتاب ہے۔

کتاب کے عنوان سے ظاہر ہے کہ اس میں سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی بیس سالہ تاریخ سمودی گئی ہے۔ رسالوں کو ترتیب وار محفوظ رکھنے کی روایت ہمارے ہاں مفقود ہوتی جارہی ہے۔ کتب خانوں کی اہمیت اس ڈیجیٹل دور میں کم بھی ہوگئی ہے۔ایسی تالیفات سے ایسے عہد ساز علمی رسالوں کے مندرجات ایک ساتھ مل جاتے ہیں جس سے آئندہ محققین کو اپنے مَوضوعات سے متعلق مضامین اور مواد تک رسائی آسان ہوجاتی ہے۔ طالب حسین ہاشمی نے اہم مضامین

کے مختصر تعارف سے اس تصنیف کو اور بھی کارآمد بنادیا ہے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی تاریخ کافی طویل ہے اور اس دوران بزمِ اقبال اور سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کو بہت سے نشیب وفراز سے گزرنا پڑا۔اس کتاب میں بزمِ اقبال کے قیام اور عروج کے ساتھ ناسازگار حالات کا بھی کچھ نہ کچھ ذکر ملتا ہے۔ایک وقت تھا کہ بزمِ اقبال اور سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' اقبالیات کے میدان میں سب سے آگے تھے۔یہ ادارہ اقبال کے نام نامی اور اپنی فعالیت کے سبب ہر ایک کی نظر میں تھا۔اسی ادارہ کے پہلے نام پر اقبال اکادمی بھی الگ سے وجود میں آئی تو بزمِ اقبال کی اہمیت رفتہ رفتہ کم ہوئی مگر ختم نہیں ہوئی۔سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' بھی ایک بے قاعدہ با قاعدگی سے مَنَصَّۂ شہود پر آتا رہا اور اقبالیات اور اس سے وابستہ علوم کی پیاس حتی المقدور بجھاتا رہا۔ایسے میں سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے مواد کے اشاریوں پر کام کرنے کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی تھی جسے طالب حسین ہاشمی کی یہ کتاب پورا کرتی ہے۔

بریں بنا مجلسِ اقبال میں دَر آنا بڑی ہمت اور جذبے کی بات ہے۔طالب حسین ہاشمی نے اس مجلس میں آ کر ساغر کشی کا آغاز کر دیا ہے۔اس نے بھی سر نہیں تراشا تاہم راہِ سلوک پر قدم رکھ دیا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے سرخرو کرے۔اقبال شناس اسے اپنے درمیان خوش آمدید کہتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر خالد اقبال یاسر (تمغائے امتیاز)
راولپنڈی
۱۵؍جولائی ۲۰۲۰ء

حرفِ تحسین

طالب حسین ہاشمی کے سندی مقالہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' (اُردو) کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۶ء) از اوّل تا آخر پڑھنے کے بعد بغیر کسی خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، بزمِ اقبال ،لاہور کا اس سے بہتر تحقیقی مطالعہ شاید ہی پیش کیا جاسکتا تھا۔صاحبِ مقالہ نے ''بزمِ اقبال'' کے قیام کے اسباب و وجود سے لے کر سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے اجرا کی ضرورت و اہمیت تک کے جملہ احوال درج کرنے کے بعد،مجلّہ ''اقبال'' میں شائع ہونے والے تحقیقی مقالات کا ماحصل،مقالہ نگاروں کا تعارف،مجلّہ کے مختلف شماروں میں ،مطبوعہ کتب بحوالہ اقبال پر تبصروں اور مبصرین کی فہرست اور سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی خدمات کا تذکرہ،مجلّہ ''اقبال'' کی پچھتر سالہ اشاعتی تفصیل دیتے ہوئے مطبوعہ مقالہ کو تین حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔علاوہ ازیں سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے خصوصی شماروں کا گوشوارہ اور اُن کی اہمیت کا بیان، اس مذکورہ عرصہ میں مجلّہ کی اشاعتوں میں مطبوعہ تحقیقی مقالات کا خلاّصہ اپنے تبصرے کے ساتھ درج کیا ہے اس پر مستزاد حوالہ جات کی الگ سے فہرست دے کر محققین کو ہر طرح کی تصدیع سے بچالیا ہے۔باب سوم میں ان تمام تفصیلات کو بہ یک نظر پانے کے لیے اشاریے مرتب کر دیے ہیں۔اس کے علاوہ اس مجلّہ کے انگریزی سیکشن میں مطبوعہ انگریزی میں لکھے گئے مقالات بھی اسی طرح مذکور ہوئے۔یہی نہیں اشاریہ نمبر۲ کے تحت مذکورہ تفصیل مصنف وار گوشوارہ مرتب کر کے محققین کے لیے مزید سہولت کا اہتمام کیا گیا ہے۔جو میرے نزدیک محض تکلف اور الف بائی ترتیب اس پر مستزاد محنت۔بہر حال مقالہ کو اسی انداز سے معتبر بناتے ہیں۔اشاریہ نمبر۳، مستقبل کے محققین کے لیے مزید آسانی پیدا کرنے کی خاطر

(۱) اقبالیاتی موضوعات اور (۲) عمومی موضوعات کے تحت عنوان، حسبِ ذیل معلومات فراہم کرنے کا اہتمام بھی کر دیا ہے۔(یہ اہتمام اُردو اور انگریزی دونوں حصّوں سے متعلق ہے)۔مصنف کا نام، مضمون کا نام، جلد نمبر، شمارہ نمبر، تاریخ اشاعت وغیرہ۔اشاریہ نمبر ۴ میں مجلّہ ''اقبال'' میں مختلف کتابوں پر شمارہ وار، تبصروں اور مبصرین کا گوشوارہ بھی موجود ہے۔

حاصل تحقیق کے عنوان سے محقق طالب حسین ہاشمی نے ادارے اور مجلّہ ''اقبال'' کے احوال کی روشنی میں کچھ ضروری فروگزاشتوں کے نشان دہی کے ساتھ مشورے بھی دیے ہیں جو اپنی تفصیل آپ ہیں۔مصنف طالب حسین ہاشمی کی پہلی کتاب ''معارفِ فکرِ اقبال'' پڑھنے کو ملی ہے۔مصنف نے علامہ اقبال سے دلی محبت کا ثبوت دیا۔یہ کتاب اقبالیات کے طلبا و طالبات کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔

طالب حسین ہاشمی کی تحریریں پختہ اور جرأتِ اظہار کی مظہر ہیں۔انھیں عہدِ جدید کے محققین سے مستفید ہونے کے مشورے کے ساتھ اُن کی عمر میں برکت اور علم میں وُسعت اور گہرائی کے لیے دُعا گو ہوں۔اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان
اُستاد شعبہ اُردو،
سرحد یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور
۱۲راگست ۲۰۲۰ء

تقریظ

علامہ محمد اقبال ایسی عبقری اور نابغۂ روزگار شخصیت ہیں جن کے افکار کی ترویج اور پذیرائی کا سلسلہ ان کی زندگی میں شروع ہو چکا تھا۔۱۹۳۲ء اور ۱۹۳۸ء میں یوم اقبال منائے گئے، مضامین ومقالات کے ذریعے علامہ اقبال کے فکروفن پر تحقیق کا بھی آغاز ہو چکا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد قومی شاعر قرار دینے کے بعد ضروری تھا کہ علامہ اقبال کے افکار پر مربوط انداز میں کام کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے اقبال اکادمی اور بزم اقبال جیسے مؤقر ادارے قائم ہوئے۔ اگرچہ پاکستان میں کوئی بھی علمی وادبی مجلّہ ایسا نہیں جس نے اقبال نمبر شائع نہ کیا ہو لیکن اقبال اکادمی کے ترجمان ''اقبالیات''، ''اقبال ریویو' اور بزم اقبال کے مجلّہ ''اقبال'' کے ذریعے علامہ اقبال کے افکار کو عام فہم انداز میں پوری دنیا میں پہنچانے کا مربوط اور منظّم سلسلہ شروع ہوا۔

اپنے قیام سے لے کر اب تک بزم اقبال نے اقبالیاتی ادب میں ڈھائی سو سے زائد کتب کا اضافہ کیا ہے جبکہ ۱۹۵۲ء سے اب تک سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' نے بھی اقبالیات کے ضمن میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔مجلّہ ''اقبال'' کی اقبالیاتی ادب میں خدمات کا اعتراف علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد کے شعبہ اقبالیات نے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں شائع ہونے والے مقالات کے اشاریے اور تحقیقی وتنقیدی جائزوں پر مشتمل تحقیقی مقالات لکھوائے ہیں۔ اقبالیات کے فروغ اور اقبال شناسی میں شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد کی خدمات قابلِ ستائش ہیں۔

ابتدا میں پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین مرحوم اور پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی کی سربراہی میں شعبہ اقبالیات نے ایم فل اور پی ایچ۔ ڈی کی سطح پر

معتبر مقالات لکھوائے۔ بعد ازاں اسی کام کو پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب صابر اور پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران نے بطریق احسن آگے بڑھایا اور شعبہ اقبالیات نے اہم سنگ میل عبور کیے۔

اقبالین کی صف میں طالب ہاشمی کی صورت میں ایک نوجوان اور سنجیدہ محقق کا اضافہ ہوا ہے۔ انھوں نے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۶ء) کے عنوان سے مقالہ لکھ کر ایم فل اقبالیات کی سند حاصل کی۔ اور اب یہی مقالہ کچھ اضافے اور ترامیم کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

طالب ہاشمی کی اس سے قبل ایک کتاب ''معارف فکر اقبال'' کے عنوان سے طبع ہو کر ماہرین اقبالیات سے داد وتحسین وصول کر چکی ہے۔ زیر نظر کتاب علامہ اقبال کے ساتھ ان کی گہری وابستگی کا اظہار ہے۔ اس میں مصنف نے بزم اقبال ''مجلّہ اقبال'' کی تاریخ تعارف اور خدمات کا مکمل احاطہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں شائع شدہ مقالات کا اشاریہ مرتب کر دیا ہے۔ جس سے اقبالیات کے قاری اور محققین کے لیے سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ ان کی یہ کتاب یقیناً اقبالیاتی ادب میں ایک مفید اضافہ ثابت ہو گی۔ راقم کی طرف سے مصنف کے لیے تہنیت اور دعائیں۔

پروفیسر منیر احمد یزدانی
سابق صدر شعبہ اُردو،
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، میر پور، آزاد کشمیر
۲۲/جولائی ۲۰۲۰ء

حرفِ چند

اقبالیاتی ادب ساری دُنیا اور اہلِ پاکستان کے لیے ایک قابلِ قدر اور قابلِ فخر سرمایہ ہے۔ فکرِ اقبال کی تعلیم اور اس پر عمل کرنے سے ہم کائناتِ ارضی میں کامرانیوں سے ہم کنار ہو سکتے ہیں۔ فکرِ اقبال کی روشنی اہل عالم کے لیے بالعموم اور ملتِ اسلامیہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ بالخصوص جو لوگ فکرِ اقبال کی روشنی میں منزلِ مقصود کی جانب گامزن ہوتے ہیں ان کی راہیں بھی روشن ہو جاتی ہیں۔ طالب حسین ہاشمی بھی فکرِ اقبال سے نہ صرف متاثر ہیں بلکہ اس کے ذوق وشوق سے مالا مال ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ اقبالیاتی ادب کے قافلے میں شریک ہو جائیں۔ لہٰذا انھوں نے ایسا کر دکھایا اور اقبالیات کی دنیا میں آ گئے۔ یہ ان کی والہانہ عقیدت اور ذوق کا ثمر ہے کہ بہت کم عرصے میں انھوں نے اپنی پہلی کتاب ''معارفِ فکرِ اقبال'' بھی شائع کی۔

طالب حسین ہاشمی نے اب بزمِ اقبال کے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۶ء) ایک اہم مقالہ تحریر کیا ہے۔ مجلّہ ''اقبال بزمِ اقبال'' پاکستان کا اہم مجلّہ ہے جس کے لیے ممتاز اقبال شناس اور اہلِ علم بہت اہم اور معلوماتی مقالات لکھتے ہیں۔ جو اقبالیاتی ادب کے طلبا و طالبات کے لیے مفید ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ طالب حسین ہاشمی اقبالیاتی ادب کی خوشبو اور فکرِ اقبال کی روشنی تقسیم کرنے کی کاوش میں لگے ہوئے ہیں۔ اُمید ہے ان کا یہ مقالہ بہت مفید اور اہم ثابت ہوگا۔

طالب حسین ہاشمی اہلِ علم کی کسی محفل میں ذکرِ اقبال کرتے ہیں تو بڑی عقیدت اور ادب کے ساتھ اور اُن کے چہرے پر ایک رعنائی دیکھی جاسکتی ہے۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۶ء) ان کی اقبالیات کے حوالے سے دوسری کتاب ہوگی یہ بڑی قابلِ قدر بات ہوگی ان شاء اللہ۔ طالب حسین ہاشمی ماضی میں بطور اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر اور ڈپٹی

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر فرائض سرانجام دے چکے ہیں اور اب ایک ادارے میں بطور ہیڈ ماسٹر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ بہت اہم ذمہ داریاں اِن کے کندھوں پر ہیں لیکن وہ مطالعہ کے لیے ضرور وقت نکالتے ہیں۔ یہی ان کی کامیابی کا راز ہے۔ اقبال کے طلبا و طالبات کے لیے طالب حسین ہاشمی کچھ نہ کچھ اکٹھا کر رہے ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور ذوقِ اقبالیات اور زیادہ۔

ڈاکٹر سید طالب حسین بخاری
چھپّر سیداں
تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم
۲۲/ جولائی ۲۰۲۰ء

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور لائق حمد و ثنا ہے اور درُود وسلام اس ہستیِ برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ یہ خالقِ کائنات کا فیضان ہے کہ جس نے اپنے فضل و کرم سے ان کے اذہان وقلوب کو جستجو اور تلاش کے گوہر نایاب سے اس طرح مزین کیا کہ وہ ربِ کائنات کی تخلیق کردہ تمام مخلوق سے افضل و برتر قرار پائے۔

اللہ عزوجل نے علم کی وجہ سے انسان کو فرشتوں پر فضیلت بخشی اور وہ جستجو اور تلاش کے جوہر کی بدولت بہتر سے بہترین کی طرف گامزن ہے اور اسی فیضان کی بدولت وہ کائنات کے سربستہ رازوں سے پردہ اُٹھانے اور حقیقتوں کو آشکار کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔عصرِ حاضر کی جدید ترین ترقی بھی جستجو اور تحقیق کی مرہون منت ہے۔ اگر تحقیق، جستجو اور تلاش جیسے آفاقی گوہر زندگی سے منہا کر دیے جائیں تو زندگی جامد اور بے رونق ہو کر رہ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تحقیق اور جستجو کا مادّہ انسان کو ودیعت کیا ہے، تحقیق ایک دلچسپ عمل ہے اور ساتھ ہی ساتھ دشوار گزار اور کٹھن بھی ہے۔کسی بھی شخصیت یا تحریر کی اہمیت اس وقت بڑھ جاتی ہے جب اس کے تمام پہلوؤں کو تحقیق کے مختلف مراحل سے گزار کر نکھارا جائے۔تو پھر اس کی روشنی اور دلکشی انسانی اذہان وقلوب کو اپنی جانب نہ صرف راغب کرتی ہے، بلکہ وہ ان میں سما کر ہمیشہ کے لیے اَمر ہو جاتی ہے۔

ہماری قومی زبان اُردو میں اقبالیات اہم موضوع ہے اور سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' (اُردو) فروغِ تعلیمات اقبال میں بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔میرے لیے یہ بات باعثِ طمانیت ہے کہ میں نے ایم فل اقبالیات کی ڈگری کے حصول کے لیے جناب پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران،

صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد اور نگران مقالہ جناب پروفیسر ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، صدر شعبہ ترجمہ وتفہیم، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد کی سرپرستی میں مقالے کا موضوع مجلّہ ''اقبال'' (اُردو) کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۶ء) منتخب کیا۔ زیرِنظر مقالہ مجلّہ **''اقبال''** (اُردو) **کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۶ء)** بھی اس سلسلے کی اہم کڑی تھی جس کو اضافوں کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اُردو میں شاید سب سے زیادہ تنقیدی اور تحقیقی مقالات اقبالیات پر لکھے گئے ہیں۔ میری اس کوشش کا مقصد سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے مختلف پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ لینا تھا۔ اس لیے تحقیقی دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے لازم تھا کہ تحقیق کے عمل کو ایک خاص طریقہ کار سے انجام دیا جائے تا کہ تحقیق کے ثمرات کو منظّم اور معیاری طور پر سامنے لایا جا سکے۔

بزمِ اقبال، لاہور پاکستان کے قدیم ترین اور جانے پہچانے ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبال کو ہر سطح پر سمجھنے اور سمجھانے کے لیے ''بزمِ اقبال''، لاہور نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ فروغِ اقبالیات کے لیے اس ادارے کی خدمات مثالی ہیں جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ محققین اور اقبالیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے سودمند ثابت ہوگا۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' نے فکرِ اقبال کو عام کرنے اور اقبالیات سے رغبت رکھنے والوں تک فکرِ اقبال پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ ان ہی خدمات کو احاطہ تحریر میں لانا ہی اس مقالہ کا مقصد تھا۔ اقبال کے وہ تمام ناقدین، شارحین و محققین لائق تحسین ہیں جو فکرِ اقبال کی ترویج وتفہیم کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

میں محترم پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، صدر، شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کا دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکرگزار ہوں جنھوں نے مجھے ایک ایسے موضوع کے انتخاب میں مدد دی جس کے بارے میں میرے ذہن وفکر میں پہلے ہی سے رمق موجود تھی اور وہ میرے مزاج سے ہم آہنگ تھا۔

میں مقالہ کے نگران محترم پروفیسر ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، صدر شعبہ ترجمہ وتفہیم، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد کی دانشمند، بے لوث اور علم دوست شخصیت سے حقیقتاً

بہت متاثر ہوا۔ انھوں نے ہر مشکل مرحلے پر میری بھرپور رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی۔ مقالہ کی ایک ایک لائن کو نوکِ قلم سے گزارا اور غلطیوں کی اصلاح کروائی۔ آپ کے لیے میرے جذبات اور اظہار تشکر کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ مزید برآں اپنے دیگر تمام اساتذہ ڈاکٹر گوہر نوشاہی، پروفیسر ڈاکٹر شیراز علی زیدی، پروفیسر ڈاکٹر افشاں ہما، ڈاکٹر ایوب صابر، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال اور پروفیسر فتح محمد ملک کا بھی بے حد ممنون ہوں جنھوں نے مجھے ہمیشہ بہت اچھے انداز میں سکھایا پڑھایا۔

میں محمد عمران مبارک، بزمِ اقبال لاہور کا ذکر نہ کروں تو یقیناً نا انصافی ہو گی، انھوں نے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' (سال ۲۰۰۱ء تا دسمبر ۲۰۱۶ء) کے تمام شماروں کو محنتِ شاقہ سے اکٹھا کیا اور بذاتِ خود تمام شمارے میرے سپرد کیے، میں حقیقتاً ان کی اس مہربانی کا شکر گزار ہوں۔ محترم ڈاکٹر اسد نعیم منوچہر، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (سیکنڈری ایجوکیشن) ضلع جہلم اور محمد شفیع اللہ، سبجیکٹ سپیشلسٹ پروفیسر محمد طارق کی قیمتی آرا بھی میرے لیے مشعل راہ ثابت ہوئیں۔ محترم مظہر اقبال شاہ، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (ایلمینٹری ایجوکیشن)، ضلع جہلم کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے حکیم محمد یوسف حسن کا، نیرنگِ خیال، اقبال نمبر (دہلی: ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۳۲ء) فراہم کیا جو اس مقالہ کو لکھنے میں بہت معاون ثابت ہوا۔

محترم ارشد علی ڈوگر، اقبال اکادمی، لاہور کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے مجھے اقبال اکادمی لاہور سے جس کتاب کی ضرورت پڑی اس کی فوٹو کاپی کروا کے بذریعہ ڈاک بروقت ارسال کی اور میں اپنے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے قابل ہوا۔

میں محمد شاہد حنیف جو کہ پاکستان کے نامور محقق اور معروف اشاریہ ساز ہیں، کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ اُنھوں نے کمال محبت سے اپنی مصروفیت کے باوجود مقالہ کو کتابی شکل میں لانے کے لیے اس کی فارمیٹنگ، تزئین اور نظر ثانی میں معاونت کی۔

محترم چچا شاہد لطیف ہاشمی، ایڈووکیٹ نے سلیم اختر میموریل لائبریری، گوجرخان سے اقبالیات کے موضوع پر معیاری کتب کے چناؤ میں معاونت کی۔ اپنی مصروف زندگی سے میرے لیے وقت نکالا اور میری رہنمائی کی۔ میں ان کا بھی تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔ محترم پروفیسر منیر احمد یزدانی، میرپور کا بھی شکر گزار ہوں انھوں نے اپنی کالج کی لائبریری سے کتب فراہم کیں۔ محترم

ڈاکٹر طالب بخاری، چھبر سیداں نے مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ محترم نعیم اختر مرزا، پرنسپل، گورنمنٹ ہائی اسکول سوہاوہ کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنی قیمتی تجاویز سے نوازا۔ ریاض احمد، شعبہ اقبالیات کا بے حد شکر گذار ہوں کہ اُنھوں نے کتاب کی کمپوزنگ بہت اچھے انداز میں بروقت مکمل کی۔اس کی اشاعت کے لیے میں جناب ظہور صاحب (فکشن ہاؤس) لاہور کا بھی ممنون ہوں۔

ڈاکٹر ناصر الرحمٰن، ایسوسی ایٹ پروفیسر، چیئر مین (شعبہ ریاضی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد) کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں جنھوں نے قیمتی آرا سے نوازا۔ مزید برآں رانا زاہد، راجا جنید (سپین)، صائمہ یاسمین (سپین)، عبیدالرحمٰن (سعودی عرب) کی محبتوں کا دل سے شکر گزار ہوں۔

میں خاص طور پر اپنے مہربان والدین کا بے حد شکر گزار ہوں جن کی پرخلوص دعاؤں نے آج مجھے اس مقام تک پہنچایا۔ مجھے گھریلو اور معاشی فِکر سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی تاکہ میں تندہی اور یکسوئی سے اپنا تعلیمی سفر مکمل کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ میرے والدین کی عمر دراز فرمائے، صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ میری شریکِ حیات شائستہ ہاشمی نے اپنے تعلیم یافتہ ہونے کا مجھے بھرپور فائدہ پہنچایا، اگر ان کا اعتماد اور تعاون شامل حال نہ ہوتا تو شاید یہ تحقیقی کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچتا۔ میں اپنی شریکِ حیات کا بھی خلوص دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ محمد توصیف ہاشمی، محمد علی ہاشمی، علینا ہاشمی، حیدر علی ہاشمی کا بہت شکر گزار ہوں جنھوں نے میرے مقالہ جات تک رسائی ہونے کے باوجود بھی خراب نہ کیا۔

مَیں اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہوں مذکورہ بالا نہایت ہی قابل احترام شخصیات جنھوں نے اپنی محبتوں، شفقتوں سے جس قدر نوازا، اگر یہ شامل حال نہ ہوتیں، شاید تحقیقی مقالہ اور اُس کے اس کو کتاب بنانے کے لیے وہ تقاضے پورے نہ ہوتے جنھیں پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اُمید ہے کہ میری یہ سعی لاحاصل نہیں ہوگی اور اس سے اقبالیات کے میدان میں پیش رفت میں مدد ملے گی۔

طالب حسین ہاشمی، ہیڈ ماسٹر
ایم فل اقبالیات، ایم۔ایڈ
تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم
0333-5205642

باب اوّل

تمہید وتعارف سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' بزمِ اقبال، لاہور کا علمی و ادبی جریدہ ہے جو اقبالیاتی ادب کے فروغ میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کوشاں ہے۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' افکارِ اقبال کی تفہیم اوراشاعت کے ساتھ ساتھ ادب کی ترویج کے لیے بھی گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ بزمِ اقبال، لاہور کے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں چھپنے والے اقبال پر تحقیقی مضامین جہاں شعوری وفکری بیداری میں نمایاں کردارادا کررہے ہیں، وہاں ذخیرہ اقبالیات کی ثروت بڑھا رہے ہیں۔ یہ مضامین نسل نو کے لیے ایک ایسا اثاثہ ہیں جن کے مطالعہ سے رذائل اخلاق کی پرورش رُک جاتی ہے اوراَخلاق حسنہ پروان چڑھنے لگتے ہیں۔ ان ہی اَخلاق حسنہ کی پیروی کر کے انسان تسخیرِ کائنات کے لیے اپنی جملہ توانائیاں صرف کرسکتا ہے اوراس کائنات کے سربستہ رازوں سے پردہ اُٹھا کرنسل نو کے لیے درخشاں مثال بن سکتا ہے۔ اس باب میں سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے تعارف سے پہلے ''بزمِ اقبال'' کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

بزمِ اقبال

حکیم الامت، دانائے راز علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علم وادب کی دنیا کا ایک درخشندہ نام ہے۔ علامہ اقبال کے قلم سے ایسی گوہر افشانی ہوئی کہ مدتوں علم و ادب کے موتی چمکتے رہیں گے اور اقبالیات سے دلچسپی رکھنے والے ان موتیوں کی چمک سے راہنمائی پاتے رہیں گے۔

علمی و ادبی اداروں کا قیام کسی بھی ملک میں ادب اور علم و تحقیق کو پروان چڑھانے میں لازمی حیثیت رکھا ہے، ان کا قیام جہاں پر علمی اورادبی سرمایہ کی ترویج وترقی کا مؤثراورفعال

ذریعہ ہوتا ہے بلکہ ان اداروں سے وابستہ افراد اپنی تعلیمی اور فکری استعداد کی بدولت نئے آنے والے لوگوں کے لیے مشعل راہ ہوتے ہیں اور اُن میں علم وادب سے انسیت اور اُلفت پیدا کر کے انھیں آگے بڑھانے کے لیے تحریک کا کام کرتے ہیں۔ یہی ان اداروں کے قیام کا بنیادی اور خصوصی مقصد ہوتا ہے۔

''بزمِ اقبال'' نے اقبال شناسی کی روایت کو بڑی خوبصورتی سے آگے بڑھایا ہے۔ ''بزمِ اقبال'' لاہور نے جہاں افکارِ اقبال کی ترقی اور اشاعت کے لیے تقریباً ڈھائی سو کتب شائع کیں وہیں بزم کا اہم کارنامہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا اجرا ہے۔ ''بزمِ اقبال'' لاہور کا سہ ماہی علمی وتحقیقی مجلّہ ''اقبال'' ایک ممتاز علمی وادبی مجلّہ ہے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا اجرا علامہ اقبال کی زندگی، ان کے کلام اور فکر و فلسفے کی ترویج و تفہیم کے لیے ہوا اور اُن ہی کے نام سے منسوب ہے۔ اس میں مختلف موضوعات پر مقالات و نگارشات شائع کی جاتی ہیں۔ متنوع علمی، تحقیقی اور تنقیدی مقالات کے علاوہ کتب و رسائل پر تبصرے بھی شائع ہوتے ہیں۔

> ''شیخ محمد اقبال عصرِ حاضر کی ایک تاریخ ساز شخصیت ہیں جن کی حیات ہی میں ان کے افکار عالیہ کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں اداروں کے قیام پر توجہ دی جانے لگی تھی۔ ۱۹۲۷ء میں ادارہ معارفِ اسلامیہ کے قیام کی سعی علامہ اقبال کی سرپرستی میں چند نوجوانوں (خواجہ عبدالوحید، ڈاکٹر سید عبداللہ، پروفیسر حافظ عبدالقیوم) نے کی جو آگے چل کر ظہور پاکستان کے بعد ''اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ'' (''اُردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام'') کی صورت میں پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے زیر اہتمام برگ و بار لائی۔ اسی طرح اقبال اکیڈمی کے قیام کا تصور بھی حضرت علامہ اقبال کی حیات ہی میں سامنے آیا لیکن اس تصور کو بھی حقیقت بننا ظہور پاکستان کے بعد نصیب ہوا۔ علامہ شیخ محمد اقبال کی زندگی میں دو بار یومِ اقبال منعقد ہوا۔ ایک بار ۱۹۳۲ء میں اور دوسری بار ۱۹۳۸ء میں (جو اُن کی حیاتِ دنیوی کا آخری سال تھا)۔''(۱)

> ''برعظیم جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی اگست ۱۹۴۷ء میں بارآور ہوئی۔ اس منزل تک پہنچنے میں دو تاریخ ساز شخصیتوں کے فکر و عمل نے خاص کردار ادا کیا۔ یہ تھے حضرت علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح۔ برصغیر میں آزاد

اسلامی مملکت کے قیام کا تصور علامہ اقبال نے دیا تھا۔ (خطبہ الٰہ آباد آل انڈیا مسلم لیگ:۲۹دسمبر ۱۹۳۰ء اور بعد میں قائد اعظم محمد علی جناح کے نام خطوط) قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت وصدارت میں۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو اسلامیان ہند کے نمائندوں نے آزاد مسلم مملکت کی قرارداد منظور کی جسے ایک سال بعد پاکستان کا عنوان دیا گیا۔'' (۲)

''حکیم الامت، مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال قیامِ پاکستان سے قبل (۲۱/اپریل ۱۹۳۸ء کو) وفات پا چکے تھے اور قائداعظم محمد علی جناح تشکیلِ پاکستان کے بعد ۱۱/ستمبر ۱۹۴۸ء کو رحلت فرما گئے۔ نئی مملکت کے لیے یہ ایک کٹھن گھڑی تھی مگر زندہ قوموں کی آزمائش ایسے ہی نازک وقت میں ہوتی ہے۔ علامہ اقبال اپنا پیغام اور قائداعظم اپنی نیک آرزوئیں قوم کے نام چھوڑ کر رخصت ہوگئے۔ ان دعاؤں اور آرزوؤں کے سہارے شکستہ حال قوم نے نئی مملکت کی تعمیر وتشکیل میں قدم آگے بڑھائے اور درد مندان ملت نے دستور سازی کے علاوہ اہم ذہنی وفکری اداروں کے قیام کا سلسلہ شروع کیا۔ اسی سلسلے کا ایک ادارہ لاہور میں بزمِ اقبال کا قیام ہے۔'' (۳)

''ظہور پاکستان کے ساتھ جو علمی ادارے معرض وجود میں آئے ان میں بزمِ اقبال بھی ہے۔ حصول آزادی اور ظہور پاکستان کے بعد حوادثِ زمانہ سے ذرا دم لینے کا موقع ملا اور تعمیری کاموں کا سلسلہ شروع ہوا تو اقبال اکیڈمی کے قیام کی طرف بھی اہل فکر ونظر کی توجہ مبذول ہوئی، چنانچہ اقبال اکیڈمی کی تاسیس کے لیے ایک مجلس منتظمہ یا بورڈ آف گورنر مارچ ۱۹۵۰ء میں تشکیل دیا گیا جس کا پہلا اجلاس ۲۵ مئی ۱۹۵۰ء کو عزت مآب شیخ نسیم حسن، مشیر تعلیم و بحالیات، حکومت پنجاب کی صدارت میں ان کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا، یہ اَمر قابلِ ذکر ہے کہ حضرت علامہ اقبال کی زندگی میں حکیم یوسف حسن نے ''نیرنگ خیال'' کا خصوصی شمارہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۳۲ء میں شائع کیا تھا۔ مجلّہ ''اقبال'' جو ملک کے مایہ ناز ادیبوں اور دانشوروں کے مضامین پر مشتمل تھا۔ ان مضامین میں کلکتہ کے مولانا راغب احسن کے مضمون کو اس پہلو سے ممتاز حیثیت حاصل تھی کہ اس میں پہلی دفعہ '' اقبال اکیڈمی'' کے قیام کے تصور کو اُجاگر کیا گیا تھا۔ مگر یہ تصور حصول آزادی تک حقیقت کا جامہ نہ پہن سکا۔'' (۴)

اقبال کا ایک مکتوب مولانا راغب احسن کے نام محررہ لاہور اکتوبر ۱۹۳۲ء ملاحظہ کیجیے۔

''ڈیئر راغب احسن، السلام علیکم!

آپ کا خط مجھے ملا۔ میں آج رات الور وفد کے سلسلے میں شملہ جا رہا ہوں۔ داؤدی صاحب سے بھی وہیں ملاقات ہوگی۔ آپ کا خط بھی ساتھ لیے جاتا ہوں۔ غالباً ۷ کی صبح لاہور واپس آجاؤں گا۔ آپ کا اور عثمان صاحب کا معاملہ روح نبوی ﷺ کے تصرف کا نتیجہ ہے۔ یہ تصرف ابھی اور عام ہوگا۔ ان شاء اللہ

دلوں میں کچھ حرارت سی مجھے معلوم ہوتی ہے

کوئی پھر لے کے شاید وعدۂ دیدارِ عام آیا!

مجھے یقین ہے کہ آئندہ نسل بہت جلد اپنے فرائض کو سمجھ جائے گی۔ اگرچہ ہم لوگوں نے اس نئی پود کو اپنے فرائض سمجھنے کے لیے تیار نہیں کیا۔''(۵)

''سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے اولین شمارے کا افتتاحی مضمون چودھری محمد علی، سیکرٹری جنرل حکومت پاکستان، بعد میں وزیراعظم پاکستان نے لکھا تھا۔''(۶)

> ''مولانا راغب احسن پہلے شخص ہیں جنھوں نے ۱۹۳۲ء میں اقبال اکیڈمی کے قیام کی تجویز پیش کی تھی اور کہا تھا کہ اس اکیڈمی کا مقصد اقبال کی زندگی اور اُن کے کلام کی تفسیر وتبلیغ ہوگا۔ مولانا راغب احسن ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء کو ضلع گیا، صوبہ بہار (ہندوستان) کے ایک قصبہ نیو دیہہ میں پیدا ہوئے کلکتہ میں تعلیم پائی، طالب علم رہنما کی حیثیت سے خلافت کمیٹی میں شامل ہوئے، بعض تقریروں کی وجہ سے جیل جانا پڑا۔ جیل میں ان کی ملاقات کلکتہ کارپوریشن کے میئر محمد عثمان سے ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ اعلیٰ تعلیم کے بغیر سیاست کا پودا پروان نہیں چڑھ سکتا۔ حصول تعلیم کے بعد سیاسی صلاحیتیں بروئے کار لائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ جیل سے رہا ہوتے ہی مولانا راغب احسن نے کلکتہ یونی ورسٹی سے معاشیات، عمرانیات اور سوشل سائنس میں ایم اے کیا۔ اس کے بعد اسلامی تاریخ اور دینی علوم کے مطالعے پر توجہ دی۔''(۷)

''اقبال نے ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ الٰہ آباد میں اپنا خطبہ صدارت پیش کیا، اس میں مسلمانوں کے لیے جو لائحہ عمل پیش کیا گیا تھا، اس سے مولانا راغب احسن بے حد متاثر ہوئے اور اقبال کی مستقبل شناسی کی داد دی اور اسی

خطبہ کے زیر اثر ۱۳، اپریل ۱۹۳۱ء کو آل انڈیا مسلم یوتھ لیگ کی بنیاد ڈالی۔''(۸)
''مولانا راغب احسن نے ۲۱ جنوری ۱۹۳۵ء کو قائداعظم اور علامہ اقبال سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں اقبال نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ مسلم یوتھ لیگ کو ختم کر کے مسلم لیگ کے لیے کام کریں تاکہ وہ مقصد پورا ہو سکے جس کے لیے مسلمانانِ ہند قائداعظم کی قیادت میں جدوجہد کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا راغب احسن نے مسلم یوتھ لیگ کو ختم کر کے کلکتہ مسلم لیگ قائم کی۔ آپ مسلم یوتھ لیگ اور مسلم لیگ کے فعال رکن بھی تھے۔ جن دنوں وہ ڈھاکہ میں قیام پذیر تھے سقوط ڈھاکہ کا واقعہ پیش آیا جس میں ان کا ذاتی کتب خانہ اور پاکستان سے متعلق ساری دستاویزات تباہ ہو گئیں۔ وہ دوبارہ کراچی لوٹ کر خانہ نشین ہو گئے۔ ۲۸ نومبر ۱۹۷۵ء کو جمعہ کی نماز کے لیے جاتے ہوئے انتقال کر گئے۔ ان کی تصانیف میں ''اُصولِ معاشیات'' اسلام اور ہندوستان میں مسلمان قوم کی تاریخ تعمیر قابلِ ذکر ہیں۔''(۹)

علامہ راغب احسن کی کتابوں میں حسبِ ذیل کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔

1.What Muslims want in India.
2.Principles of Islamic Economics.
3.The Political Case Of Muslim India.
4.History of Making of Muslim Nationalism in India.

''اقبال اکادمی لاہور'' کے عنوان سے شائع ہونے والے اس مضمون میں راغب احسن نے بہت تفصیل سے اکیڈمی کے بنیادی ڈھانچے کے حوالے سے تجویز پیش کی۔ وہ لکھتے ہیں:

''ہندوستان میں حرکتِ تجدید نے اپنا ممتاز ترین ظہور سر محمد اقبال کی شاعری میں حاصل کیا ہے۔ جو مشرقی اور مغربی فلسفۂ زندگی کے ایک متین و عمیق محقق ہیں۔ وہ تازہ سے تازہ فلسفیانہ تفکر کے ترقیات سے آگاہ ہیں اور اُنھوں نے برگساں اور نیٹشے کے کچھ خیالات کو اپنے ذاتی اَفکار کی دنیا میں منتقل کیا ہے لیکن سر محمد اقبال اپنے زبردست علم و فضل اور وسیع مطالعہ و تحقیق کے باوجود ہرگز دوسروں کے خیالات کی آواز بازگشت نہیں ہیں بلکہ مذہب اسلام کی طرف آپ کے عنان طبع سے بحث ہے۔''(۱۰)

''اقبال ایک زندہ آئیڈیل کا نام ہے جس میں فرد و جماعت، شرق و غرب عالم اسلام اور عالم انسانیت کی خودنمائی و خودافزائی، زندگی و برتر زندگی کا راز پوشیدہ

ہے۔ اقبال کبھی گمنام نہیں رہ سکتا ہے اور نہ کبھی مردہ ہو سکتا ہے۔ اقبال جس آئیڈیل کا نمائندہ ہے اس کا خاص تعلق اسلام سے ہے کیونکہ دراصل وہ اس ملّت وسطیٰ کو دنیا کے لیے ایک دارالسلام بنانے کا آرزومند ہے۔''(۱۱)

☆☆☆

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''

''بزمِ اقبال کا ترجمان ''اقبال'' ایک ممتاز علمی و ادبی مجلّہ ہے۔ اس کا اجرا جولائی ۱۹۵۲ء میں ہوا۔ مجلّہ ''اقبال'' علامہ اقبال کی زیست زندگی ان کے کلام اور فکر و فلسفے کی ترویج و تفہیم کے لیے شائع ہوتا ہے اور اُن ہی کے نام سے منسوب ہے۔ اس مجلّے میں مختلف موضوعات پر مقالات ملتے ہیں۔ اس مجلّے کے سر آغاز، اب بھی یہ عبارت درج ہوتی ہے، جس سے اس کے مقالات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

''مجلّہ ''اقبال'' کا مقصد علامہ اقبال کی زندگی، شاعری، افکار اور علوم و فنون کے ان شعبوں کا تحقیقی مطالعہ ہے جن سے انھیں گہری دلچسپی تھی مثلاً: اسلامیات، فلسفہ، عمرانیات، مذہب، ادب و فن وغیرہ، اس مجلّے میں مضامین کا تنوع نظر آتا ہے۔ مختلف النوع علمی اور تحقیقی وتنقیدی مقالات کے علاوہ کتب و رسائل پر تبصرے بھی شائع ہوتے ہیں''(۱۲) (مجلّہ ''اقبال'' ۱۹۵۲ء۔ ضمیمہ ب، ج)

بزمِ اقبال نے اقبال کی پہچان و تعارف کا سلسلہ بڑی خوش اُسلوبی اور نہایت ذمہ داری سے نبھایا ہے۔ اس بزم نے اقبال کے افکار کی وضاحت و اشاعت کے لیے تقریباً دو سو کتابوں کی اشاعت کا بندوبست کیا اور اس کے ساتھ اس بزم کا شاہکار کارنامہ سہ ماہی ''مجلّہ اقبال'' کا جاری کرنا ہے۔ یہ جریدہ ہر تین ماہ بعد باقاعدگی سے اشاعت کے مراحل سے گزرتا ہوا، ادبی حلقوں اور فکر و فن ادب کے شائقین کے ذوق تسکین کا باعث بنتا ہے۔ ''مجلّہ اقبال'' (سہ ماہی) کے اجرا کا فیصلہ بھی شروع ہی میں کر لیا گیا تھا۔ طے پایا تھا کہ سال میں چار شمارے شائع کیے جائیں۔ ان میں دو شمارے انگریزی میں اور دو شمارے اُردو کے ہوں اور یہ شمارے باری باری اُردو اور انگریزی میں نکالے جائیں۔ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۵۱ء کے اجلاس میں فیصلے کے ساتھ ہی مضامین کی فراہمی کا کام شروع کر دیا گیا۔ اُردو اور انگریزی میں سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی فوری

ضرورت تھی، مگر یہ کام کسی موزوں مدیر کی سرپرستی ہی میں سرانجام دیا جاسکتا تھا جو خود بحرالعلوم ہو اور اہل علم وقلم سے کامیاب رابطہ قائم کرسکے'' (۱۳)

''مجلّہ اقبال'' کے اجرا کا بنیادی مقصد فکرِ اقبال اور پیغام اقبال کی تشہیر واشاعت ہے۔ جو نئ اور نوآموز نسلوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوتا ہے۔

''پاکستان کے علاوہ دیارِغیر میں بھی، جہاں اقبالیات کے شائقین یا مشرقی علوم میں دلچسپی رکھنے والے موجود ہیں، یہ بڑی دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ اس مجلّے میں اقبال کی زندگی اور افکار کے علاوہ ان موضوعات پر بھی تحقیقی اور علمی مقالات شائع ہوتے ہیں، جن سے علامہ اقبال کو دلچسپی تھی یا جن کا مطالعہ فکرِ اقبال کو سمجھنے میں قارئین کی معاونت کرتا ہے۔ اس اعتبار سے اس مجلّے کا بنیادی مقصد اقبال اور اس کے فکروفن کا مطالعہ ہے'' (۱۴)

''اقبال'' سہ ماہی مجلّہ ہے۔ دو شمارے (اپریل اور اکتوبر) اُردو زبان میں اور دو شمارے (جنوری اور جولائی) انگریزی زبان میں چھپتے ہیں۔ ابتدا میں اس کی اشاعت کا سلسلہ با قاعدگی سے جاری رہا۔ مگر ۱۹۷۰ء میں کوئی شمارہ منظر عام پر نہ آسکا۔

۱۹۷۳ء میں اس کی اشاعت میں کچھ با قاعدگی رہی۔ اکتوبر ۱۹۷۲ء اور جنوری ۱۹۷۳ء کا ایک ہی مشترکہ شمارہ چھپا۔ ۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۶ء تک سلسلہ اشاعت با قاعدہ رہا لیکن ۱۹۷۷ء میں ایک شمارہ (اپریل، جولائی ۱۹۷۷ء) اُردو میں اور ایک شمارہ اکتوبر ۱۹۷۷ء انگریزی میں ایک شمارہ (اپریل، جولائی ۱۹۷۷ء) اُردو میں اور ایک شمارہ (اکتوبر ۱۹۷۷ء) انگریزی میں شائع ہوا۔

۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۵ء تک اشاعت باقاعدہ رہی۔ مگر ۱۹۸۶۔ ۱۹۸۷ء میں اس کی اشاعت کا سلسلہ منقطع رہا۔ ۱۹۸۸ء سے اس کی اشاعت با قاعدگی سے ہورہی ہے۔

اس مجلّے کے سب سے پہلے مدیر میاں محمد شریف (جولائی ۱۹۵۲ء تا اکتوبر ۱۹۵۳ء) تھے، جنوری ۱۹۵۴ء سے اکتوبر ۱۹۶۵ء یعنی وفات تک وہ مدیر اعزازی اور بشیر احمد ڈار مدیر معاون (جولائی ۱۹۵۲ء تا جولائی ۱۹۶۲ء رہے) اکتوبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت سے محمد سعید شیخ مدیر اعزازی مقرر ہوئے اور جنوری ۱۹۶۶ء سے اکتوبر ۱۹۶۷ء اس کے قائم مقام مدیر رہے۔ جنوری ۱۹۶۸ء سے جولائی ۱۹۶۸ء تک پروفیسر محمد عثمان کو اس مجلّے کا مدیر اعزازی مقرر کیا گیا۔ جنوری ۱۹۶۹ء سے

اپریل، جون ۱۹۷۱ء تک پروفیسر محمد سعید شیخ مدیر اعزازی اور جنوری ۱۹۶۹ء سے جنوری مارچ ۱۹۷۲ء تک گوہر نوشاہی مدیر معاون رہے۔ جنوری، ستمبر ۱۹۷۱ء کی اشاعت سے جنوری، مارچ ۱۹۷۲ء کی اشاعت تک ڈاکٹر محمد جہانگیر خان مدیر اعزازی کے عہدے پر فائز رہے۔ جولائی اکتوبر ۱۹۷۲ء میں پروفیسر محمد سعید شیخ مدیر اور جولائی اکتوبر ۱۹۷۲ء سے جنوری، جولائی ۱۹۸۵ء تک محمد اشرف ڈار مدیر معاون رہے۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء سے اپریل ۱۹۷۶ء تک پروفیسر محمد عثمان مدیر اعزازی اور جولائی ۱۹۷۶ء کی اشاعت سے جنوری ۱۹۸۸ء تک ڈاکٹر وحید قریشی اس کے مدیر اعزازی اور راجہ فخر محمد ماجد نائب مدیر ہیں اور خوش آئند بات یہ ہے کہ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کی سرپرستی میں ایک تعطل کے بعد ''اقبال'' کا سلسلہ اشاعت باقاعدہ ہوگیا۔'' (۱۵)

اکتوبر ۱۹۷۳ء میں مجلّے کی ایک مجلس ادارت ترتیب دی گئی تھی جو اپریل ۱۹۷۶ء کی اشاعت تک مندرجہ ذیل پانچ افراد پر مشتمل تھی۔

(۱) احمد ندیم قاسمی (۲) محمد صفدر میر (۳) پروفیسر محمد سعید

(۴) سید نذیر نیازی (۵) فتح محمد ملک

اکتوبر ۱۹۷۶ء کی اشاعت سے اراکین مجلس ادارت میں جناب احمد ندیم قاسمی اور جناب فتح محمد ملک کی جگہ ڈاکٹر عبدالشکور احسن اور پروفیسر محمد عثمان کو شامل کیا گیا۔ جولائی ۱۹۷۸ء کی اشاعت میں اراکین مجلس ادارت میں سے جناب محمد صفدر میر کا نام بھی حذف کر دیا گیا اور یوں یہ مجلس ادارت مندرجہ ذیل چار افراد پر مشتمل رہ گئی۔

(۱) سید نذیر نیازی (۲) ڈاکٹر عبدالشکور احسن (۳) پروفیسر محمد عثمان (۴) پروفیسر محمد سعید شیخ

جولائی ۱۹۸۲ء سے جولائی ۱۹۸۵ء کی اشاعت تک مندرجہ ذیل تین افراد پر مشتمل مجلس ادارت از سرِ نو ترتیب دی گئی:

(۱) ڈاکٹر عبدالشکور احسن (۲) پروفیسر محمد عثمان (۳) پروفیسر محمد سعید شیخ

۱۹۸۵ء تا حال مجلّہ ''اقبال'' کی مجلس ادارت میں مختلف افراد شامل رہے، ان عظیم اور علمی وادبی شخصیات کے اسم گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) احمد ندیم قاسمی (۲) پروفیسر مرزا محمد منور (۳) ڈاکٹر وحید قریشی (۴) پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرام

(۵) ڈاکٹر رشید جالندھری (۶) ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا (۷) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (۸) ڈاکٹر سلیم اختر (۹) پروفیسر عبدالجبار شاکر (۱۰) پروفیسر ڈاکٹر خورشید رضوی (۱۱) پروفیسر ڈاکٹر عارفہ سیدہ (۱۲) جناب ڈاکٹر محمد نعیم بزمی (۱۳) جناب منیب اقبال، ایڈووکیٹ (۱۴) پروفیسر محمد حنیف شاہد

مندرجہ بالا علمی و ادبی شخصیات مختلف دورانیے میں ''بزمِ اقبال'' لاہور کی ادبی کمیٹی میں بھی شامل رہے ہیں۔ ''مجلس ترقی ادب اور بزمِ اقبال نے اپنے قیام کے ابتدائی ایام میں فیصلہ کیا تھا کہ مجلس کے ملازم بغیر کسی معاوضے کے بزم کا کام بھی کیا کریں گے۔ اس وقت مجلس اور بزم کا کام محدود تھا، اس لیے مذکورہ فیصلہ کیا گیا۔ لیکن اب جبکہ مجلس، پاکستان کا سب سے بڑا اشاعتی ادارہ بن چکی تھی اور اس کا کام پہلے کی نسبت کئی گنا بڑھ چکا ہے اس لیے اب مجلس کے ملازمین سے بزم کا کام لینا ان پر ناواجب بوجھ ہے۔''(۱۶)

''پاکستان علامہ اقبال کے خواب کی عملی تعبیر ہے اس لیے پاکستان میں علامہ اقبال کے فکروفن کی تفہیم و تشریح کے لیے دانشوروں، نقادوں اور فلاسفروں نے اپنی بہترین ذہنی صلاحیتیں وقف کر رکھی ہیں''۔(۱۷)

''پروفیسر میاں محمد شریف اپنی وفات دسمبر ۱۹۶۵ء تک مجلّہ ''اقبال'' کے مدیر اعزازی رہے اور اُن کی ادارت میں مجلّہ ''اقبال'' بین الملّی شہرت حاصل کر چکا تھا۔ مجلّہ ''اقبال'' کا پہلا شمارہ (انگریزی میں) جولائی ۱۹۵۲ء میں اشاعت پذیر ہوا اور دوسرا شمارہ (اُردو میں) اکتوبر ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ بعد میں انگریزی شمارے جنوری اور جولائی میں اور اُردو شمارے اپریل اور اکتوبر میں علی الترتیب باقاعدگی سے شائع ہوتے رہے۔ بشیر احمد ڈار نائب مدیر کے طور پر جولائی ۱۹۶۲ء تک مجلّہ ''اقبال'' سے منسلک رہے۔ ان کے بعد شیخ محمد سعید نائب مدیر ہوئے اور پروفیسر ایم۔ ایم شریف کی رحلت کے بعد شیخ محمد سعید مدیر اعزازی مقرر ہوئے۔''(۱۸)

''سید امتیاز علی تاج، ناظم، مجلس ترقی ادب، اعزازی حیثیت سے بزمِ اقبال کے سیکرٹری کے فرائض انجام دیتے رہے۔ سید امتیاز علی تاج کی ناگہانی وفات پر بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ نے ۲۹ اپریل ۱۹۷۰ء کو مرحوم کی ناگہانی موت پر قرارداد تعزیت کے ذریعے ان کی خدمات کو سراہا، اور فیصلہ کیا کہ ڈاکٹر محمد جہانگیر خاں کو بطور رکن

بزمِ اقبال اعزازی سیکرٹری کا چارج دیا جائے، پروفیسر شیخ محمد سعید کو بلاتعین مدت رسالہ ''اقبال'' کی ادارت کے فرائض سونپنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔''(۱۹)

مجلس منتظمہ کے سرکاری وغیر سرکاری ارکان کی نامزدگی ہر تیسرے سال گورنر پنجاب (۱۹۵۸ء سے ۱۹۷۰ء تک گورنر مغربی پاکستان) کرتے رہے ہیں۔ان ارکان کی مدّت رکنیت تین برس ہوتی ہے۔ان کی اعلیٰ اور مؤثر کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں دوسری اور تیسری بار بھی منتخب کیا جاسکتا ہے اور کئی ایسی شخصیات بزم سے وابستہ رہی ہیں جبکہ دوسری اور تیسری بار بھی نامزد ہونے کا اعزاز رکھتی ہیں۔یہاں پر ان شخصیات کا اندراج صرف ایک ہی بار فہرست میں کیا گیا ہے۔سرکاری ارکان کی معیاد مدّت ان کے منصب کی مدت تک ہوتی ہے سرکاری اراکین بلحاظ عہدہ سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری فنانس،سیکرٹری اطلاعات بزم کے رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔

مجلّہ ''اقبال'' کے موجودہ نائب مدیر ڈاکٹر محمد نعیم بزمی ہیں، اور نائب مدیر ہی مجلّہ کے تمام انصرام وانتظام کے ذمہ دار ہیں جو مجلّہ ''اقبال'' کے مدیر کو معاونت فرماتے ہیں۔یہ بات نہایت اہم اور قابلِ ذکر ہے کہ مجلّہ ''اقبال'' کے مدیران میں اس عہد کے بہترین اور نامور مصنفین شامل رہے، جن کی عملی کاوشیں اُردو ادب کی تدریس، ترویج/نئی تخلیقات کی ایجاد، تالیف اور تصنیفی میدان میں بڑی جانفشانی کے ساتھ جاری رہیں۔

انھی ادیبوں میں مدیر، نائب مدیر کے فرائض سرانجام دینے والے اشخاص اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ میدان ادب میں بھی ممتاز اور معتبر حوالہ ہیں اور میدانِ علم وادب میں انھوں نے اپنی قدرتی (خداداد) صلاحیتوں اور خوبیوں کا لوہا منوایا۔ان نمایاں اور ممتاز شخصیات نے اُردو ادب کے متنوع مضامین اور مقالہ جات کے ساتھ ساتھ اقبالیات کے موضوع پر بھی سخن آزمائی کی اور قابل تعریف اور لائق تحسین وستائش سرمایہ ادب میں منتقل کیا اور اس خزینے کو فراوانی بخشی۔ان کی قابل قدر تحریریں شائع ہو کر کتابی شکل میں عوام الناس کے لیے منظر عام پر آئیں۔

اقبال اکیڈمی کی تاسیس

''لاہور میں جو علامہ اقبال کا دوسرا وطن ہے۔ایک مستقل انسٹی ٹیوشن اپنی ذاتی زمین و باغ عمارات کے ساتھ بنا کر اور ''اقبال اکادمی'' سے موسوم کر کے حضرت علامہ سر محمد اقبال کو قوم کی

طرف سے پیش کی جائے اقبال اکادمی کا ایک دستور اساسی اور ایک ہیئت ترکیبی ہو۔''(۲۰)

''اقبال اکادمی کی اساسی وجہ زیست اقبال کے کام اور پیام کی تفسیر وتبلیغ اور اس کے آثار و اخبار کی جمع وترتیب ہوگی اور مقصود عمومی اسلامی کلچر کی حفاظت و ارتقا ہوگا۔ اقبال ایک آئیڈیل کا نام ہے اور اس ادارے کا سب سے بڑا کام چیدہ، سعید و صالح نوجوانوں کو اس آئیڈیل کی روح میں تربیت وتعلیم دینا ہونا چاہیے تاکہ وہ اس آئیڈیل، اس ملّت وسطیٰ اور اس مذہب انسانیت کے مبلغ بن کر پھیل جائیں جس کے لیے اقبال کا ظہور ایک عالمِ نور کی صبح صادق کے فجر صادق کی شکل میں ہوا ہے۔''(۲۱)

مولانا راغب احسن کی یہ تجویز کہ فکرِ اقبال کو زندہ و پائندہ رکھنے کے لیے فعال ادارہ موجود ہونا چاہیے۔ آزادی کے حاصل ہونے تک حقیقت کا روپ نہ دھار سکی لیکن علامہ شیخ محمد اقبال کی وفات کے بعد ہی اس اَمر کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی۔ حصول آزادی اور ظہور پاکستان کے حوادثِ زمانہ سے ذرا دم لینے کا موقع ملا اور تعمیری کاموں کا سلسلہ شروع ہوا تو اقبال اکادمی کے قیام کی طرف بھی اہل فکر ونظر کی توجہ مبذول ہوئی۔

''یہ اَمر قابلِ ذکر ہے کہ وزارت پنجاب میں ممدوٹ دولتانہ کی چپقلش اور پنجاب اسمبلی میں گروہ بندی کا سلسلہ قائداعظم کی زندگی ہی میں شروع ہو گیا تھا، جس پر قائداعظم مرحوم ومغفور ازحد افسردہ خاطر اور خفا تھے۔ اقتدار کی کشمکش کا یہ سلسلہ قائداعظم مرحوم کی رحلت کے بعد بھی جاری رہا بلکہ اس میں شدت آ گئی تو بالآخر اسمبلی توڑ کر پنجاب میں دفعہ ۹۲ الف کے تحت گورنر راج نافذ کر دیا گیا تھا اور فضیلت مآب سردار عبدالرب نشتر کو پنجاب کا گورنر بنا کر ایک مجلسِ مشاورت قائم کر دی گئی تھی۔ اقبال اکیڈمی کے قیام میں سردار عبدالرب نشتر نے خصوصی توجہ فرمائی۔''(۲۲)

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری ریکارڈ اور دستاویزات کے حوالے سے اقبال اکیڈمی کے قیام (جس کا نام اجلاس اوّل کے ایک سال بعد ''بزمِ اقبال'' میں بدل دیا گیا) کی روداد بیان کر دی جائے۔ سرکاری ریکارڈ انگریزی میں ہے جس کا ترجمہ اُردو میں پیش کیا جا رہا ہے (اصل انگریزی متن ریکارڈ کے طور پر ساتھ دیا گیا ہے)

''سیکرٹری ایجوکیشن حکومت پنجاب ایس۔ ایم شریف نے فضیلت مآب گورنر پنجاب

سردار عبدالرب نشتر کی ایما و ہدایت پر اقبال اکیڈمی کے قیام کے سلسلے میں ۲۳ مارچ ۱۹۵۰ء کو (یوم پاکستان کے موقع پر) مندرجہ ذیل مسودہ قانون عزت مآب شیخ نسیم حسن مشیر تعلیم و بحالیات پنجاب کی خدمت میں پیش کیا۔ (خاص خاص نکات درج ذیل ہیں۔ (اصل عبارت انگریزی میں ہے)

(۱) - ''قائداعظم محمد علی جناح معمار پاکستان تھے جبکہ علامہ شیخ محمد اقبال نے پاکستان کا تصور پیش کیا تھا یعنی مصورِ پاکستان تھے، جنھوں نے اسلامی طرزفکر کی تشکیل جدید کی پرزور تاکید کرتے ہوئے پاکستان کی ثقافتی اور روحانی وراثت سے اس کا تعلق جوڑا اور روحانی میراث سے اس کا ربط ہمیشہ کے لیے قائم کیا۔

(۲) - پاکستان کے معرض وجود میں آجانے سے یہ اَمر از بس ضروری ہوگیا ہے کہ علامہ اقبال کے فرمودات، خیالات عام اور اُن کی گراں قدر تصنیفات سے دنیائے عالم کو باخبر کیا جائے۔ اس مقصد کی خاطر حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دو لاکھ روپے کی خصوصی گرانٹ سے اقبال اکیڈمی کے قیام کو عمل میں لایا جائے۔ اقبال اکیڈمی دیگر باتوں کے علاوہ ان امور کی حوصلہ افزائی کرے گی:

(i) اقبال کی فکر اور علمی تصورات پر تحقیقاتی کام۔

(ii) اُردو، انگریزی، عربی فارسی اور دنیا کی دیگر مرّوج زبانوں میں اقبال پر ایسی مفید کتب کی اشاعت اور ساتھ ہی ساتھ افکارِ اقبال کے عنوانات کے تحت (کسی بھی) تفصیلی مقالہ بھی شائع کرے۔

(iii) فکرِ اقبال کو دیارِ غیر میں متعارف کرانا۔ (بحیثیتِ شاعر، مفکر اور مصلح)۔

اس کے علاوہ اقبال اکیڈمی ایک سہ ماہی مجلّہ کا اِجرا کرے گی۔ اقبال اکیڈمی کے تمام امور کو اور مفصل منصوبہ سازی اس ادارے کا بورڈ آف ڈائریکٹرز طے کرے گا۔

(۳) اکیڈمی کے کاموں کے سلسلے میں تفصیلی منصوبہ اس ادارے کا بورڈ آف ڈائریکٹر طے کرے گا جو اس ادارے کا نظم ونسق چلائے گا۔ میں اس بورڈ کی تشکیل ان خطوط پر تجویز کرتا ہوں:

(۱) چیئرمین' حکومت کا نامزد کردہ ہوگا۔

(ii) ایک نمائندہ محکمہ تعلیم کا ہوگا۔

(iii) ایک نمائندہ نجی تعلیمی اداروں کی طرف سے آئے گا۔

(iv) ایک نمائندہ یونیورسٹی کا ہوگا۔

(v) دو اشخاص عام پبلک کی نمائندگی کریں گے جنہیں حکومت نامزد کرے گی۔

(vi) معتمد (سیکرٹری) جسے حکومت نامزد کرے گی۔‘‘(۲۳)

ان ارکان کی مدت رکنیت تین سال ہوگی، اور اُن کی دوبارہ نامزدگی بھی ہو سکے گی۔

اکیڈمی کا ایک مختصر سیکرٹریٹ ہوگا، اور اس کی تشکیل بورڈ آف ڈائریکٹرز کر سکتا ہے۔

(۴) فضیلت مآب گورنر پنجاب اکیڈمی کے سرپرست (Patron) ہوں گے۔

جہاں تک بورڈ کی تشکیل کا تعلق ہے، میری گزارش ہے کہ عزت مآب مسٹر نسیم حسن جو اس اکیڈمی کے قیام کے لیے ذمے دار ہیں، اس کے پہلے چیئرمین ہونے چاہئیں۔ جہاں تک دیگر ممبران کا تعلق ہے، مَیں چند نام تجویز کر سکتا ہوں، مثلاً مسٹر جسٹس ایس۔اے رحمٰن، ڈاکٹر محمد دین تاثیر، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، مسٹر تاج محمد خیال، حکیم احمد شجاع، میرا خیال ہے وہ ایک اچھے سیکرٹری ثابت ہوں گے۔ یہ نام خالصتاً مجوزہ ہیں۔‘‘(۲۴)

مندرجہ ذیل ممبران کے نام فائنل کیے گے:

(۱) مسٹر جسٹس ایس۔ اے رحمٰن (۲) مسٹر ایس ایم شریف (۳) ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، (۴) ڈاکٹر محمد دین تاثیر (۵) کے۔ بی۔محمد حسین (۶) سید نذیر نیازی (۷) ڈاکٹر محمد جہانگیر خان (سیکرٹری)

بزمِ اقبال کمرشل ادارہ نہیں بلکہ اسلامی اور پاکستانی ثقافت کے فروغ وترقی کا ادارہ بھی ہے۔

’’معتمد تعلیم (مسٹر ایس۔ایم شریف) نے مشیر تعلیم عزت مآب نسیم حسن سے مل کر اقبال اکادمی کی مجلس منتظمہ کے اولین اجلاس کی تاریخ طے کر کے ارکان مجلس کو اطلاع کر دی اور یہ اجلاس ۲۵ مئی ۱۹۵۰ء کو مشیر تعلیم کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا جس میں جسٹس ایس اے رحمٰن، مسٹر ایس۔ ایم شریف، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر محمد دین تاثیر، میاں محمد حسین، سید نذیر نیازی، ڈاکٹر محمد جہانگیر خاں (سیکرٹری) شریک ہوئے۔

(ا) ’’مجلس منتظمہ کے دوسرے اجلاس (منعقدہ ۱۶ جون ۱۹۵۰ء) سے دو یوم قبل سیکرٹری تعلیم نے آنریبل مشیر تعلیم و بحالیات سے اپنی محولہ بالا بات چیت (مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۵۰ء) کو ریکارڈ میں لاتے ہوئے لکھا:

(ترجمہ): ''میں نے اس مسئلے پر کچھ عرصہ قبل آنریبل مشیر تعلیم و بحالیات سے گفتگو کی تھی اور اقبال اکیڈمی کی تشکیل کے بارے میں یہ فیصلے کیے تھے:

(۱) اکیڈمی ایک نیم سرکاری لیکن اپنے داخلی معاملات و امور کار میں خود مختار ادارہ ہوگی۔

(۲) اکیڈمی کے ارکان کا تقرر حکومت کے ایما پر ہوگا۔ یہ اَمر واضح ہے کہ حکومت ایسے لوگوں کو نامزد کرے گی جو اس کام (بسلسلہ اقبالیات) کے لیے موزوں ہوں گے۔

(۳) رکنیت کی میعاد تین سال ہوگی اور یہ ارکان دوبارہ بھی نامزد ہوسکیں گے۔

(۴) آنریبل مشیر تعلیم و بحالیات اس ادارے کے چیئر مین ہوں گے اور محکمہ تعلیم کا افسر اس کا سیکرٹری ہوگا۔

(۵) آنریبل مشیر تعلیم و بحالیات کا خیال تھا کہ ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن اکیڈمی کا سیکرٹری ہو لیکن میں نے گزارش کی کہ ناظم تعلیمات عامہ کی بہت بھاری ذمہ داریاں ہیں، اس لیے وہ بطور سیکرٹری اکیڈمی کو حسب خواہ اتنا وقت نہیں دے سکے گا۔ چنانچہ میں نے تجویز کیا کہ ڈی۔ پی۔ آئی اکیڈمی کا رکن ہو اور محکمہ تعلیم کا ایک افسر اس کا سیکرٹری ہو۔

آنریبل مشیر تعلیم و بحالیات نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ میں نے مزید یہ تجویز پیش کی کہ ڈاکٹر محمد جہانگیر خان، جو پی۔ای۔ایس کلاس ون ایک بہت سینئر افسر ہے اور اعلیٰ تعلیم کے انصرام پر مامور ہے۔ اکیڈمی کا سیکرٹری ہو، آنریبل مشیر تعلیم و بحالیات نے اس تجویز کو بھی قبول فرمالیا۔ اس بات پر بھی اتفاق ہوا کہ چونکہ سیکرٹری محکمہ تعلیم کا ایک افسر ہوگا، اس لیے وہ یہ منصب حکومت کی ایما پر سنبھالے گا۔

(۶) اقبال اکیڈمی کا ایک مستقل سیکرٹریٹ بھی ہوگا۔

(2) بر بنائے عہدہ (مثلاً آنریبل مشیر تعلیم، ناظم تعلیمات عامہ اور اکیڈمی کا سیکرٹری جو محکمہ تعلیم کا افسر ہوگا) کے علاوہ

مندرجہ ذیل حضرات اکیڈمی کی مجلس منتظمہ میں نامزد کیے گئے:

(۱)- دی آنریبل مسٹر جسٹس ایس۔اے۔رحمٰن۔

(۲)- ڈاکٹر محمد دین تاثیر، پرنسپل اسلامیہ کالج، لاہور۔

(۳)- چودھری محمد حسین، ایم۔اے، مسلم روڈ، قلعہ گوجر سنگھ، لاہور۔

(۴)- ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد، دکن کے سابق استاد۔

(۵)- سید نذیر نیازی، پاکستان ایڈمنسٹریٹو اکیڈمی، دی ریذیڈنسی، اپر مال، لاہور۔

(3)- حکومت بعد ازاں ایک یا دو ارکان کا اضافہ کرسکتی ہے۔ سیکرٹری تعلیم ایس۔ ایم شریف نے اپنی یہ تجاویز تصدیق کے لیے عزت مآب مشیر تعلیم و بحالیات شیخ نسیم حسن کو پیش کیں جنھیں عمل درآمد کے لیے منظور کرلیا گیا''۔ (۲۵)

''اکیڈمی کی مجلس منتظمہ کا دوسرا اجلاس بھی عزت مآب مشیر تعلیم کی صدارت میں ان کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اس کی روداد آگے پیش کی جارہی ہے۔ اکیڈمی کی ابتدائی کارروائی انگریزی میں ہورہی تھی۔ اس لیے یہ روداد بھی اصل متن انگریزی کی صورت میں پیش کی جارہی ہے۔ مجلس منتظمہ کے چوتھے اجلاس منعقدہ ۱۱ نومبر ۱۹۵۰ء میں یہ فیصلہ ہوا کہ ''آئندہ بورڈ کے جلسوں کی روداد اُردو میں مرتب ہوا کرے اور باقی کاروبار بھی حتی الوسع اُردو میں ہوا کرے۔''(۲۶)

''بزمِ اقبال، لاہور کا یہ آغاز بڑے خلوص اور جوش و جذبے سے ہوا۔ یہ اَمر قابلِ ذکر ہے کہ ایک دوسرا ادارہ ٹرانسلیشن بورڈ، دارالترجمہ اُردو (جسے بعد میں ''مجلس ترقی ادب'' کا نام دیا گیا) بھی بزمِ اقبال کے ساتھ ہی قائم کیا گیا تھا۔

ان دونوں اداروں کی اقامت کا بندوبست نرسنگ داس گارڈنز، کلب روڈ کی عمارت میں پہلے سے قائم ادارۂ ثقافت اسلامیہ کے ساتھ ایک حصے میں کیا گیا۔ آنرایبل مشیر تعلیم و بحالیات شیخ نسیم حسن دونوں نئے اداروں کے چیئرمین تھے۔ لیکن تعلیم اور بحالیات کے دو اہم اور مصروف ترین شعبوں کے انصرام کے ساتھ متذکرہ بالا شعبوں کی سربراہی ان کے لیے بہت مشکل ہورہی تھی لہٰذا یہ ذمے داری عزت ماب جسٹس ایس۔ اے رحمٰن کے سپرد کرنے کا فیصلہ ہوا، جن کی منصبی عدالتی مصروفیات بھی باوجود ذوق وشوق کے، تنہا یہ بوجھ اُٹھانے کی متحمل نہ ہوسکتی تھیں، فضیلت مآب سردار عبدالرب نشتر اقبال اکیڈمی کے مسائل و معاملات سے ذاتی طور پر گہری دلچسپی لے رہے تھے اور محکمہ تعلیم پنجاب کے افسران مسائل و معاملات میں ان سے رہنمائی لے رہے تھے، یہ بات اس نئے ادارے کے قیام واستحکام کے لیے ازبس اہم تھی۔''(۲۷)

''اقبال اکیڈمی'' کے مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد متعین کیے گئے:

(۱)- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا اجراء۔

(۲)- اقبالیات کو فروغ۔

(۳)- فکرِ اقبال کو دیارِ غیر میں متعارف کرانا۔

(۴)- حیات اقبال کی تدوین (زیست اقبال کے نمایاں پہلوؤں کو قلمبند کرنا)۔

(۵)- اقبال کے افکار و تعلیمات پر تحقیقی کام۔

(۶)- اُردو، انگریزی، عربی، فارسی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں علامہ اقبال کی کتب اور فکرِ اقبال کے موضوعات پر مقالات کی اشاعت۔

(۷)- اندرون و بیرون ممالک میں مطالعہ اقبال کے حلقے قائم کرنا۔

''اقبال اکیڈمی'' سے ''بزمِ اقبال'' ادارے کے نام کی تبدیلی کا مرحلہ

۳۰ مئی ۱۹۵۱ء کو مجلس منتظمہ کا اجلاس زیر صدارت مسٹر جسٹس ایس۔ اے۔ رحمٰن صاحب منعقد ہوا۔ مجلس منتظمہ کے اجلاس میں مندرجہ ذیل فیصلہ صادر ہوا (شق ۲۔ الف):

> ''رفعت مآب گورنر صاحب بہادر کا نوٹ جو مرکزی مجلس دستور ساز کے ایکٹ موسومہ اقبال اکیڈمی کے ساتھ وصول ہوا تھا، وہ پڑھا گیا اور طے پایا کہ اس ایکٹ کے سیکشن (۱۹) کے لحاظ سے چونکہ اقبال اکیڈمی پنجاب کا نام بدلنا ضروری ہے، اس لیے ادارے کا نام ''بزمِ اقبال'' تجویز ہوا، اور بورڈ آف گورنر نے باتفاق آرا اس کو منظور کیا۔''(۲۸)

''جہاں تک ادارے کے نام کی تبدیلی کا تعلق ہے، نام کی اس تبدیلی کے باوجود کچھ عرصے تک نام کا یہ مغالطہ (Confusion) جاری رہا، ادارے کے نام کی تبدیلی کی وجہ یہ تھی کہ دستور ساز اسمبلی نے ''اقبال اکیڈمی'' کی تاسیس کے ضمن میں قانونی شِق (ایکٹ) تو بنا دیا تھا لیکن اکیڈمی کا وجود صرف کاغذوں میں تھا۔ اس کو عملی شکل کا روپ ۱۹۵۵ء میں ملا اور ''اقبال اکیڈمی'' باقاعدہ ادارے کے طور پر کام کرنے کے لیے فعال ہوگئی۔ اسی وجہ سے بیشتر حکومتی مسودات اور آئین ساز اسمبلی میں بھی ''بزمِ اقبال'' کو ''اقبال اکیڈمی'' ہی کے نام سے یاد کیا جاتا رہا۔''(۲۹)

''بزمِ اقبال کا وجود عمل میں آجانے کے فوراً بعد ہی اس نے اپنے اغراض و مقاصد کے تعین و

حصول کے لیے پیش قدمی شروع کر دی۔ کتب کی تالیف و تدوین بڑا کٹھن اور دشوار گزار مرحلہ ہوتا ہے اور وقت کا طلبگار بھی۔ اگر ہمت و جذبے سے داغ بیل ڈالی جائے تو گاڑی کا پہیہ رواں ہو جاتا ہے۔ اس غرض سے ادارے نے اسکالرز کے لیے چار وظیفے (ہر ایک کے لیے دوسو روپے ماہانہ) منظور ہوئے تاکہ بہترین اور مستند مؤلفین سے تالیف و ترجمے کی خدمات سے استفادہ کیا جا سکے اور ادارے کے مقاصد کے فروغ کے لیے باقاعدہ کام جاری رکھا جا سکے۔''(۳۰)

''اس سلسلے میں تحقیقی اسکالرز کی آسامیوں کے لیے اشتہار دیا گیا۔ درخواستیں موصول ہوئیں اور مصدقہ چھان بین اور انٹرویو کے ذریعے قابل اور باشعور افراد کا بطور تحقیقی اسکالرز انتخاب کیا گیا۔

(۱) بشیر احمد ڈار (۲) اکبر حسین قریشی (۳) ڈاکٹر عبداللہ چغتائی (۴) انوار حسین

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کو علامہ اقبال کی سوانح حیات کے مواد کی فراہمی کا کام تفویض کیا گیا جو کچھ عرصے تک یہ کام کرتے رہے۔ اکبر حسین قریشی کچھ عرصہ تلمیحات اقبال پر کام کرنے کے بعد محکمہ تعلیم کی ملازمت سے منسلک ہو گئے۔ انوار حسین مجلّہ ''اقبال'' کی سب ایڈیٹری میں ناکام رہے اور فارغ کر دیے گئے۔ اس طرح جز وقتی اسکالروں کی آمدورفت کا سلسلہ کچھ عرصے تک جاری رہا اور بزمِ اقبال کو تالیف وتصنیف کے لیے دیگر ذرائع بھی اختیار کرنے پڑے۔

''اس ادارے کے پہلے سربراہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین مقرر ہوئے۔ بزم اقبال کے سہ ماہی مجلّہ کے اجرا کا فیصلہ شروع میں کر لیا گیا تھا مگر اس اہم منصوبے کی تکمیل کے لیے کسی موزوں شخصیت کے انتخاب کا مسئلہ درپیش تھا، مجلّہ ''اقبال'' (سہ ماہی) کے اجرا کا فیصلہ بھی شروع ہی میں کر لیا گیا تھا۔ طے پایا تھا کہ سال میں چار شمارے شائع کیے جائیں۔ ان میں دو شمارے انگریزی کے ہوں اور دو شمارے اُردو کے ہوں، اور یہ شمارے باری باری اُردو و انگریزی میں نکالے جائیں۔''(۳۱) (روداد اجلاس مورخہ ۱۱رمئی ۱۹۵۱ء)

اس فیصلے کے ساتھ ہی مضامین کی فراہمی کا کام شروع کر دیا گیا۔ اُردو اور انگریزی میں سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے اجرا کی فوری ضرورت تھی، مگر یہ کام کسی موزوں مدیر کی زیرِنگرانی ہی میں انجام

دیا جا سکتا تھا جو خود بحر العلوم ہو، اور اہلِ علم وقلم سے کامیاب رابطہ قائم کر سکے۔

اس مقصد کے لیے خواجہ منظور حسین (پروفیسر) گورنمنٹ کالج، لاہور کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی' مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ۱۷ اگست ۱۹۵۱ء کے اجلاس میں جسٹس ایس۔ اے۔ رحمٰن نے بتایا کہ کچھ تذبذب کے بعد خواجہ صاحب نے یہ ذمہ داری قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے' مگر کوئی حتمی فیصلہ نہیں کِیا۔ چند ماہ بعد بزمِ اقبال کو پروفیسر ایم۔ ایم شریف کا مکتوب (محررہ یک دسمبر ۱۹۵۱ء) جس میں انھوں نے مدیر کے طور پر اپنی خدمات کی پیش کش کی تھی۔ بزمِ اقبال نے اپنے اجلاس مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۵۱ء میں اس پیش کش کو قبول کر لیا' اور اس طرح بزمِ اقبال کو ''مجلّہ اقبال'' کے لیے پروفیسر میاں محمد شریف کی ذات میں موزوں ترین (اعزازی) مدیر مل گیا جو بین الاقوامی شہرت کے نامور مفکر اور عالم و ادیب تھے اور حلقہ اہلِ علم وقلم سے ان کے ذاتی طور پر گہرے روابط تھے۔

پروفیسر ایم۔ ایم شریف اپنی وفات (دسمبر ۱۹۶۵ء) تک مجلّہ ''اقبال'' کے مدیر اعزازی رہے اور اُن کی ادارت میں ''مجلّہ اقبال'' بین الملّی شہرت حاصل کر چکا تھا۔ مجلّہ ''اقبال'' کا پہلا شمارہ (انگریزی میں) جولائی ۱۹۵۲ء میں اشاعت پذیر ہوا' اور دوسرا شمارہ (اُردو میں) اکتوبر ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ بعد میں انگریزی شمارے جنوری اور جولائی میں اور اُردو شمارے اپریل و اکتوبر میں علی الترتیب باقاعدگی سے شائع ہوتے رہے۔ بشیر احمد ڈار نائب مدیر کے طور پر جولائی ۱۹۶۲ء تک مجلّہ اقبال سے منسلک رہے۔ ان کے بعد شیخ محمد سعید نائب مدیر ہوئے اور پروفیسر ایم۔ ایم شریف کی رحلت کے بعد شیخ محمد سعید مدیر اعزازی مقرر ہوئے۔ بزمِ اقبال کا سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' پروفیسر میاں محمد شریف کی ادارت میں علمی و ادبی مقام بنا لیتا ہے اور فکرِ اقبال اور مقاصدِ اقبال کی پیش رفت میں اپنے فرائض انجام دینے لگتا ہے۔ پہلا شمارہ (انگریزی) ایک ہزار کی تعداد میں چھاپا گیا تھا۔ بعد میں تعداد حسب اشاعت پانچ سو کر دی گئی۔ اُردو اور انگریزی دونوں شمارے خوبصورت ٹائپ اور دبیز کاغذ پر چھپتے تھے۔ مجلّے کے سر آغاز پر یہ عبارت درج تھی جو مسلسل اس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتی رہی:

''مجلّہ ''اقبال'' کا مقصد علامہ اقبال کی زندگی' شاعری' افکار اور علوم وفنون کے ان شعبوں

کا تحقیقی مطالعہ ہے جن سے انھیں گہری دلچسپی تھی۔'' شروع میں تصنیف و تالیف کے سلسلے میں دو دو سو روپے کے چار وظائف دے کر چند اسکالروں کی خدمات حاصل کی گئیں مگر یہ تجربہ کچھ زیادہ دور رس ثابت نہ ہوا۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ مستند اہل قلم کی خدمات سے بھی استفادہ کیا جانے لگا، اور معاوضے یا رائلیٹی کے اُصول پر تصانیف حاصل کی جانے لگیں۔''(۳۲)

☆☆☆

بزمِ اقبال کی تشکیلِ نو

''۱۹۵۵ء میں پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان کے صوبہ جات کو ملا کر وحدت مغربی پاکستان کی تشکیل کی گئی۔ اس دستوری تبدیلی کا اثر بزم اقبال پر بھی پڑا۔ کیوں کہ'' بزمِ اقبال'' حکومت پنجاب کی سرپرستی میں قائم کی گئی تھی۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء میں بزمِ اقبال کی تنظیمِ نو کی گئی اور مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۵۸ء کو حکومت مغربی پاکستان نے سرکاری اعلامیہ (نوٹیفیکیشن) جاری کیا گیا۔''

''بزمِ اقبال'' کی تشکیل نو کا قومی حلقوں نے خیر مقدم کیا اور اخبارات نے اس پر اداریئے لکھے۔ روز نامہ ''نوائے وقت'' اپنی اشاعت مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۵۸ء میں ان دو کالمی سرخیوں کے ساتھ: بزمِ اقبال کی تشکیل نو۔ آئین میں ترمیم کر دی گئی اور مسٹر جسٹس ایس۔ اے رحمٰن نائب صدر نامزد کر دیے گئے۔'' رقم طراز ہے:

> ''لاہور۔ ۲۲ فروری۔ مغربی پاکستان کے وزیر تعلیم سردار عبدالحمید خاں دستی نے ایک خود مختار ادارہ کی حیثیت سے بزمِ اقبال کی از سرِ نو تشکیل کی ہے۔ آپ نے بزمِ اقبال کے آئین میں بھی ترمیم کر دی ہے تا کہ یہ دوسرے خود مختار اداروں کی سطح پر آ سکے۔''(۳۳)
>
> ''۲۳ مارچ ۱۹۵۰ء کو یوم پاکستان کے موقع پر بزمِ اقبال کی تشکیل کا اعلان کیا گیا۔ اس بزم کے قیام کا اصل مقصد علامہ اقبال کے فرمودات و فرامین اور اُن کی شاعری کے پیغام کو دوام بخشنا تھا۔ بزم کے اراکین آٹھ ہیں اور وزیر تعلیم اس بزمِ اقبال کے صدر ہیں۔ دستور پر نگاہ ثانیہ کے بعد وزیر تعلیم عہدے کے لحاظ سے بدستور صدر رہیں گے۔ نائب صدر اور دیگر دس اراکین ان کے علاوہ بھی موجود ہوں گے جن کی تقرری کی مدت تین برس ہوگی اور وہ دوبارہ بھی منتخب کیے جاسکتے

ہیں۔ یہ بزم اقبال کے فلسفہ اور تعلیمات نیز ان موضوعات پر ریسرچ کی حوصلہ افزائی کرے گی جن سے شاعر مشرق کو دلچسپی تھی۔ اس کے علاوہ اقبال کے تخیل اور متعلقہ موضوعات پر کتابیں بھی شائع کی جائیں گی۔''

''وزیر تعلیم سردار عبدالحمید خان دستی نے ''بزمِ اقبال'' کو خود مختار ادارے کی حیثیت سے کام کرنے کی نوید سنائی۔ یہ کہ بزم اپنا بجٹ اپنے ہاتھ میں رکھے گی اور اپنے جملہ اغراض و مقاصد اور فرائض سے سبکدوشی کی خاطر تمام مالی اور انتظامی اختیارات کو استعمال کرے گی''۔

''وہ اپنا بجٹ خود بنائے گی اور اپنے مقاصد و فرائض کی تکمیل کے لیے تمام مالی و انتظامی اختیارات کو بروئے کار لائے گی۔ اس سلسلے میں وہ ضمنی قواعد بھی مرتب کرے گی۔ وہ اپنے حسابات کی جانچ پڑتال (سال میں ایک بار) کسی رجسٹرڈ فرم اور چارٹرڈ اکاؤنٹنٹوں سے کرائے گی اور آڈٹ کی رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کرے گی۔ وزیر تعلیم نے بتایا کہ انھوں نے مسٹر جسٹس ایس۔ اے رحمٰن کو بزم کا نائب صدر اور مندرجہ ذیل اصحاب کو بزم کے ارکان نامزد کیا ہے:

(۱) میاں بشیر احمد (۲) پروفیسر ایم۔ ایم شریف (۳) ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم (۴) ڈاکٹر ایس۔ ایم عبداللہ (۵) مولانا علم الدین سالک (۶) ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (۷) مولانا صلاح الدین احمد (۸) سید نذیر نیازی (۹) ڈاکٹر ایم جہانگیر خاں (۱۰) مسٹر ایم اے مخدومی (ڈائریکٹر تعلیمات لاہور ریجن)''۔[۳۴]

''مورخہ سات اپریل ۱۹۷۶ء کے اعلان نامے کی رو سے بزمِ اقبال کی انتظامیہ کے لیے نئے اراکین کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ بزم کے چیئرمین وزیر اطلاعات اور وائس چیئرمین کے لیے ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کو چنا گیا اور چار سرکاری اراکین جو اُن عہدوں پر فائز تھے ان کو نامزد کیا:

(۱) سیکرٹری اطلاعات وثقافت (۲) سیکرٹری تعلیم
(۳) ڈائریکٹر ادارۂ ثقافت اسلامیہ (۴) ڈائریکٹر پنجاب آرٹس کونسل

ان کے علاوہ غیر سرکاری اراکین کے اسمائے گرامی درج ذیل تھے۔

(۱) پروفیسر محمد عثمان (سابق سیکرٹری بزم) (۲) سید نذیر نیازی
(۳) احمد ندیم قاسمی (۴) صفدر میر
(۵) ڈاکٹر عبدالشکور احسن (۶) صوفی غلام مصطفیٰ تبسم
(۷) پروفیسر مرزا محمد منور (۸) ڈائریکٹر مجلس ترقی ادب، لاہور (احمد ندیم قاسمی)
کو بزم کا بلحاظ عہدہ سیکرٹری (نئی منتظمہ کی معینہ مدت میں مقرر کیا گیا۔''(۳۵)

''جولائی ۱۹۷۷ء میں وزارتیں اختتام کو پہنچیں تو چیف جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کو بزم کا چیئر مین نامزد کیا گیا۔ اس وقت بزمِ اقبال کے مالیاتی حالات بدستور مخدوش تھے اور اخراجات میں کمی کے سلسلہ میں مجلّہ اقبال'' کے صفحات میں تخفیف کیے جانے کے بارے میں گفت وشنید جاری تھی وہاں پر کتب کی تدوین کا سلسلہ بھی التوا کا شکار ہو رہا تھا۔ انتظامیہ کمیٹی کے اراکین کی مدت رکنیت ختم ہوگئی اور نئی انتظامیہ کے اراکین کی نامزدگی کا سلسلہ بھی تاخیر کا شکار ہوگیا۔ یکم اکتوبر ۱۹۸۳ء کو نئی مجلس بنائی گئی اور اراکین کو مجلس انتظامیہ کے لیے نامزد کیا گیا۔ جن میں گورنر پنجاب سرپرست اعلیٰ، مسٹر جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال، چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ، چیئر مین، سیکرٹری اطلاعات و ثقافت، وائس چیئر مین، تین سرکاری اور سات غیر سرکاری ممبران مجلس منتظمہ میں شامل تھے۔ اس نئی مجلس منتظمہ کا پہلا اجلاس ۲۸ فروری ۱۹۸۴ء کو بزم کے چیئر مین چیف جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کی زیرنگرانی ان کے چیمبر میں ہوا۔ اور ۷ مئی ۱۹۷۸ء کے اجلاس کی روداد کی توثیق کے بعد بزمِ اقبال کے مسائل پر ازسرِنو غور وفکر شروع کیا گیا۔ سیکرٹری نے بزمِ اقبال کے اجلاس میں تاخیر کی وضاحت کی اور بتایا کہ ''بورڈ کی عدم موجودگی میں جلسے کا انعقاد ممکن نہ تھا۔ ۱۹۸۳ء کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ بزمِ اقبال کی کارکردگی کا نیا دور شروع ہوا مگر اس ادارے کی مشکلات ابھی ختم نہیں ہوئی تھیں۔ انتظامی لحاظ سے بھی اور مالیاتی لحاظ سے بھی، اس ادارے کو خود انحصاری کی منزل تک پہنچنے کے لیے ابھی کئی مراحل سے گزرنا تھا، اور درپیش مشکلات کے باوجود بزمِ اقبال کو جدید دور میں اس منزل پر پہنچنا ضروری تھا۔ کیونکہ سترہ سال بعد نئی صدی یا نئی ہزاری کا آفتاب طلوع ہونے والا تھا اور اس ادارے کو قائم ہوئے بھی نصف صدی کا زمانہ بیت رہا تھا۔ پاکستان سمیت عالم اسلامی اور عالم انسانی کو نئے چیلنجوں کا سامنا کرنا تھا، اس صورت حالات میں علامہ اقبال کے افکار و پیغام کو دنیا کے گوشے

گوشے تک پہنچانے کی ازبس ضرورت تھی۔''(۳۶)

تمام حالات وکوائف پر نظر ثانی کی گئی۔ اس اجلاس کے بعد بزمِ اقبال کے حالات میں نمایاں تبدیلی آئی۔ لیکن ادارے کی مالیاتی اور انتظامی مشکلات بدستور موجود ہونے کی وجہ سے اسے ابھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا دشوار تھا۔ اس منزل تک پہنچنے کے لیے ابھی بہت طویل اور کٹھن راستہ طے کرنا تھا اور یہ ضروری بھی تھا کہ سترہ برس بعد ہی اکیسویں صدی کا آغاز ہونے والا تھا اور ادارے کو تشکیل ہوئے بھی آدھی صدی ہونے کو تھی۔ ارض پاکستان سمیت تمام عالم ِاسلامی اور عالم انسانی کو نئے مسائل ومصائب درپیش تھے۔ پیچیدہ چیلنجز اقوام عالم کو دعوت غور وفکر اور سوچ بچار کے لیے مجبور کر رہے ہیں۔ ایسے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے افکارِ اقبال کو دنیائے عالم میں مشتہر کرنے اور کوچہ کوچہ میں پہنچانے کے لیے نہایت ضروری عملی اقدامات اُٹھائے جانے کی ضرورت تھی۔ تاکہ نئی صدی میں افکارِ اقبال سے نوجوان نسل مستفید ہو سکے اور صحیح معنوں میں اقبال کے مردمومن اور شاہین بن سکیں۔ تاسیس بزمِ اقبال کے اول دن سے لے کر موجودہ دن تک درج ذیل عہدوں پر فائز اراکین کے نام کی فہرست جو اپنے فرائض بڑی خوش اُسلوبی سے ادا کر رہے ہیں۔ چیئر مین، وائس چیئر مین اور اعزازی معتمد (سیکرٹری)۔

سرپرست، چیئر مین، دیگر عہدیدران ومجلسِ منتظمہ

سرپرست

گورنر پنجاب

چیئر مین حضرات

(۱) شیخ نسیم حسن	مشیر تعلیم وبحالیات	۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۱ء
(۲) شیخ عبدالرحمٰن	جج لاہور ہائی کورٹ	۱۹۵۱ء تا ۱۹۷۱ء☆
(۳) سردار عبدالحمید دستی	وزیر تعلیم پنجاب	اکتوبر ۱۹۵۱ء تا مارچ ۱۹۵۳ء
(۴) چودھری علی اکبر	وزیر تعلیم پنجاب	اپریل ۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۵ء
(۵) چودھری نصیر احمد ملہی	وزیر تعلیم پنجاب	مئی ۱۹۵۵ء تا اگست ۱۹۵۵ء

(۶) سردار عبدالحمید دستی	وزیر تعلیم مغربی پاکستان	اکتوبر ۱۹۵۵ء تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۸ء
(۷) محمد علی خان	وزیر تعلیم مغربی پاکستان	۱۹۶۷ء تا ۱۹۶۸ء
(۸) ڈاکٹر عبدالخالق	وزیر تعلیم پنجاب	۱۹۷۲ء تا مارچ ۱۹۷۳ء
(۹) چودھری اعتزاز احسن	وزیر اطلاعات پنجاب	۱۹۷۶ء تا جولائی ۱۹۷۷ء
(۱۰) جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال	جج ہائی کورٹ لاہور	
	بعد میں چیف جسٹس اور جج سپریم کورٹ آف پاکستان	۱۹۷۷ء تا ۱۹۹۶ء
(۱۱) ڈاکٹر سلیم اختر	پروفیسر، گورنمنٹ کالج لاہور	۱۹۹۶ء تا ۱۹۹۹ء
(۱۲) جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال	جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان	۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۸ء

☆ ''چیف جسٹس ڈاکٹر ایس۔اے۔رحمٰن (چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ و سپریم کورٹ آف پاکستان) بزمِ اقبال کی تاسیس سے لے کر تا دم وفات بزم کے نظم ونسق میں سرگرم حصہ لیتے رہے۔حقیقت میں وہ بزمِ اقبال کے روح و رواں تھے۔اگر چہ بزمِ اقبال کے چیئر مین از ابتدا تا مارچ ۱۹۷۳ء صوبائی وزیر تعلیم اور ۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۷ء میں وزیر اطلاعات و ثقافت رہے، مگر مجلس منتظمہ کے اجلاس زیادہ تر انھی کی صدارت میں ہوتے رہے۔''

وائس چیئر مین

(۱) جسٹس ایس۔اے۔رحمٰن	۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۳ء
(۲) جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال	۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۷ء
(۳) پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرم	۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۲ء

''۱۹۷۶ء سے لے کر ۱۹۹۹ء تک کے درمیانی عرصہ میں مختلف نامور شخصیات کو بطور وائس چیئر مین مقرر کیا جاتا رہا جن میں سیکرٹری اطلاعات چودھری اعتزاز حسن، طارق محمود، ڈاکٹر صفدر محمود، کرامت علی خان اور سید منوچہر شامل ہیں۔ان حضرات نے اپنی منصبی حیثیت کے ساتھ بزمِ اقبال کی گراں قدر ذمہ داریوں کا بار بھی اُٹھایا اور بڑی جانفشانی اور نہایت خلوص کے ساتھ بزم کے امور انجام دیے۔''

اعزازی معتمد (سیکرٹری)

(۱) ''ڈاکٹر محمد جہانگیر خان (ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن) اپنے عہدے کے امور کی بجا آوری کے ساتھ بزمِ اقبال کے اعزازی سیکرٹری کے طور پر کافی عرصے تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔

(۲) کریم الدین احمد صاحب ابتداً بزم اور مجلس دونوں کے لیے معاوضے پر خدمات انجام دیتے رہے۔ بعد ازاں انھیں عہدے پر ترقی دی گئی اور معتمد کے فرائض سرانجام دینے لگے اور ڈاکٹر محمد جہانگیر خان معتمد اعلیٰ کے منصب پر فائز ہوئے۔ کریم الدین احمد کو اکتوبر ۱۹۶۴ء میں خارج از منصب کر دیا گیا۔

(۳) اکتوبر ۱۹۶۴ء میں بزمِ اقبال کے نظم ونسق کو قائم و برقرار رکھنے کی ذمہ داری اعزازی معتمد کو سونپنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اتفاق رائے سے سید امتیاز علی تاج (ناظم مجلس ترقی ادب) کو بطور اعزازی معتمد منتخب کیا گیا۔

(۴) اُردو ادب کے نامور ادیب سید امتیاز علی تاج کی اچانک وفات سے بزمِ اقبال ایک بار پھر معتمد سے محروم ہوگئی، بزم کے امور کی ذمہ داری ڈاکٹر محمد جہانگیر خان کے سپرد کی گئی جو ۱۹۷۲ء تک اپنے فرائض کو خوش اُسلوبی سے نبھاتے رہے اور بزم کے پہیے کو رواں دواں رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

(۵) پروفیسر محمد عثمان (۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۵ء)

(۶) احمد ندیم قاسمی (۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۷ء)

(۷) ڈاکٹر وحید قریشی (۲۸ نومبر ۱۹۸۷ء تا ۲۶ مارچ ۱۹۹۴ء)

(۸) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (۲۷ مارچ ۱۹۹۴ء تا ۲۰۰۸ء)''

اس کے بعد بزمِ اقبال کے بارے میں انتظامیہ کی کچھ توجہ مبذول ہوئی۔ ۔ اور حالات قدرے بہتر ہونے شروع ہوئے۔ مگر اصلاح احوال میں کئی سال لگے، انتظامی لحاظ سے اس ادارے کو دھچکے لگتے رہے۔ مالی و انتظامی مسائل و وسائل ابھی تک حل طلب ہیں۔ تاہم علمی و ادبی لحاظ سے بزمِ اقبال نے اپنا گم شدہ مقام پھر حاصل کرلیا ہے، اور مطبوعات کے علاوہ اپنے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی ساکھ بحال کرلی ہے۔ یہ سہ ماہی مجلّہ باقاعدگی سے جنوری، اپریل،

جولائی، اکتوبر کی ابتدائی تاریخوں میں شائع ہو رہا ہے۔ بزمِ اقبال نے مجلّہ ''اقبال'' کی اشاعت کے علاوہ دوسو سے زائد مطبوعات شائع کی ہیں۔''

اراکین مجلس منتظمہ

انتظامیہ مجلس کے اراکین کی تقرری کا اعلان (سرکاری و غیر سرکاری) گورنر پنجاب (۱۹۵۸ء سے ۱۹۷۰ء تک گورنر مغربی پاکستان) ہوئے تین برس بعد کرتے رہے ہیں۔ ان ارکان کی مدّت رکنیت تین برس ہوتی ہے۔

ان کی اعلیٰ اور مؤثر کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں دوسری اور تیسری بار بھی منتخب کیا جاسکتا ہے اور کئی ایسی شخصیات ''بزمِ اقبال'' سے وابستہ رہی ہیں جو کہ دوسری اور تیسری بار بھی نامزد ہونے کا اعزاز رکھتی ہیں۔

یہاں پر ان شخصیات کا اندراج صرف ایک ہی بار فہرست میں کیا گیا ہے۔ سرکاری ارکان کی معیاد مدّت ان کے منصب کی مدت تک ہوتی ہے سرکاری اراکین بلحاظ عہدہ سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری فنانس، سیکرٹری اطلاعات بزم کے رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔

۱۹۵۰ء میں مندرجہ ذیل نامور شخصیات بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھیں:

(۱) جسٹس ایس۔اے۔رحمٰن۔۔۔۔۔۔۔(پنجاب ہائی کورٹ)

(۲) مسٹر ایس۔ایم۔شریف۔۔۔۔۔۔۔(ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن)

(۳) ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ناظم، ادارہ ثقافت اسلامیہ)

(۴) ڈاکٹر محمد دین تاثیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔(پرنسپل، اسلامیہ کالج، لاہور)

(۵) خان بہادر محمد حسین۔۔۔۔۔۔۔۔۔(علامہ اقبال کے رفیق)

(۶) سید نذیر نیازی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(علامہ اقبال کے رفیق)

(۷) ڈاکٹر محمد جہانگیر خان۔۔۔۔۔۔۔۔۔(سیکرٹری)

(۸) پروفیسر یو۔کرامت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ناظم تعلیمات عامہ)

(۹) خان بہادر پروفیسر مولوی محمد شفیع۔۔(چیئرمین، اُردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ)

۱۹۵۱ء میں مندرجہ ذیل نامور شخصیات بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھی:

(۱) پروفیسر میاں محمد شریف (پرنسپل، اسلامیہ کالج، مدیر اقبال ومابعد ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ)

(۲) پروفیسر محمد اسلم (ناظم تعلیمات عامہ)

۱۹۵۴ء میں نامور شخصیت بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھی:

(۱) صوفی غلام مصطفیٰ تبسم (ریٹائرڈ، پروفیسر گورنمنٹ کالج)

۱۹۵۵ء میں نامور شخصیت بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہے تھے:

(۱) پروفیسر سراج الدین (پرنسپل، گورنمنٹ کالج، لاہور)

۱۹۵۸ء میں مندرجہ ذیل نامور شخصیات بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھیں:

(۱) مولانا صلاح الدین احمد (مدیر، ادبی دنیا)

(۲) ڈاکٹر سید محمد عبداللہ (پرنسپل، یونیورسٹی اورینٹل کالج)

(۳) ایم۔ اے مخدومی ناظم (لاہور ریجن) (جنرل سیکرٹری)

(۴) مولانا علم الدین سالک (پروفیسر، اسلامیہ کالج، لاہور)

(۵) میاں بشیر احمد مدیر ''ہمایوں''

۱۹۶۵ء میں مندرجہ ذیل نامور شخصیات بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھیں:

(۱) مسٹر منظور الٰہی، سی ایس پی (سیکرٹری تعلیم، چیف سیکرٹری)

(۲) ڈاکٹر ایم ایم اکرام، سی ایس پی (ناظم ریسرچ سوسائٹی، پاکستان و ادارہ ثقافت اسلامیہ)

(۳) پروفیسر حمید احمد خان (وائس چانسلر، پنجاب یونیورسٹی)

(۴) سید وقار عظیم (پروفیسر، یونیورسٹی اورینٹل کالج)

(۵) سید عابد علی عابد (سابق پرنسپل، دیال سنگھ کالج، رکن مجلس ترقی ادب)

(۶) سید امتیاز علی تاج (ناظم، مجلس ترقی ادب)

(۷) ملک عبدالطیف خان (سی ایس پی)

(۸) جناب اشفاق احمد (افسانہ نگار)

(۹) پروفیسر قیوم نظر (شاعر)

(۱۰) جناب مختار مسعود (سی ایس پی)

(۱۱) پروفیسر نامدار خان (پی ای ایس)

(۱۲) جناب یوسف جمال (سی ایس پی)

۱۹۷۲ء میں مندرجہ ذیل نامور شخصیات بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھیں:

(۱) جناب احمد ندیم قاسمی (ناظم، مجلس ترقی ادب)

(۲) پروفیسر صفدر میر (گورنمنٹ کالج، لاہور)

(۳) پروفیسر محمد عثمان

(۴) پروفیسر فتح محمد ملک

۱۹۷۶ء میں مندرجہ ذیل نامور شخصیات بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھیں:

(۱) ڈاکٹر عبدالشکور احسن ۔۔۔۔(پروفیسر، اورینٹل کالج، لاہور)

(۲) پروفیسر مرزا محمد منور ۔۔۔۔(گورنمنٹ کالج، لاہور)

۱۹۷۸ء میں نامور شخصیت بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھی:

(۱) پروفیسر محمد سعید شیخ ۔۔۔۔(گورنمنٹ کالج، لاہور)

۱۹۸۳ء میں مندرجہ ذیل نامور شخصیات بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھیں:

(۱) مولوی عبداللہ قریشی (۲) محترمہ پروین شوکت

۱۹۸۷ء میں مندرجہ ذیل نامور شخصیات بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھیں:

(۱) ڈاکٹر وحید قریشی ۔۔۔۔(پروفیسر، اورینٹل کالج، لاہور)

(۲) جناب مجید نظامی ۔۔۔۔(مدیر اعلیٰ، نوائے وقت، لاہور)

(۳) ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا ۔۔۔۔(پروفیسر، اورینٹل کالج، لاہور)

(۴) ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی ۔۔۔۔(ریٹائرڈ پروفیسر، بہاولپور یونیورسٹی)

(۵) ڈاکٹر وزیر آغا ۔۔۔۔(ادیب)

(۶) ڈاکٹر سہیل احمد خان ۔۔۔۔(پروفیسر، اورینٹل کالج، لاہور)

(۷) ڈاکٹر انور سجاد صاحب ۔۔۔۔(ادیب)

(۸) جناب انتظار حسین (صحافی ادیب)

۱۹۹۹ء میں مندرجہ ذیل نامور شخصیات نے مجلّہ ''اقبال'' کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہیں تھیں:

(۱) جناب شعیب بن عز (بیوروکریٹ، شاعر، شعبہ تعلقات عامہ پنجاب)

(۲) پروفیسر ڈاکٹر عارفہ سیدہ (پرنسپل، ہوم اکنامکس کالج، گلبرگ)

(۳) ڈاکٹر خواجہ امتیاز علی (سابق وائس چانسلر، بہاء الدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان)

(۴) ڈاکٹر سلیم اختر (ریٹائرڈ پروفیسر، گورنمنٹ کالج، لاہور)

۲۰۰۰ء تا ۲۰۰۷ء میں مندرجہ ذیل شخصیات بزمِ اقبال کی مجلس منتظمہ میں عہدہ دار رہی تھیں:

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

(نائب مدیر کے طور پر بشیر احمد ڈار، شیخ محمد سعید، اشرف ڈار، ڈاکٹر تحسین فراقی، اور ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری وغیرہ اس ادارہ سے وابستہ رہے۔)

مدیر مجلّہ ''اقبال''

مندرجہ ذیل نامور شخصیات نے بزمِ اقبال میں بطور مدیر فرائض سرانجام دئے۔ جن کی خدمات مثالی ہیں:

(۱) پروفیسر میاں محمد شریف	جولائی ۱۹۵۲ء تا اکتوبر ۱۹۶۵ء
(۲) پروفیسر شیخ محمد سعید	جنوری ۱۹۶۶ء تا اکتوبر ۱۹۶۷ء
(۳) پروفیسر محمد عثمان	جنوری ۱۹۶۸ء تا جولائی ۱۹۶۸ء
(۴) پروفیسر شیخ محمد سعید (اعزازی)	جنوری ۱۹۶۹ء تا جون ۱۹۷۱ء
(۵) ڈاکٹر محمد جہانگیر خان	جنوری ۱۹۷۱ء تا مارچ ۱۹۷۲ء
(۶) پروفیسر شیخ محمد سعید	جولائی ۱۹۷۲ء تا اکتوبر ۱۹۷۲ء
(۷) پروفیسر محمد عثمان	اکتوبر ۱۹۷۳ء تا اپریل ۱۹۷۶ء
(۸) احمد ندیم قاسمی	جولائی ۱۹۷۶ء تا اپریل ۱۹۷۸ء
(۹) ڈاکٹر وحید قریشی	جنوری ۱۹۸۸ء تا اپریل ۱۹۹۴ء
(۱۰) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	جولائی ۱۹۹۴ء تا ۱۲ جون ۲۰۰۷ء
(۱۱) شہزاد احمد	۲۵ جون ۲۰۰۷ء تا ۳ اگست ۲۰۰۷ء
(۱۲) پروفیسر محمد مظفر مرزا	۳ اگست ۲۰۰۷ء تا ۱۰ اپریل ۲۰۰۸ء
(۱۳) ڈاکٹر سجیلا نوید	۱۱ جون ۲۰۰۸ء تا ۹ فروری ۲۰۰۹ء
(۱۴) افضال احمد	۳۱ مارچ ۲۰۰۹ء تا ۳۱ مئی ۲۰۱۰ء
(۱۵) شکیل احمد	۲۱ جون ۲۰۱۰ء تا ۲۸ فروری ۲۰۱۱ء
(۱۶) آفتاب احمد	۹ مارچ ۲۰۱۱ء تا ۲۱ مئی ۲۰۱۱ء
(۱۷) مسز نگہت صدیق	۲ جون ۲۰۱۱ء تا ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۲ء

(۱۸) خالد حبیب	۲ نومبر ۲۰۱۲ء تا ۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء
(۱۹) عبداللہ طارق	ا جنوری ۲۰۱۳ء تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۳ء
(۲۰) پروفیسر محمد حنیف شاہد	۳۱ مارچ ۲۰۱۳ء تا ۳۱ دسمبر ۲۰۱۶ء
(۲۱) ریاض چودھری	تا ۳۱ دسمبر ۲۰۱۶ء تا......حال

☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر، ڈاکٹر، تاریخ بزمِ اقبال (۱۹۵۰ء تا ۲۰۰۰ء)، لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۲۰۰۰ء، ص: ۱۵

۲۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' جلد: ۵۱، اپریل۔ جون ۲۰۰۴ء، شمارہ: ۲، ص: ۳۷

۳۔ ایضاً، ص: ۳۷۔۴۷

۴۔ غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر، ڈاکٹر، تاریخ بزمِ اقبال (۱۹۵۰ء تا ۲۰۰۰ء)، ص: ۱۵

۵۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر۔ اقبال کا ذہنی وفکری ارتقاء، لاہور: بزم اقبال۔ ۱۹۹۸ء، ص: ۱۷۸

۶۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' جولائی تا اکتوبر ۲۰۰۲ء، ص: ۳

۷۔ عبدالرؤف عروج، رجالِ اقبال، کراچی: نفیس اکیڈمی، اُردو بازار، مارچ ۱۹۸۸ء، ص: ۲۴۱

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً

۱۰۔ محمد یوسف حسن، حکیم، نیرنگِ خیال، اقبال نمبر، دہلی: ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۳۲ء، ص: ۱۵

۱۱۔ ایضاً، ص: ۱۶

۱۲۔ مرتبہ اختر النساء، اشاریہ سہ ماہی مجلّہ اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، فروری ۱۹۹۴ء، ص: ہ

۱۳۔ غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر، ڈاکٹر، تاریخ بزمِ اقبال ۱۹۵۰ء تا ۲۰۰۰ء، ص: ۴۳

۱۴۔ مرتبہ: گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، مطالعہ اقبال (منتخبہ مقالاتِ مجلّہ اقبال)، لاہور: بزمِ اقبال، مئی ۱۹۸۳ء، ص: ۳

۱۵۔ مرتبہ اختر النساء، اشاریہ سہ ماہی مجلّہ اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، فروری ۱۹۹۴ء، ص: ر، ز

۱۶۔ غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر، ڈاکٹر، تاریخ بزمِ اقبال ۱۹۵۰ء تا ۲۰۰۰ء، لاہور: بزمِ اقبال، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۶۱

۱۷۔ مرتبہ: سلیم اختر، ڈاکٹر، اقبال شناسی کے زاویے (منتخب مقالات مجلّہ ''اقبال'' ۱۹۷۴ء۔۱۹۸۴ء)،

لاہور: بزمِ اقبال، مئی ۱۹۸۵ء، ص: ط

۱۸- غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، تاریخ بزمِ اقبال ۱۹۵۰ء تا ۲۰۰۰ء، لاہور: بزمِ اقبال، ص: ۴۴

۱۹- ایضا، ص: ۶۱ تا ۶۲

۲۰- محمد یوسف حسن، حکیم، نیرنگِ خیال، اقبال نمبر (دہلی: ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۳۲ء) ص: ۲۰

۲۱- ایضاً، ص: ۲۱

۲۲- غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، تاریخ بزمِ اقبال ۱۹۵۰ء تا ۲۰۰۰ء، ص: ۱۶

۲۳- ایضاً، ص: ۱۷

۲۴- ایضاً، ص: ۱۸

۲۵- ایضاً، ص: ۲۳ تا ۲۴

۲۶- ایضاً، ص: ۲۳ تا ۲۴

۲۷- ایضاً، ص: ۲۸

۲۸- غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، تاریخ بزمِ اقبال ۱۹۵۰ء تا ۲۰۰۰ء، ص: ۳۵

۲۹- ایضاً، ص: ۳۵ تا ۴۰

۳۰- وحید قریشی، ڈاکٹر (ناشر)، بزمِ اقبال کی رودادیں ''۱۹۵۰ء تا جنوری ۱۹۹۳ء''، لاہور: بزمِ اقبال، اگست ۱۹۹۳ء، ص: ۲۶

۳۱- ایضاً، ص: ۳۳

۳۲- ایضا، ص: ۴۳ تا ۴۶

۳۳- ایضا، ص: ۵۴ تا ۵۶

۳۴- ایضاً، ص: ۵۶ تا ۵۷

۳۵- ایضا، ص: ۶۷ تا ۶۸

۳۶- ایضاً، ص: ۶۸

☆☆☆

باب دوم

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' (اُردو) کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

[سال ۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۶ء]

پیغامِ اقبال اور کلامِ اقبال کو علامہ اقبال کی اپنی زیست میں ہی اس قدر مقبولیت اور شہرت عامہ کا جو گراں قدر سرمایہ حاصل ہو گیا تھا، علم و ادب کی دنیا میں اس کی نظیر کم ہی ملتی ہے۔ اقبال کی آواز کو ملتِ اسلامیہ نے اپنے قلب کی آواز اور اُن کے افکار و پیغام کو نوائے فردا جان کر اسے حرزِ جاں بنایا تھا۔ لیکن ان کے فلسفیانہ اندازِ فکر بالخصوص فلسفۂ خودی نے مستشرقین کی توجہ یکساں طور پر یوں موہ لی جیسے مِقناطیس لوہے کو کشش کرتا ہے۔

آج تو یہ حالت ہے کہ اقبال کے پیغام اور کلام کے ساتھ ساتھ ان کے فلسفیانہ افکار و نظریات کی تعبیر و تفہیم کا عمل مشرق و مغرب میں ہر جگہ زور و شور اور دھوم دھام سے جاری ہے۔ مجلّہ ''اقبال'' نے اس سلسلے میں اہل فکر و فن کے اشہبِ شوق کے لیے مہمیز کا کام کیا ہے۔ اقبال کے پیغام کو عام کرنے اور اسے آسان فہم بنانے کے لیے اہل فکر و فن نے بے حد محنت اور بھرپور کوشش کی ہے۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' بلاشبہ بلاغت کا ایک عظیم شاندار شاہکار ہے۔ جس کا ایک ایک لفظ گنجینۂ معانی کا حیرت انگیز طلسم کدہ ہے۔ فکرِ اقبال کی تعبیر و تشریح کے لیے یہ سعی و جدوجہد واقعی قابل ستائش ہے اس کی افادیت اور اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔

اقبال کا قاری عرصہ دراز سے یہ تشنگی محسوس کرتا تھا کہ فکرِ اقبال کے بارے میں کوئی ایسی جامع کتاب مل جائے جہاں علامہ اقبال پر لکھے گئے مضامین و مقالات سے متعلقہ تمام حوالہ جات یکجا صورت میں مِل جائیں تو سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' نے اسی ضرورت کے بطن سے جنم لیا اور تشنگانِ علم کے سوالات کا کافی و شافی جواب دینے کی اہلیت کا حامل بن گیا۔

''مجلّہ ''اقبال'' تقریباً ۶۸ برس سے نکل رہا ہے۔ ان مجلوں میں شائع شدہ سینکڑوں مقالات اقبالیاتی ادب میں بیش بہا اضافہ ہیں''۔(۱)

''پاکستان علامہ اقبال کے خواب کی عملی تعبیر ہے اس لیے پاکستان میں علامہ اقبال کے فکر وفن کی تفہیم وتشریح کے لیے دانش وروں، نقادوں اور فلاسفروں نے اپنی بہترین ذہنی صلاحیتیں وقف کر رکھی ہیں اور ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع فکرِ اقبال کی ترویج میں اپنا کردار بطریق احسن ادا کر رہے ہیں''۔(۲)

فکرِ اقبال کی اشاعت وترویج کے لیے قائم کی گئی بزم کا ترجمان مجلّہ ''اقبال'' سہ ماہی مجلّہ ہے۔ بزمِ اقبال کے زیر اہتمام جولائی ۱۹۵۲ء میں سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا اجرا کیا گیا جو اَب تک با قاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ سہ ماہی مجلّہ علامہ اقبال کی زندگی، ان کے کلام اور فکر وفلسفے کی ترویج وتفہیم کے لیے شائع ہوتا ہے اور اُن ہی کے نام سے منسوب ہے۔ مجلّے کے سرآغاز، اب بھی یہ عبارت درج ہوتی ہے جس سے اس کے مقالات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

''مجلّہ ''اقبال'' کا مقصد علامہ اقبال کی زندگی، شاعری، افکار اور علوم وفنون کے ان شعبوں کا تحقیقی مطالعہ ہے جن سے انھیں گہری دلچسپی تھی۔ مثلاً اسلامیات، فلسفہ، عمرانیات، مذہب، ادب وفن وغیرہ''(۳)

ان مضامین میں علامہ اقبال کی زیست کی مختلف جہتیں اُجاگر کی گئی ہیں۔ اقبالیات کے اسکالرز ان سے فیض پائیں گے۔ اس تحقیقی مقالہ کے مطالعہ سے فکرِ اقبال کے بارے میں اہل ادب کی ذہنی گتھیاں سلجھانے میں مدد ملے گی۔ اس اعتبار سے مجلّہ ''اقبال'' کے اجرا کی بنیادی غرض وغایت علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر وفن کا مطالعہ ہے۔

''مجلّہ ''اقبال'' میں اب تک جس قدر مقالات شائع ہوئے ہیں، ادبی لحاظ سے انھیں تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ علامہ اقبال کی شخصیت اور سوانح پر تحقیقی مقالات

۲۔ علامہ اقبال کے فلسفہ وشعر پر تنقیدی مضامین

۳۔ علامہ کی شخصیت کے بارے میں ان کے معاصرین اور دوستوں کے تاثرات''۔(۴)

''اقبالیاتی ادب کے فروغ کے لیے بعض مستقل ادارے بھی کام کر رہے ہیں جن

کے زیرِ اہتمام اُردو اور انگریزی زبانوں میں تحقیقی مجلّات شائع ہو رہے ہیں''۔(۵)

فکرِ اقبال کی اشاعت و ترویج کے لیے قائم کی گئی بزم ''بزمِ اقبال'' کا ترجمان سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ہے۔ یہ نمایاں علمی و ادبی مجلّہ مضامین کی رنگا رنگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ''بزمِ اقبال'' کے قیام کا مقصد فکرِ اقبال کی تفہیم اور ترویج تھا، اور اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بزمِ اقبال نے مجلّہ ''اقبال'' کا اجرا کیا۔ اس مجلّہ میں علامہ اقبال کی زندگی، ان کی شاعری، ان کے افکار اور علم و فن سے متعلقہ شعبوں کا بڑا عمیق تحقیقی و تنقیدی مطالعۂ احوال ہے۔ جن سے ان کو خاص شغف تھا۔ مثلاً اسلامیات، عمرانیات، فلسفہ، مذہب، سیاست، تاریخ اور ادب و فن وغیرہ جیسے مضامین اس مجلّہ کی زینت ہیں اور یہ مجلّہ بزمِ اقبال کے باقاعدہ اہتمام سے ہر تین ماہ بعد باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ اس بزم کا قیام ۱۹۵۰ء میں عمل میں لایا گیا اس ضمن میں اجمالی تفصیلات ابتدائی ابواب میں بیان کی گئی ہیں، اور تفصیلی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

اس بزم کو قائم کرنے کے بنیادی منشا یہ تھی کہ افکار، فرمودات اقبال کو عام کیا جائے اور اُن کی تصنیفی خدمات سے بھی اقوام عالم کو شناسائی دی جائے۔ اس بزم کا قیام حکومت کی زیر نگرانی عمل میں لایا گیا۔ اور تا حال حکومتی خلوص، سرپرستی اور مالی تعاون کی بدولت علم و ادب کی نئ شمعیں روشن کر رہا ہے۔ اس بزم کی بدولت ہی علامہ محمد اقبال کے فکری و فنی تعلیمات پر تحقیقی و تنقیدی خدمات کے ساتھ اقبال شناسی کے حوالے سے لکھی گئی کتب کی بھی اشاعت و ترویج کا سلسلہ بھی بطریق احسن جاری ہے۔ شروع شروع میں اس بزم کا نام ''اقبال اکیڈمی'' تھا، بعد ازاں اسے بدل دیا گیا اور ''بزمِ اقبال'' سے موسوم کیا گیا۔

نام تبدیل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مرکزی دستور ساز اسمبلی میں اقبال اکیڈمی کو قائم کرنے کے ضمن میں شق تیار کی جا چکی تھی چنانچہ اس شق کے جز بحوالہ نمبر ۱۹ کے مطابق ''اقبال اکیڈمی'' پنجاب کا یہ نام تبدیل کرنا لازمی تھا، اس لیے اس کا نام ''اقبال اکیڈمی'' سے ''بزمِ اقبال'' رکھ دیا گیا۔ دستور ساز اسمبلی کی شق نمبر ۱۹ کے حوالے سے یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس ایکٹ کے مطابق ''اقبال اکیڈمی'' کا ظہور صرف کاغذی کارروائی تک ہی محدود رہا، بعد ازاں اس کا باقاعدہ قیام ۱۹۵۵ء میں عمل میں آیا۔ ادارہ ہذا وفاقی سطح کا ہے۔ اس ادارے کے قیام و تاسیس

کا بنیادی مقصد فکرِ اقبالیات کی اشاعت اور ان کے پیغام کا فروغ ہے۔ ادارہ ھذا کی طرف سے ایک سہ ماہی مجلّہ ''اقبالیات'' شائع کیا جاتا ہے۔ اس مجلّہ ''اقبالیات'' کا پہلا با قاعدہ شمارہ جولائی ۱۹۶۰ء میں اُردو میں شائع کیا گیا۔ اس مجلّہ کا سابقہ نام ''اقبال ریویو'' تھا۔ ۱۹۹۵ء میں اسے ''اقبال ریویو'' سے تبدیل کر کے اقبالیات سے موسوم کیا گیا، اور اب تک اس کے انگریزی اور اُردو کے شمارے بڑی باقاعدگی اور اہتمام کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔

''بزمِ اقبال'' کی طرف سے مجلّہ ''اقبال'' کا اجرا ۱۹۵۲ء میں ہوا، یہ بھی سہ ماہی مجلّہ ہے اور ایک سال میں چار عدد شمارے شائع ہوتے ہیں۔ اپریل اور اکتوبر کے شمارے اُردو زبان میں شائع ہوتے رہے اور جنوری جولائی کے دو شمارے انگریزی میں شائع ہوتے رہے، ۱۹۸۸ء تک اُردو اور انگریزی علیٰحدہ علیٰحدہ شمارے شائع ہوتے رہے۔ پھر ان کو ایک ہی شمارے میں ضم کر دیا گیا اور سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں اُردو اور انگریزی مضامین دونوں اطراف میں شائع ہوتے ہیں۔

اسی مجلّے کا پہلا شمارہ جو کہ جولائی ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا تھا، انگریزی زبان میں تھا جبکہ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں شائع ہونے والا دوسرا شمارہ اُردو زبان کا پہلا شمارہ تھا۔ شروع میں اس کی چھپائی واشاعت کا کام تسلسل سے جاری رہا، لیکن ۱۹۷۰ء میں ایک بھی شمارہ قارئین کے ذوق تسکین کے لیے نہ چھپ سکا، جب کہ اکتوبر ۱۹۷۲ء اور جنوری ۱۹۷۳ء میں مجلّہ ''اقبال'' کا مشترکہ شمارہ منظر عام پر آیا۔ ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۶ء تک اس مجلّے کی باقاعدہ اشاعت ہوتی رہی۔ ۱۹۷۷ء میں اپریل، جولائی ۱۹۷۷ء کا شمارہ اُردو میں جبکہ اکتوبر ۱۹۷۷ء میں شائع ہونے والا مجلّہ انگریزی زبان میں تھا۔ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۵ء تک اس مجلّے کی اشاعت باقاعدگی سے جاری رہی، مگر ۱۹۸۶ء اور ۱۹۸۷ء میں باقاعدگی میں خلل آیا، اور اشاعت منقطع ہوگئی۔ تاہم ۱۹۸۸ء سے اب موجودہ حال تک اس کی اشاعت کا سلسلہ بڑی روانی اور شان و شوکت سے جاری ہے۔

مجلّہ ''اقبال'' گورنمنٹ کی زیرِنگرانی مختلف مدارج سے گذرتا ہے اور اس کی اشاعت کا سارا بوجھ حکومتی فنڈز ہی اُٹھاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ فنڈز کی عدم دستیابی کے باعث

ادارے کے مجلّہ کی اشاعت کا تسلسل برقرار نہیں رہتا اور اسی وجہ کی بنا پر مجلس ادارت بھی کسی خصوصی شمارے کی اشاعت کے لیے، ایک یا دو شماروں کی اشاعت کو موخر یا معطل کر دیتی تا کہ خصوصی شمارے کی ضخامت پر اُٹھنے والے اخراجات کو پورا کر کے خصوصی شمارے کی اشاعت کو ممکن بنایا جا سکے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہ گورنمنٹ کی امداد سے اشاعتی مدارج طے کرتا ہے اس بنا پر اشاعت پر تاجرانہ اثرات کا شائبہ نہیں ہوتا اور نہ ہی عام رسائل و جرائد کی مانند اس میں حقیر اور کمتر قسم کا ادبی مواد نظر آتا ہے۔ تمام کے تمام مضامین بہت قابل اسکالرز کے تحریر کردہ ہوتے ہیں اور جدیدیت اور تنوع سے بھرپور ہوتے ہیں۔ معیار کو مدنظر رکھ کر ہی انھیں اشاعتی مدارج سے لے کر باقاعدہ مجلّہ کی صورت میں منظر عام پر لایا جاتا ہے۔ اسی بنیادی خوبی کے باعث ۱۹۵۲ء سے لے کر آج دن تک اس مجلّہ ''اقبال'' میں شائع ہونے والے تمام مضامین معیاری، جامع، پرتاثیر اور پرمغز ہوتے ہیں۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے شائع کیے جانے کا مقصد کسی قسم کا مالی مفاد نہ تھا بلکہ اس کے پیش نظر علامہ محمد اقبال کی زیست، فکر و فن اور نظریات و تصورات کی تفہیم و اشاعت ہے۔ اس لیے عامّۃ النّاس کے ذوق کی بجائے اس بات کو مدنظر رکھا جاتا ہے کہ مجلّہ میں ایسے مضامین کو شامل کیا جائے جن کی بدولت افکارِ اقبال کے فہم و اِدراک کو ممکن بنایا جا سکے۔ ادبی رسائل میں عام طور پر یہ روایت ملحوظ خاطر رکھی جاتی ہے کہ ان میں افسانے، ڈرامے، نثری مضامین، شعری اصناف غزل، نظم، قصیدہ، مرثیہ وغیرہ شائع کیے جاتے ہیں لیکن مجلّہ ''اقبال'' نے اس قدیم روایت کی بجائے بزمِ اقبال کی رعایت سے ایک نئی روایات کی اختراع کی۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں اقبال شناس حضرات کے علاوہ کو علم وادب سے وابستہ محققین اور طالب علموں تحقیقی و تنقیدی مضامین شامل ہوتے ہیں۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی زینت بننے والے مضامین موضوع کے لحاظ سے بہت اہمیت کے حامل ہیں اور مضامین کا تنوع حیات اقبال، شاعری، نثر نگاری اور افکار و خیالات کی ترویج کے ساتھ ساتھ ان شعبہ جات میں تحقیق کا موقع بھی فراہم کرتے ہیں جن سے علامہ اقبال کو گہرا شغف تھا اور دلچسپی تھی۔ اسلامیات،

ادب، عمرانیات، فلسفہ اور سیاسیات جیسے متنوع مضامین اقبال کی فکری اور فنی توجہ کا محور تھے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' حقیقی طور پر ایک ایسا شاہکار مجلّہ ہے جو افکارِ اقبال کا بھرپور ترجمان ہے جو اقبال کی شخصیت اور فکر و فن کے ہر پہلو کو نہایت جامع انداز میں قاری کے ذوق کی تسکین کے لیے پیش کرتا ہے، مزید برآں ایسے مضامین کا احاطہ کیے ہوئے ہے جن کا تعلق نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان سے ہے۔

ادبی موضوعات جو مجلّہ ''اقبال'' کے مختلف شماروں کی زینت بنے ان میں اس بات کو خصوصی طور پر مدنظر رکھا گیا کہ وہ اسلام، نظریہ پاکستان اور پاکستانی ثقافت اور معاشرت سے کلی مطابقت رکھتے ہوں۔ اس بنا پر سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ایک ایسا گراں قدر سرمایہ ہے جو افکارِ اقبال کی ترویج و تفہیم اور اشاعت کے ساتھ ساتھ نظریہ پاکستان اور نظریہ اسلام کے دائرہ کو بھی وسیع تر کرنے میں پیش پیش ہے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں روایتی انداز کو ترک کر کے ایک جداگانہ انداز اختیار کیا گیا ہے اس منفرد بات کی وضاحت بہت اہمیت کی حامل ہے کہ اس مجلّہ ''اقبال'' میں شعرا کے کلام کو آٹے میں نمک کے برابر شائع کیا جاتا ہے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ کلامِ اقبال بھی اس حد تک شامل کیا جاتا ہے جہاں اس کی اشاعت کی از حد ضرورت ہوتی ہے یہ صورت حال وہاں پیش آئی جہاں کلام اقبال کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنا مقصود تھا۔

علامہ اقبال اقوام عالم کے لیے ایک گراں قدر ورثہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کا کلام بہت ساری زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ کئی تحقیقی اور تنقیدی مضامین جو کہ ان تراجم کے معیار کے مطابق ہیں مجلّہ ''اقبال'' میں جگہ پا چکے ہیں۔ اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں شائع ہونے والے مضامین جو اقبال کی سوانحی حیات، شخصیت، انداز فکر، شاعرانہ کلام (اُردو، فارسی) وغیرہ کا ہر پہلو ہر انداز سے جائزہ لیا گیا ہے اور درج بالا عنوانات پر سیر حاصل تبصرہ جات اور بحث و تمحیص کی گئی ہے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں اس بات کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ کوئی بھی مضمون بار بار نہ چھپے تاکہ ہر نئے شمارے میں نئے موضوعات کو شامل کیا جائے تاکہ قارئین کرام کے ذوق کو تسکین

پہنچے نہ کہ مکرر اشاعت والے مضامین کو پڑھ کر بوریت کا شکار ہوں۔ یہ کاوش کافی حد تک سودمند رہی ہے، چند ایک ایسے مضامین ہیں جو مکرّر شائع ہوئے جنھیں مجلس ادارت نے ضروری سمجھا۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے ابتدائی اوراق میں پیش لفظ یا اداریہ تسلسل سے نظر سے نہیں گزرتا۔ چند ایک شمارہ جات میں اس کو زیب زینت بنایا گیا ہے، جبکہ پیش لفظ یا اداریہ کسی بھی مجلّہ یا کتاب کا بنیادی خاصہ ہوتا ہے، اور قاری کو اپنی طرف راغب کرنے، اسے اپنی گرفت میں رکھنے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اس کی بدولت شمارے یا مجلّہ کے اندراجات اور مقاصد کی تفہیم وتوضیح ممکن ہو جاتی ہے، اور اس میں شامل کردہ مضامین کی اہمیت سے روشنائی اسی کے ذریعے سے ممکن ہے اور قاری اس کی افادیت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی انتظامیہ کمیٹی کو یہ نکتہ اپنے آئندہ آنے والے شماروں میں بطور خاص مدنظر رکھنا ہے کہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے ہر شمارے میں اداریہ کو لازمی شامل کیا جائے تا کہ یہ مجلّہ میں اس کمی کو پورا کرنے اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی درج بالا صفات کے باوجود کچھ علمی وادبی حلقوں کا خیال ہے کہ مجلّہ ''اقبال'' گذشتہ پندرہ سالوں سے اپنے معیار کو برقرار نہیں رکھ پایا جو اس کا امتیازی جزو تھا۔ ان پندرہ سالوں کے دوران شائع ہونے والے مضامین وموضوعات کے معیار کو مدنظر رکھنے کی بجائے مضمون نگار سے مدیر کے راہ ورسم کو زیادہ ترجیح دی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اقبال کی فکری وتنقیدی سوچ کو پرکھنے والے اور اس پر لکھنے والے بہت سے مایہ ناز نام صرف اسی تعلقات عامہ سے کمزوری وابستگی کی بنا پر رد ہوتے رہے، اور اُن گراں قدر ادیبوں کے بہترین کام کو بھی مجلّہ ''اقبال'' کی زینت بننا نصیب نہ ہوا۔

اس بنیادی کمزوری کے باعث اگر مجلّہ جات، شمارہ جات یا رسائل کو جانچا اور پرکھا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ تعلقات عامہ میں سبقت رکھنے والے لکھاریوں کی ہی اس مجلّہ پر مستقل بنیاد پر حکمرانی واجارہ داری قائم ہے۔

غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کسی بھی جریدے، رسالے یا مجلّہ کی کامیابی کا راز اس اَمر میں پوشیدہ ہوتا ہے کہ موضوعات کی رنگا رنگی اور لکھنے والوں کا تنوع ہونا ضروری ہوتا

ہے کیوں کہ ہر لکھنے والا اپنی سوچ وفکر کے حوالے سے لکھتا ہے، مختلف لکھتا ہے۔ اس طرح قاری مختلف لوگوں کی سوچ، نظریات اور رائے سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ یہی تنوع رسائل و جرائد اور مجلّہ جات کی کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے۔

حلقۂ علم وادب کی جانب سے کی جانے والی اس تنقید ورائے کے بارے میں یہی کہنا کافی ہے کہ متعلقہ جریدے کی مجلس ادارت، منتظمہ کی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں جو ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ ان کے فہم سے بالاتر ہوتی ہیں۔ ایک ہی مضمون نگار کی تحریروں کو بہت سارے شماروں میں شامل کرنے اور موضوعات کا دہرایا جانا اس وجہ سے بھی ممکن نظر آتا ہے کہ ''فکرِ اقبال'' پر تنقیدی وفکری مضامین لکھنے والے بڑے بڑے ادیب مصروفیت کے باعث تسلسل کے ساتھ نہ لکھ سکتے ہوں اور ایسے ادیب جو تسلسل اور پابندی کے ساتھ مضامین کو زیب قرطاس کر رہے ہوں اس کی تحریروں کو شائع کرنا زیادہ موزوں ومناسب معلوم ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تمام تر کمزوریوں اور خامیوں کے باوجود یہ بات طے ہے کہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' نے اقبال کی فکری وتنقیدی سوچ کی آبیاری اور ترویج واشاعت کے لیے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے، اور آج تک اس فرض کو بڑی جانفشانی اور خوشدلی سے ادا کر رہا ہے۔ اقبال کے پیغام کو دنیائے عالم میں پہنچانے، اس کو آسان فہم بنانے اور اسکے اشاعت و ترویج میں مجلّہ ''اقبال'' کا کلیدی کردار قابل ستائش ہے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۵۲ء میں اُردو میں شائع ہوا۔ اس شمارے میں دیباچہ یا پیش لفظ نہیں ہے۔ اس رسالے کی ابتدا براہ راست مضمون سے ہوتی ہے۔ رسالے کا سائز "9×"4 انچ ہے۔ مضامین جو شامل کیے گئے ہیں ان کے لیے کوئی ایک صفحہ نہیں رکھا گیا بلکہ سرورق پر ہی مدیر اور معاونین کے اسما کے بعد ''فہرست'' کے عنوان کے تحت مضامین کے نام، مصنف کا نام اور صفحات نمبر درج کر دیئے گئے ہیں۔ سرورق سے نیچے اشاعت کا مقام/جگہ کا نام تحریر کیا گیا ہے۔

۱۹۵۲ء تا حال بزمِ اقبال لاہور کا سہ ماہی علمی وتحقیقی مجلّہ ''اقبال'' علمی وادبی خدمات کا بارگراں اپنے ناتواں کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہے۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی تواتر سے شائع

ہونے والی سہ ماہی کے علاوہ تاریخی اور اہم مواقع پر خصوصی اشاعت کا اہتمام بھرپور طور پر کیا جاتا ہے۔ ان اہم اور خاص موقعوں پر خصوصی شمارے شائع ہوتے ہیں۔ ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۶ء تک خصوصی شماروں کی تعداد آٹھ (۸) ہے۔

نمبر شمار	مجلّہ ''اقبال''	جلد نمبر	شمارہ نمبر	خصوصی نمبر
۱	جولائی، اکتوبر ۲۰۰۱ء	جلد: ۴۸	شمارہ: ۳، ۴	قائداعظم نمبر
۲	جنوری، اپریل ۲۰۰۲ء	جلد: ۴۹	شمارہ: ۱، ۲	اقبال نمبر
۳	جولائی، اکتوبر ۲۰۰۲ء	جلد: ۴۹	شمارہ: ۳، ۴	اشاعت کے پچاس سال پورے ہونے پر خصوصی شمارہ
۴	جنوری، مارچ ۲۰۰۳ء	جلد: ۵۰	شمارہ: ۱	اشاعت کے پچاس سال پورے ہونے پر ضمیمہ خصوصی شمارہ
۵	اپریل، جون ۲۰۰۳ء	جلد: ۵۰	شمارہ: ۲	اشاعت کے پچاس سال پورے ہونے پر خصوصی شمارہ
۶	جولائی۔ ستمبر ۲۰۰۳ء	جلد: ۵۰	شمارہ: ۳	اشاعت کے پچاس سال ہونے پر خصوصی شمارہ
۷	اکتوبر۔ دسمبر ۲۰۰۳ء	جلد: ۵۰	شمارہ: ۴	اشاعت کے پچاس سال پورے ہونے پر مسلسل۔ آخری نمبر)
۸	اکتوبر۔ ۲۰۰۷ء۔ جنوری ۲۰۰۸ء	جلد: ۵۵/۵۴	شمارہ: ۱/۴	خصوصی شمارہ بیاد ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

''بزمِ اقبال'' لاہور کے زیرِ اہتمام چھپنے والے یہ خصوصی اقبال نمبر/خصوصی شمارے بہت اہمیت کے حامل ہیں کہ یہ خصوصی مواقع کی مناسبت سے شائع ہوئے ہیں اور اس سے متعلق ان مجلّہ ''اقبال'' کے شماروں میں شامل مواد، صفحہ قرطاس پر بکھیرے گئے الفاظ تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سال ۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۶ء سہ ماہی مجلّہ ''**اقبال**'' کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

جلد: ۴۸ جنوری تا مارچ ۲۰۰۱ء شمارہ: ۱

اس مجلّہ ''اقبال'' میں ۷ مضامین اُردو میں شائع ہوئے ہیں اور ۲ مضامین انگریزی میں شائع ہوئے ہیں۔

۱۔''نظریہ پاکستان اور روحانی جمہوریت'' از چودھری مظفر حسین

چودھری مظفر حسین اس مجلّہ ''اقبال'' میں رقم طراز ہیں:

> ''نظریہ پاکستان کا جو میں نے تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے اور اس کی روشنی میں اس نظریے کو سمجھنے کی کوشش کی تو ایک اُلجھن مجھے ہمیشہ پیش آئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک نظریہ جب حقیقت میں تبدیل ہو جاتا ہے تو کیا وہ پھر بھی نظریہ ہی رہتا ہے؟ ''قوم ملک، سلطنت ...... شاد باد منزل مراد'' کا اعلان ہم گزشتہ نصف صدی سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جب ہم منزل مراد پر پہنچ گئے تو اب اس نظریے کی ضرورت کیا اور اس کا اتنا ذکر کیوں؟''(۶)

تحریک پاکستان کے ایک مخلص کارکن اور پاکستان کے نامور صحافی زیڈ اے سلہری آنجہانی عمر کے آخری ایام میں بہت رنجیدہ، پژمردہ اور دل گرفتہ رہے اور اُن پر اس احساس کا غلبہ رہا کہ پاکستان کی بقا خطرے میں پڑ گئی ہے۔ انھوں نے اپنے ایک کالم (روز نامہ ''جنگ'' ۲۱ ستمبر ۱۹۹۴ء) میں لکھا کہ ہم نے ایک ملک تو تخلیق کر لیا، لیکن ایک قوم نہ بن پائے۔ ان کا خیال تھا کہ پاکستان کے جغرافیائی وجود کو سب سے بڑا خطرہ نظریاتی خلا سے ہے۔ چنانچہ انھوں نے نہایت ہی حسرت آمیز پیرائے میں لکھا:

> ''یہ حقیقت کہ پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ قوم پہلے سے موجود تھی تو پھر ہم کس طرح اس مقام پر آ گئے کہ کہا جا رہا ہے کہ ہمارا کوئی

قومی تشخص نہیں۔''(۷)

چودھری مظفر حسین کا خیال تھا کہ اس صورت حال کی اصلاح صرف اسی طرح ہوسکتی ہے کہ ''نظریہ پاکستان'' نوجوانوں کے قلوب و اذہان میں اتارا جائے اور جو ''نظریہ پاکستان'' انھوں نے بیان کیا۔

''ہندوستان میں اکثریت تعداد کی بنا پر محفوظ ہندو، اقلیت میں ہونے کے باعث بیچارے محصور مسلمان، مسلمانوں کا تحفظات پر اصرار، پاکستان کا فلک شگاف نعرہ، اپنی قومیت منوانے کی سات سالہ سرتوڑ کوشش، قائداعظم کی بےلوث قیادت میں اس کوشش کا کامیاب ہونا، آخری جنگ میں دونوں فریقوں کی برابر کی کامیابی اور حصول آزادی، اکثریت میں ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کے لیے ملک کا بڑا حصہ اور مسلمانوں کے اکثریتی علاقوں میں ان کے لیے ملک کا چھوٹا حصہ''۔(۸)

۱۱۔ اگست ۱۹۴۷ء کو دستور ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمادیا تھا:

''عنقریب یہاں ہندو، ہندو نہیں رہیں گے اور نہ مسلمان، مسلمان، مذہب کے اعتبار سے نہیں کہ ہر شخص کا اپنا عقیدہ ہے، بلکہ سیاسی مفہوم میں ریاست کے شہریوں کی حیثیت سے۔''(۹)

''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ کے نعرے کو ہی لیجیے۔تحریک پاکستان کے زمانے میں عام طور پر اس کا مطلب یہی لیا جاتا تھا کہ ہر کلمہ گو اپنی ایک الگ قومی شناخت رکھتا ہے اور اپنی اس الگ قومی شناخت کی بنا پر پاکستان کے نام سے ایک الگ وطن کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ نعرہ دوقومی نظریے کی بہترین تفسیر گردانا گیا اور بے حد مقبول ہوا، لیکن اسی نعرے کو اگر مقاصد پاکستان کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ ہمیں علامہ اقبال کے تصور پاکستان یعنی ''وطن است تن خاکی و دیں روح رواں است'' کی یاد دلاتا اور عمل کی نئی راہ دکھاتا ہے''(۱۰)

''مجھے اُمید ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ وہی نعرہ جو نظریہ پاکستان کے حوالے سے ہمیں ماضی کی طرف لے جاتا ہے، مقاصد پاکستان کے حوالے سے مستقبل کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ہمیں دعوت عمل دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مقاصد پاکستان کو صحیح متعین کرنے اور اُن کی روشنی میں اپنی قومی کارکردگی کا جائزہ

لیتے رہنے سے ہماری قومی سوچ کی سمت درست رہے گی۔ ورنہ آج تک یہی ہوتا رہا کہ اس ملک کا ہر حکمران نظریہ پاکستان کی آڑ میں اپنی ہی سوچ کو قوم پر مسلط کرتا رہا۔ جنرل ایوب خان کی بنیادی جمہوریت، بھٹو کا سوشلزم، جنرل ضیاء الحق کی شوریٰ اور جنرل پرویز مشرف کا ضلعی حکومت کا نظام۔'' (۱۱)

۲- ''مولانا آزاد اور مسلمان'' از ابراہیم اشک

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں ''مولانا آزاد اور مسلمان'' ابراہیم اشک کا مضمون آئینہ حقیقت ہے۔ ابراہیم اشک نے اپنی قاموسی علمیت کا فن دکھایا۔

''جس دور میں مولانا آزاد نے ہوش سنبھالا مسلمانوں کی ترقی کے لیے سرسید احمد خاں کی جدوجہد آخری مرحلے میں تھی۔ علی گڑھ میں تعلیمی ادارے کی بنیاد اور قوم میں تعلیم کے فروغ کا جذبہ پیدا کرنے کا کام وہ بخوبی سرانجام دے چکے تھے۔ جس وقت ۱۸۹۸ء میں سرسید کا انتقال ہوا، مولانا آزاد کی عمر ۱۰ برس کی تھی۔ مسلمانوں میں جو مقبولیت سرسید کی تھی مولانا آزاد ویسی مقبولیت حاصل کرنا چاہتے تھے، اس لیے انھوں نے وہی طرزِ زندگی اختیار کیا جس طرز پر سرسید نے اپنی زندگی گزاری تھی۔ ابتدا میں ضرور وہ سرسید کی راہ پر چلے لیکن بعد میں ان کا راستہ بدل گیا، کیونکہ ان کے یہاں سرسید کا جذبہ صادق نہ تھا۔ وہ اتنے کمزور نکلے کہ ہندوستانی سیاست کے پنجے نے ان کو پکڑا اور مروڑ دیا۔ وہ اس کی مخالفت میں کھڑے کیا ہوتے کہ ان کی تو چیخ بھی سنائی نہیں دی۔ مولانا آزاد نے قوم کی اصلاح کا فرض سرانجام دینے کی غرض سے ''لسان الصدق'' جاری کیا۔ اس کے ذریعے مولانا آزاد اپنے دو مقصد پورے کرنا چاہتے تھے۔ پہلا یہ تھا کہ بحیثیتِ شاعر وہ مقبولیت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لیے انھوں نے داغ دہلوی، امیر مینائی اور شوق نیموی سے اپنے کلام پر اصلاح بھی لی لیکن بات اس لیے نہیں بنی کہ ان میں وہ بات قطعی نہیں تھی۔ بڑے بڑے استادوں کی اصلاح بھی ان کی شاعری کو جلا نہ دے سکی۔ اس میدان میں وہ بری طرح ناکام رہے۔ یہ مولانا آزاد کی زندگی کی پہلی ناکامی تھی۔ جسے بڑی ذہانت کے ساتھ انھوں نے سب

سے چھپا لیا اور پھر تمام عمر اس باب کو دوبارہ کسی کے سامنے اُجاگر ہونے ہی نہیں دیا۔ صحافت کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں وہی مقبولیت حاصل کی جائے جو سر سید کو حاصل تھی۔ اصلاح سے زیادہ ان کا زور اپنی ''مقبولیت'' پر تھا۔ چونکہ ان کی تحریریں شاعرانہ انداز کی تھیں اس لیے لوگ انھیں پسند کرنے لگے لیکن ان تحریروں میں وہ خلوص کہیں نہیں تھا جو اس وقت علامہ اقبال کی شاعری میں ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے یا سر سید اور حالی کی تحریروں میں ملتا ہے بلکہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی اسلامی تحریروں اور تحریکوں میں ہمیں نظر آتا ہے، ان کی شاعری میں بھی ملتا ہے۔
''مولانا آزاد کی صحافت کا مقصد ایک سیاسی پلیٹ فارم حاصل کرنا تھا، جب انھیں یہ پلیٹ فارم مل گیا تو انھوں نے صحافت کے اس شوق کو اتنا گہرا دفن کر دیا کہ دوبارہ ابھر نہ پائے۔ کانگرس میں شمولیت کے بعد مولانا آزاد نے قرآن، اسلام اور حدیث کو اپنی قابلیت سے اس قدر غلط مفہوم دے کر بیان کیا کہ انسان پڑھ کر ششدر رہ جاتا ہے اور پھر جلد ہی انھیں ان کے حواریوں نے ''امام الہند'' کے خطاب سے سرفراز کر کے ایک ایسی اونچی مسند پر بٹھا دیا جہاں سے آنے والی آواز کو عام ذہنوں نے یہی سمجھا کہ ''مستند ہے اس کا فرمایا ہوا''۔ مولانا آزاد نے قرآن اور حدیث کے متعلق جو بیانات دیے ہیں ان پر غور و تفکر کی ضرورت ہے''۔ (۱۲)

۳- ''اقبال کا پیغام قوت'' از ڈاکٹر خلیل طوق آر

اس مجلّہ میں ڈاکٹر خلیل طوق آر کا مقالہ ''اقبال کا پیغام قوت'' قاری کے دل و دماغ میں نئے انکشافات پیدا ہوتے ہیں۔ جو بذات خود فرد کو اپنے تشخص اور اپنے اردگرد میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات کے تہ دار حقائق سے روشناس کر کے ان کے پردے چاک کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ عمل بہ یک دم نہیں ہوتا، یعنی ایک بار اقبال کے کلام پر طائرانہ نظر دوڑائیں تو الفاظ کے در پردہ اسرار کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

جس کی چشم دل باز ہوتی ہے اس کی بصیرت کی وسعت کچھ اور ہوتی ہے اور وہ گزشتہ حال اور مستقبل کے مسائل پر ایک ساتھ غور و خوض کر کے، نتائج اخذ کر کے، ان کے حل کی خاطر ترکیبیں پیش کرتا ہے۔ یہ علامہ اقبال پر بھی صادق آتا ہے۔ انھوں نے واقعات کے مطالعے

کے بعد قوت کا پیغام دیا ہے۔ بہ الفاظ دیگر انھوں نے زندگی کے ہر میدان، یہ سیاسی میدان ہو، اقتصادی یا علمی، طاقت وقوت حاصل کرنے کی تلقین کی ہے۔ ایک دفعہ نہیں بار بار کی ہے کیونکہ ان کے نزدیک:

''قوت باطل کو چھو لیتی ہے تو باطل حق میں بدل جاتا ہے۔'' (۱۳)

۴- ''اقبال کا اندازِ شعر گوئی'' از سید مشکور حسین یاد۔

اس مجلّہ میں سید مشکور حسین یاد کا مضمون ''اقبال کا انداز شعر گوئی'' بھی شامل ہے۔

> ''کون سا بلند سے بلند خیال، بلند سے بلند مضمون اور بلند سے بلند معنی ہے جو شعر اقبال میں اس طرح موجود نہیں ہے جس طرح کوئی نکلتا ہوا دن اپنے طرح طرح کے اجالوں سے معمور ہوتا ہے۔ اقبال بڑی سے بڑی بات کو اپنے شعر میں نہایت کھلے ڈلے انداز میں کہتا ہے اور پھر اس بات کی وجاہت بھی اپنی پوری عظمت کے ساتھ اپنے مقام پر قائم و دائم رہتی ہے'' (۱۴)

میں نے کلام اقبال ''بانگِ درا'' سے ''ارمغانِ حجاز'' تک عمیق مطالعہ کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کی شاعری میں رفتہ رفتہ اقبال واضح تر ہوتا جاتا ہے۔

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا مضمون ''علامہ اقبال لاہوری و زبان فارسی'' کمال کا ہے۔ اقبال کی زیست کو ذہنی وفکری ارتقا کے لحاظ سے دو ادوار میں رکھ کر ان کے تاریخ ساز کردار کو دیکھا جا سکتا ہے۔

Vol:48 Jan-Mar,2001 No:1 جلد:۴۸

1- "Iqbal as a Reformer" by Prof. Zia-ud-Din Ahmed

Presented a very true picture of Allama Muhammad Iqbal as a reformer of a society.

According to him, it is only the Holy Book of Allah (Quran-e-Pak) which can bring reforms in the life of people. In fact, Iqbal was a true follower of the teachings of Islam.

2."The Rehabilitation of Islamic Thought" by Prof. William C. Chittich

According to the writer, no one can get better understanding of Oneness of God (Toheed) unless he stops following or imitating others and finds truth through research and exploration. This is the way of Rehabilitation.

جلد: ۴۸ اپریل تا جون ۲۰۰۱ء شمارہ: ۱

اس مجلّہ ''اقبال'' میں ۶ اُردو کے مضامین شامل ہیں اور ۲ انگریزی مضامین شامل ہیں۔

۱۔''اقبال ایک تخلیقی فن کار'' از پروفیسر ضیاء الدین احمد۔

تمام دنیا اور ہر بڑی اور چھوٹی شے جو اس میں ہے شاید باستثنائے ملک عیش پرستان کسی نہ کسی مقصد کو براہ راست یا بالواسطہ طور پر اپنائے ہوئے ہے۔ چنانچہ انسانی تخلیق بھی مقصدیت کے اس ہمہ گیر دائرے سے علیحدہ نہیں رہ سکتی۔ انسانی تخلیق میں فنون نہایت اعلیٰ اور اشرف مساعی کی پیداوار ہوتے ہیں اور شاعری ایک فن ہونے کی حیثیت سے اسی معیار پر پرکھی جانی چاہیے جو فنون کے لیے ہر جگہ مسلم ہے، اگر شاعری آپ کے خون کی روانی میں تیزی پیدا کرتی ہے، اگر اس سے تعمیری عمل کی ترغیب ہوتی ہے، اگر اس کے ذریعہ آپ کے خیالات اور جذبات کا تزکیہ ہوتا ہے تو ایسی شاعری یقیناً ایک فن ہے۔

> ''اقبال کے نزدیک ادب اور فن کا اصل مقصد و مدعا دوامی زندگی ہے۔ یعنی روح کی زندگی۔ ہماری روزمرہ کی کاوشیں اور سرگرمیاں اسی سے بامعنی اور حقیقی بنتی ہیں۔ ہمارے اس گریزپا سانس سے نہیں جو کمزور شعلہ کی طرح بہت جلد بجھ جاتا ہے۔اس کے لیے شاعری مثل دیگر فنون لطیفہ کے اسی صورت میں حقیقی اور پرمعنی ہو سکتی ہے جب وہ زندگی پر قوی اثر ڈالتی، اس کی قدر و قیمت کا عمیق احساس دلاتی، اس کی نبض کو تیز تر کرتی اور اس کے بنیادی مقاصد کی ترجمانی کرتی ہو۔''(۱۵)

شاعر اپنے آپ کو ایک خاص حالت میں پاتا ہے جو اس میں جذبہ و وجدان پیدا کرتی ہے اور وہ ''وجدان'' ایک نظم کی شکل میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔

۲۔ ''اقبال، رینان اور جمال الدین افغانی'' از ڈاکٹر اسلم انصاری۔

ڈاکٹر اسلم انصاری کا مضمون ''اقبال، رینان اور جمال الدین افغانی'' فکر وفن کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ انیسویں صدی کا ممتاز و مشہور مستشرق موسیو رینان مغرب کے

دانشوروں میں شامل ہے جن کے علمی کارناموں کی شہرت علامہ اقبال کی زندگی میں بہت تھی۔ خطبات میں ایک یا ایک سے زائد حوالے اس کے ملتے ہیں۔

۱۸۸۳ء میں سوربون یونیورسٹی میں ''اسلام اور سائنس'' کے موضوع پر ایک لیکچر دیا جو ۲۹ مارچ ۱۸۸۳ء کو پیرس کے ایک موقر جریدے ''دیبا'' میں شائع ہوا۔ رینان کے اس لیکچر کا بنیادی استدلال یہ تھا کہ اسلام سائنسی طریقہ کار کے راستے رکاوٹیں پیدا کرتا ہے بلکہ وہ چھ سو سال تک اپنے زیر اقتدار ممالک میں سائنسی طرز فکر کو دبانے میں کامیاب رہا ہے۔ اس نے کہا کہ اسلامی دنیا میں سائنس اور فلسفے کا آغاز، غیر عرب اقوام کی وجہ سے ہوا۔ اس کا خیال تھا کہ عربوں کا مزاج ہی غیر سائنسی ہے، چنانچہ اس کے الفاظ میں:

> ''مسلمان مفکروں کے فلسفے کو صرف اس وجہ سے عربی کہنا کہ انھوں نے اپنی کتابیں عربی زبان میں لکھیں، ایسا ہی غلط ہے جیسے کہ ازمنہ وسطی کے یورپی فلسفے کو لاطینی کہنا۔''(۱۶)

علامہ جمال الدین افغانی نے جو اس زمانے میں پیرس میں قیام پذیر تھے، رینان کے اس لیکچر کے جواب میں فرانسیسی زبان میں ایک مقالہ تحریر کیا جو پیرس کے اسی جریدے ''دیبا'' ہی کی ۱۸ مئی ۱۸۸۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔

۳۔''کلام اقبال کا ہدف تخاطب'' از سید مشکور حسین یاد

سید مشکور حسین یاد کا مضمون ''کلامِ اقبال کا ہدف تخاطب'' سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا شاہکار ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری میں زیادہ تر خطاب اُمتِ مسلمہ کی طرف ہے۔ علامہ اقبال نے جن واشگاف الفاظ میں اُمتِ مسلمہ سے خطاب کیا ہے اس طرح کم از کم شاعری میں خطاب نہیں کیا جاتا۔ ''بانگِ درا'' سے لے کر ''ارمغانِ حجاز'' تک کسی بھی مقام پر اس حقیقت کو نہیں بھولے۔ علامہ اقبال کی شاعری میں اصل ہدف تخاطب بنی نوع انسان ہے۔

۴۔''اقبال......ایک انسان دوست شاعر'' از شاہدہ یوسف

شاہدہ یوسف کا مضمون ''اقبال ......ایک انسان دوست شاعر'' میں رقمطراز ہیں: بے شک علامہ اقبال بیسویں صدی کے عظیم انسان دوست اور انسانیت نواز مفکر ہیں۔ وہ اپنی ہر شعری اور نثری تصنیف میں انسانی رشتوں اور انسانی سربلندی کی نئی صداقت کا انکشاف کرتے ہیں۔

۵-''سفرتخلیق پر ایک نظر'' از شریف کنجاہی

شریف کنجاہی کا مضمون ''سفرتخلیق پر ایک نظر'' پڑھنے کے قابل ہے۔ اس مضمون میں انھوں نے فضل احمد حبیبی کی تازہ تصنیف کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔ ان کے نقطہ نظر کو سمجھنے اور سمجھانے کی غرض سے روزمرہ زندگی سے کہیں مثالوں سے استفادہ کیا مثلاً گراموفون سے لے کر ٹیلی ویژن کی ایجاد کے معمہ کو بڑی خوبصورتی سے سلجھانے کی کوشش کی ہے۔

Vol:48 Apr-Jun,2001 No:2

1- "Iqbal's message for Muslim Ummah" by Prof. Zia-ud-Din Ahmad

The writer believes that unity among the Muslims is only key to complete with western nations. And it is only possible through spiritualism. Thus the writer can never separate religion from politics.

2- "Iqbal, Ahmed Shawki and Yahya Kemal Beyatli's Point of views for Andalus" by Dr. Huseyin Yazier

In this essay, the writer describes in detail about Andalusian civilization. For this purpose, he compares the study of three writers; Allama Iqbal, Ahmed Shawki and Yahya Kemal. He finds the observations of Allama Iqbal better and more relevant than the other two.But the other two writers are also justified in presenting the true picture of Andalus.

جلد: ۴۸ جولائی، اکتوبر ۲۰۰۱ء شمارہ: ۳، ۴ (قائداعظم نمبر)

قائداعظم محمد علی جناح کے ۱۲۵ ویں سال ولادت کے موقع پر شائع ہوا۔ اس مجلّہ میں سات اُردو مضامین اور انگریزی حصہ میں آٹھ مضامین ہیں۔

۱-''قائداعظم سے ملاقات ایک عہد ساز انٹرویو'' از مسٹر بیورلے نکولس

۱۸ دسمبر ۱۹۴۳ء بمبئی میں برطانوی صحافی نکولس کی ملاقات قائداعظم محمد علی جناح سے ہوئی۔ اس ملاقات میں قائداعظم نے نکولس کو انٹرویو دیا۔ جسے یہاں اُردو میں شائع کیا گیا ہے۔ یہ ایک عہد ساز انٹرویو ہے جس میں قائداعظم نے ملکی دفاع، اقتصادیات و معاشیات اور

اقلیتوں کے بارے میں ناقد حضرات کی جانب سے لگائے گئے الزامات اور اعتراضات کا نہایت مدلل اور موثر جواب دیا گیا ہے۔

۲۔''ملت کا پاسبان (فیچر)'' از ڈاکٹر سلیم اختر

ملت کا پاسبان فیچر ریڈیو پاکستان کی تشریات کے لیے تحریر کیا گیا۔ اس فیچر میں قیام پاکستان کا پسِ منظر اور قائداعظم کی عظیم اور پرخلوص خدمات کا ذکر بڑے بہترین انداز میں کیا گیا ہے اور اُن کی خدمات کو سراہا گیا ہے۔

۳۔''اقلیم ہند: برٹش امپیریلزم کے اہداف'' از عبدالحمید کمالی

یہ مقالہ بڑی تاریخ ساز اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں بڑے عمیق اور زیرک نظر اور تفصیلی انداز میں برصغیر پاک و ہند کی تاریخ کو رقم کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس خطے پر انگریزی حکمرانوں کی باضابطہ اور مرحلہ وار گرفت کو واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ تاریخ کے حوالے سے یہ بہت ہی معلوماتی، عمیق اور پرمغز مضمون ہے جو کئی رازوں سے پردہ اُٹھاتا ہے اور حکومتی چالبازیوں کو بے نقاب کرتا ہے۔

۴۔''قائداعظم: تحریک بازیافت کے آخری رہنما'' از ڈاکٹر سید عبداللہ (مرحوم)

قائداعظم محمد علی جناح بے پناہ خوبیوں اور قابلیتوں کی حامل شخصیت تھے۔ ہر وصف اور قابلیت ایک الگ مضمون کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر زیرنظر مقالہ میں مضمون نگار نے انھیں تحریک سلطنت گمِ گشتہ کے آخری رہنما کے طور پر سامنے لانے کی بڑی کامیاب کوشش کی ہے۔ بازیابی یا بازیافت سے مراد ہے کہ مسلمانانِ ہند کو یہ احساس بیدار کرنے میں مدد دینا کہ سلطنت جیسی متاع عزیز کو دوبارہ اپنا بنانا ہے۔ جسے وہ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے یا اتفاقات و حادثات کے قدرتی اثرات کی وجہ سے لٹا چکے ہیں اور اسے دوبارہ پانے کے لیے ازسرنو متحد ہونا ہے اور اس کے حصول کے لیے تن، من، دھن کی بازی لگا دینی ہے۔

۵۔''قائداعظم کا عظیم المثال کارنامہ: تخلیق پاکستان'' از ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی (مرحوم)

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی سیاسی بصیرت و دوراندیشی کی مدد سے یقین کامل و محکم اور

مسلسل و انتھک کاوشوں کی بدولت قیام پاکستان کا جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ان تمام تر کاوشوں کو اس مقالے کا موضوع بنایا گیا ہے۔ تحریک و تاریخ پاکستان کے حوالے سے نہایت موثر اور مدلل مضمون ہے۔

۶۔''امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں قائداعظم کی اہم تاریخی تقریر'' از ادارہ بزمِ اقبال۔

امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں قائد اعظم کی اہم تاریخی تقریر جو کہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو مرکزی اسمبلی میں پیش کی گئی ہے، یہاں قائداعظم کی انگریزی تقریر کا اُردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

۷۔''قائداعظم کی سیاسی زندگی کا ایک فیصلہ کن سال (۱۹۳۹ء)'' از ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

قائداعظم کی سیاسی زندگی کا ایک فیصلہ کن سال بلکہ انقلابی سال ۱۹۳۹ء تھا۔ قائداعظم کا سیاسی کردار وطن عزیز کی آزادی کے لیے کوششیں کرنا اور اپنے آپ کو اس آزادی کے لیے وقف کر دینا قائد اعظم نے دادا بھائی نوروجی کے معرکہ انتخاب میں بھرپور حصہ لیا جب آپ انگلستان میں زمانہ طالب علمی کے وقت زیور تعلیم سے روشناس ہو رہے تھے۔

۱۹۰۶ء میں آل انڈیا کانگریس کا سالانہ اجلاس کلکتہ میں دادا بھائی نوروجی کی صدارت میں ہو رہا تھا اور اُن کے معتمد نوجوان بیرسٹر مسٹر محمد علی جناح کانگرس کے رکن بن کر پہلی بار اس کی اسٹیج سے برطانیہ کے خلاف انقلابی لہجے میں پرزور تقریر کر رہے تھے جو اعتدال پسند کانگریسی رہنماؤں کے عمومی لہجے سے بہت مختلف تھی۔

قائداعظم محمد علی جناح نے جس دن جہادِ آزادی کا پرچم بلند کیا اور اس راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے ہندو مسلم اتحاد کا بیڑہ اُٹھایا۔ اتفاق سے اسی وقت آل انڈیا مسلم لیگ کی تاسیس کا اعلان ہوا۔ قائداعظم نے ۱۹۳۸ء میں مرکزی لیجسلیٹو اسمبلی میں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا قیام بھی عمل میں لائے تھے۔ مسلمانوں کے بارے میں حکومت اور کانگرس دونوں کا رویہ/سلوک بے حسی کا مظہر تھا۔

قائداعظم نے ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو ایک معرکہ الآرا اور تاریخی اہمیت کی حامل تقریر کی اس وقت ممبر قانون ساز اسمبلی میں بجٹ فنانس ممبر نے دبنگ انداز میں ۱۹۳۹ء، ۱۹۴۰ء میں بجٹ پیش کیا تھا۔

Volume:48 July-Oct,2001 No,3,4 Quaid-e-Azam Number

1- "An Interview with a Giant" by Mr. Beverley Nicholas

In this interview, Jinnah answers the questions raised by Mr. Beverley Nicholas. Jinnah says that Muslims are a nation. Jinnah declares how Muslims are different in terms of their history, their heroes, their art and their religion from Hindus.

2- "Quaid-e-Azam: A Dynamic Leader and statesman" by Prof. Zia-ud-Din Ahmed.

Prof. Zia-ud-Din Ahmed describes Quaid-e-Azam as a dynamic leader and statesman. He says that no other leader is found so powerful, organized, sincere with his purpose and honest. He was in favour of Muslims to get higher education and regain their past glory.

3- "Pakistan Resolution from two Sovereign Muslim Homelands to one Pakistan" by Prof. Muhammad Ali Siddiqui.

In these lines, Dr. Muhammad Ali Siddiqui describes how two sovereign Muslim homelands resulted into one Pakistan.
He starts it from Pakistan Resolution of 23rd March, 1940. Then he describes step by step the repercussions of Cabinet Misssion and Nehru Report. After that he describes 14 points of Quaid and reaches at the conclusion that all credit of bringing Pakistan to existence goes to the dynamic personality of Quaid.

4- "Quaid-e-Azam: an Educationist" by Dr. S. M. Zaman

In this essay, Dr. S. M. Zaman gives opinion how much Quaid was sensitive about the education of Muslims. He considers that education is the only key to get freedom from the hands of Hindus and the British Government. According to the writer, the Quaid emphasizes on the importance of Elementary education, scientific, technical and vocational education, Islamic education, character building, student and politics, female education, military education, sports and social services.

5- "Democratic Welfare State as Visualized by the Quaid-e-Azam" by Prof. Dr. Refique Ahmed.

Professor Dr. Rafique Ahmed describes democratic welfare state as

visualized by the Quaid-e-Azam. He says that the economic system of the west has created insoluble problems for the nation. We can achieve our goal when millions of Muslims laid down their lives according to Islam.

6- "Quaid-e-Azam's abiding interest in Armed Forces" by Col. (R) Ghulam Sarwar.

Quaid-e-Azam considered it necessary to make defense of the country on solid basis. Team spirit and strict sense of discipline are the key to success for Pakistan Air Force.

7- "Quaid-e-Azam and the Constitution of Pakistan" by Muhammad Hanif Shahid

According to the writer, it is easy to say that the constitution of Pakistan is purely based on the Islamic principles of justice. Similarly, the Quaid-e-Azam clearly announced that constitution of Pakistan would be based on Islamic shariat.

8- "What did the Turks think about the Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah" by Dr. Halil Toker.

In this essay, Dr. Halil Toker compares Kemal Ataturk (The father of the Turks) with the great leader Quaid-e-Azam. According to him, the great Quaid has unfailing power of spirit. Love and regard between philosopher Allama Muhammad Iqbal and the statesmen Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah is also of great value.

جلد: ۴۹ جنوری تا اپریل ۲۰۰۲ء شمارہ: ۱، ۲ (اقبال نمبر)

علامہ محمد اقبال کے ۱۲۵ ویں سال ولادت کے موقع پر شائع ہوا۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے حصہ اُردو میں سات مضامین اور حصہ انگریزی میں آٹھ مضامین شامل ہیں۔

۱- ''محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی!'' از فیروز الدین احمد فریدی۔

''دنیا کے مختلف ادوار مختلف ناموں سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ گیارہ ستمبر ۲۰۱۱ء کے بعد جو دور شروع ہوا ہے وہ تاریخ عالم میں ''دورِ جنون'' کہلاتا ہے۔ ۱۱ ستمبر ۲۰۱۱ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر (نیو یارک، امریکہ) کی عمارات کی تباہی و بربادی کے ساتھ پوری دنیا میں تبدیلیوں کی لہر دوڑ گئی تھی'' (۱۷)

تاریخ شاہد ہے کہ جب دنیا پر اس طرح کی دیوانگی طاری ہو جائے تو کوئی دھما کہ ہوتا ہے، کوئی بڑا واقعہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اتنا بڑا واقعہ کہ زمانہ اسے بھلائے نہیں بھولتا۔ ''محو حیرت ہوں کہ دنیا سے کیا ہو جائے گی'' مقالہ ان تبدیلیوں کے حوالے سے قلم بند کیا گیا ہے۔

۲۔ ''تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ (فکرِ اقبال کی روشنی میں)''، از پروفیسر ڈاکٹر عبدالغنی

علامہ اقبال نے اپنے شاعرانہ کلام میں آفاقی و عالمی تہذیب و ثقافت کی مکمل تاریخ کا مرقع بیان کرنے کے ساتھ ساتھ تہذیب مغرب اور دور حاضر کے عام تہذیبی وتمدنی رجحانات کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ اس مقالہ میں فکرِ اقبال و کلام اقبال کی وساطت سے تہذیب شرق و غرب کا تقابلی جائزہ و مطالعہ پیش کیا گیا ہے اور دونوں تہذیبوں کے دونوں پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی بھرپور سعی کی گئی ہے۔

۳۔ ''جاوید نامہ: معراج نامہ خودی، کردار اور عناصر تشکیلی''، از ڈاکٹر خلیل طوق آر

''جاوید نامہ'' کلام اقبال میں بنیادی اہمیت کا حامل موضوع ہے جس میں اقبال نے ملی خودی کی معراج کا خاکہ یا تصور پیش کیا ہے کہ کیسے ملی خودی کی تعمیر اور ارتقاع ممکن ہے۔ کن وجوہات کی بنا پر یہ موت کا شکار ہو سکتی ہے اور کن سطور پر اس کی بنیادوں میں استحکام و مضبوطی اور پائیداری لائی جا سکتی ہے۔ جاوید نامہ میں ایسے سوالات کے بڑے موثر اور مدلل جوابات بھی پیش کیے گئے ہیں۔ کلام اقبال میں ''جاوید نامہ'' کے تحت ان سوالات کو اُٹھایا گیا ہے اور جوابات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ ڈاکٹر خلیل طوق آر نے درجہ بالا اور دیگر سوالات کے جوابات جاوید نامہ کی مدد سے اپنے مقالہ میں درج کیے ہیں۔

۴۔ ''پیام اقبال''، از قاضی عبدالغفار۔

اقبال کی شاعری فلسفہ حیات سے مستعار ہے بلکہ فلسفہ حیات سے قریب تر ہے۔ اس کی شاعری اُمید کا پیغام اور کرن ہے۔ اقبال کی شاعری حسرت و یاس، نا اُمیدی اور شک وشبہ سے پاک و بالاتر ہے۔ وہ خود بھی مایوسی کے بھنور میں نہیں گرتا اور نہ ہی دوسروں کو اس گھمبیر صورتِ حال میں گرنے دیتا ہے۔ مایوسی گناہ ہے اور اُمید زندگی ہے، زندگی کی رمق ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں

پیام اقبال کے انھی اُصولوں اور پر اُمید جہتوں کی شاعرانہ تمثیلوں سے وضاحت کی گئی ہے اور کلام اقبال میں اس موضوع کو عام فہم اور آسان کرنے کی سعی و کاوش کی گئی ہے۔

۵- ''اقبال پر ایک محققانہ نظر اور اُن کی نفسیاتی تشریح'' از مولانا راغب احسن۔

مولانا راغب احسن کا یہ مضمون رسالہ ''نیرنگ خیال'' اقبال نمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں موصوف نے اقبال کی ادبیت وحکمت، ہندی وطنیت، مشرقی مقامیت اور اسلامی ملت کے حوالے سے نکتہ نظر واضح کیا ہے۔ اقبال کے نکتہ نظر کے حوالے سے ان موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور فکرِ اقبال کی مدد سے ان کو واضح کیا گیا ہے۔

۶- ''اقبال اور حدیث (''پیامِ مشرق'' کے حوالے سے)'' از حافظ ڈاکٹر منیر احمد۔

اقبال کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات با برکت سے بے انتہا عشق تھا۔ قرآن و حدیث کا بڑی عمیق نظری سے مطالعہ کرتے تھے اور بعض اوقات دورانِ تلاوت رونے سے صفحات قرآن مجید بھیگ جاتے تھے۔ اقبال نے بعض احادیث کو شعری قالب میں ڈھالا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں موصوف نے انھی احادیث کی وضاحت کی ہے اور اس پیغام کو سمجھنے اور سمجھانے کی غرض سے آسان فہم کر دیا گیا ہے۔

۷- ''استحکام پاکستان اور روحانی جمہوریت'' از کے ایم اعظم۔

بزمِ اقبال، لاہور گولڈن جوبلی کے موقع پر شائع ہونے والا مضمون ''استحکام پاکستان اور روحانی جمہوریت'' ہے۔ اس سے قبل یہ مضمون اپریل۔ جولائی ۲۰۰۰ء میں مجلّہ ''اقبال'' کی زینت بن چکا ہے۔

اس مضمون کی تحریر کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ پاکستان کو حقیقی اور مضبوط بنیادوں پر ترقی دینے کے لیے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ علامہ اقبال کے نظریہ جمہوریت کو فروغ دیا جائے اور اس ضمن میں کی جانے والی تمام تر کوششوں کا مطمحِ نظر پاکستان کی فلاح و بہبود اور پائیدار جمہوریت کا قیام ہو۔

۸- ''روحانی جمہوریت کے بارے میں چند خیالات'' از مظفر حسین۔

علامہ اقبال نے مغربی جمہوریت پر شدید تنقید بھی کی ہے۔ اقبال نے جمہوریت کی توصیف بھی کی ہے (خصوصاً خطبات میں) اور ''روحانی جمہوریت'' کا تصور بھی پیش کیا ہے۔

توحید کے اُصول پر مبنی ''روحانی جمہوریت کا تصور'' تب ہی ممکن ہے جب علامہ اقبال کے شعری افکار کو بھی سامنے رکھنا ہوگا۔ اقبال کی نثر دانش برہانی کی ترجمان ہے اور اُن کی شاعری دانش وجدانی کی آئینہ دار ہے اور یہ دونوں سلسلے انسانی جذبہ وفکر کے اہم ذرائع ابلاغ ہیں۔

علامہ محمد اقبال کا موقف ہے کہ عصرِ حاضر کی تہذیب دینی اور سیاسی اقدار کی داخلی کشمکش کا شکار ہو جانے کی وجہ سے اس روحانی اور لافانی یگانگت و وحدت سے نابلد ہوگئی ہے اور اس گوہر سے محرومیت کا شکار ہوگئی ہے جو اسے استحکام و استقلال اور ثابت قدم و قائم رہنے کا عندیہ دے سکے۔ اسی لیے اقبال ایسی روحانی جمہوریت کے فروغ کے خواہاں ہیں جس کی اساس خوف الٰہی وتوحید الٰہی پر استوار ہو کیونکہ بندہ بشر کے خوف اور طمع سے بیگانگی ہی جمہوریت کی اصل روح ہے۔

جلد: ۴۹ جولائی، اکتوبر ۲۰۰۲ء شمارہ: ۳،۴

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں اُردو کے سات مضمون ہیں اور حصہ انگریزی میں دس مضامین ہیں۔

۱۔ ''اقبال کا فنی ارتقاء'' از ڈاکٹر شوکت سبزواری

ڈاکٹر شوکت سبزواری (مرحوم) کا مضمون ''اقبال کا فنی ارتقاء'' میں اقبال نے مطالعۂ حیات و کائنات میں اُصولِ ارتقا کو مدنظر رکھ کر وہ ایسے راز افشا کیے ہیں جو اُن کے عہد تک سربستہ راز تھے۔

> ''علامہ اقبال کی شاعری میں ارتقا پایا جاتا ہے اور اُن کے نظریہ شعر میں بھی جس نے ارتقا کی ہر منزل میں ان کی شاعری کا ساتھ دیا ہے اور ہم قدمی کا دم بھرا ہے۔ اس لیے اقبال کے فکر کی راہیں روشن کرنے کے لیے ان کے فن کی ان منزلوں کو سامنے رکھنا اور ہر نشان راہ و نقش قدم کو اُجاگر کرنا بہت اہم ہے۔ میرے خیال میں ایک اہم فائدہ ہمیں خود اقبال کے سمجھنے میں اس سے بڑی مدد ملے گی اور اس کے پیغام میں کس چیز کا مقام کیا ہے یہ بھی ہم جان لیں گے، اور اقبال کے یہاں کوتاہ بینوں کو جو تضاد نظر آیا ہے اس کی حقیقت بھی کھل جائے گی''۔ (۱۸)

میری نظر میں کلام اقبال اُردو کی بڑی اہمیت ہے۔اس میں اقبال کا پیغام بڑی جامعیت کے ساتھ بیان ہوا ہے اور شاعرانہ ارتقا کے نقوش وآثار بھی بڑی وضاحت کے ساتھ ابھر آئے ہیں۔

۲- ''توحید کے ارتقائی مدارج'' از دین محمد شفیقی عہدی پوری (مرحوم)۔

''دین محمد شفیقی کا زیرِ نظر مضمون ''توحید کے ارتقائی مدارج'' میں کائنات کو بغور دیکھیں تو اس کے ذرہ ذرہ میں ارتقا کی معجزاتی کارفرمائیاں عیاں ہیں۔ جب سے یہ عالم پردہ عدم سے وجود میں آیا، ارتقا نے اس کا دامن تھاما، ذروں کو جمع کیا اور صحرا بنائے، قطروں کو جمع کیا اور دریا بہائے، کنکروں سے ٹیلے اور ٹیلوں سے پہاڑ کھڑے کر دیے۔ اینٹ روڑے اکٹھے کر کے مکان بنائے۔ جانوروں کو انسانوں کو صورت دی اور اشرف المخلوقات کے خلعت سے نوازا۔ علم کے نور کو اتنی جلا دی کہ اس کے سامنے سورج اور چاند شرما کر رہ گئے اور فطرت کی مستور پہنائیوں کو بے حجاب کر کے رکھ دیا۔ عقائد ذہن کی پیداوار ہیں اور چونکہ ذہن ارتقا کا مرہون منت ہے لامحالہ عقائد بھی اسی کے شرمندہ احسان ہیں۔ چنانچہ فلاسفہ اجتماعیت نے یہ فیصلہ کیا کہ انسان کے عقائد میں جو کچھ ترقی عمل پذیر ہوئی ہے وہ بھی بتدریج واقع ہوئی ہے اور انسان کو توحید تک پہنچنے میں بے شمار مراحلِ عقیدت طے کرنے پڑے ہیں۔''(۱۹)

۳- ''پروفیسر میاں محمد شریف مرحوم کی یاد میں'' از چیف جسٹس پاکستان ڈاکٹر ایس اے رحمٰن

اس شمارے میں چیف جسٹس پاکستان ڈاکٹر ایس اے رحمٰن کا مضمون ''پروفیسر میاں محمد شریف مرحوم کی یاد میں'' کمال کا ہے۔ بہت عمدہ انداز بیان ہے۔

۴- ''اقبال شعرائے فارسی کی صف میں'' از ڈاکٹر سید عبداللہ

ڈاکٹر سید عبداللہ کا مضمون ''اقبال شعرائے فارسی کی صف میں'' یہ گلدستہ مضامین جس میں نئے اور پرانے چراغ اپنی روشنی پھیلائے ہوئے ہیں۔

Vol:49 Jul-Oct,2002 No:3

1- "Iqbal's Perfect Man" by Jamilah Khatoon

The vision of the perfect man that Iqbal presents is unique and

fascinating. But he is not the first thinker to propound this conception. Many a thinker before him had endeavored to develop the idea of the ideal man.

Allama Iqbal emphasizes upon the self or Khudi, and it is the nucleus of his ideal man or Mard-e-Momin.

2- "Iqbal as a Great Universal Teacher" by Miss Gulnihal Kuken

I have tried to draw the educational concepts of Iqbal. The art of education aims at the incomplete, the immature and the missing in man. Iqbal advises discovering one's own self in order to understand God and he wants the human being to fellow the path of his inner self rather than the external mind. He argues that people who do not turn to their inner sources and are not in quest of their real selves would not understand what we really are worth only by applying this method.

In short, he must be conscious of the constructive quality of experience which is in a book, in the teachers' warning or within a condition in the class room.

I can include that the concept of education which is worth pursuing is that man should turn to his inner self in order to grasp his true identity and transcend it and that he should always aim at novelty.

جلد: ۵۰ جنوری تا مارچ ۲۰۰۳ء شمارہ: ۱

اشاعت کے پچاس سال پورے ہونے پر ضمیمہ خصوصی شمارہ شائع کیا گیا تھا۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے موجودہ شمارے میں تین مضامین اور کچھ ریویوز اُردو حصے میں اور دو مضامین انگریزی حصے میں شامل ہیں۔

۱- ''استحکام پاکستان: فکرِ اقبال کی روشنی میں'' از کے۔ ایم اعظم

کے۔ ایم اعظم کا ''استحکام پاکستان: فکرِ اقبال کی روشنی میں'' ایک اہم موضوع پر یعنی موجودہ مسائل کے تجزیے پر مبنی ہے۔ اس لیے خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ اکثر اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کبھی ہماری علمی وفکری مجالس میں ہمارے قومی انحطاط کا کوئی مسئلہ زیر بحث آتا ہے، تو ہم اسلام کے عینی اہداف کی گردان شروع کر کے مسئلہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے جبکہ اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری

ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے لیے اطاعت الٰہی سہل بنا دے۔ شکستہ نسبتوں کو اگر کوئی شے جوڑ سکتی ہے تو وہ تصورِ توحید ہے۔ مگر ہم سے اکثریت کے لیے یہ مافیہ سے معرا ایک لفظ ہے۔ اس کی امکانی قوت پر گرفت تو دین اسلام کی اصلی روایت پر علم وفہم سے بھرپور عمل کر کے ہی ہو سکتی ہے۔ اللہ عزوجل کا فقط خیال وتصور کافی نہیں۔ اس سے صدق دل سے کلام اور ملاقات بھی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، بیکراں کو اپنی اپنی مخصوص عبادت گاہوں تک محدود نہیں کرنا چاہیے۔ حصول توحید کے لیے فقط سمت کا درست ہونا ہی کافی نہیں ہے۔ اس کو حقیقت کا جامہ بھی پہنانا پڑے گا۔ ضرورت اس اَمر کی ہے کہ مسلمان ممالک پہلے خاموشی سے اپنے آپ کو مضبوط بنائیں۔ اپنے ملکوں میں سائنس، ٹیکنالوجی اور تعلیم کو فروغ دیں۔ اس کام کو بھی بڑی حکمت و دانشوری سے پایہ تکمیل تک پہنچانا ہوگا۔

۲۔ ''تفہیم بالِ جبریل'' از پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا

''بزمِ اقبال'' میں مطبوعات کا سلسلہ بھی جاری ہے، مجلّے کے ساتھ ساتھ مطبوعات کی طرف بھی زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ اس سلسلے کی پہلی تصنیف پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا کی تالیف ''تفہیم بالِ جبریل'' ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا نے حکیم الامت، دانائے راز حضرت علامہ اقبال کے کلام و پیام کی فکر وحکمت کی باریکیوں کا مدۃ العمر گہرا مطالعہ کیا ہے۔ آپ کے قلم سے ایسی گوہر افشانی ہوئی کہ مدتوں علم و ہنر کے موتی چمکتے رہیں گے اور ادب سے دلچسپی رکھنے والے ان موتیوں کی چمک سے راہ پاتے رہیں گے۔ اس کتاب میں عصرِ حاضر کے ایک اہم پہلو کے بارے میں اس تالیف کے چند مقامات پیش خدمت ہیں۔ یہ مقامات اہل مغرب (فرنگ یعنی امریکہ و یورپ) کے حوالے سے ہیں۔

۳۔ ''اقبال اور مرزا غالب'' از پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (مدیر)

''اقبال اور مرزا غالب'' از پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (مدیر) نے اس مضمون میں بہت خوبصورت انداز میں الفاظ کو قرطاس پر قلم بند کیا ہے۔ اُردو شاعری میں اقبال کے پیش رووَں میں مرزا غالب کا شمار سرفہرست ہے۔ زمانہ طالب علمی ہی سے اقبال، غالب کی نثر اور شاعری سے متاثر تھے۔

Volume: 50 Jan-March, 2003 No. 1

1: "Iqbal's concept of History and Man" by Dr. Aslam Ansari

"Iqbal's concept of History and Man" by Dr. Aslam Ansari is a very important essay. Allama Iqbal, the great poet and philosopher, whose best efforts were extensively expended in explaining the nature self and its creative faculties. He who was deeply concerned with the problem of human destiny in the universe, could not but consider the meaning of history.

Thus, it is good idea of human and history, as this man also appears in a more historical history, shows the possibility of free choice and aspects of the human being, which progressively develops in time. But curses events. I would like to say that the idea of Iqbal completely illustrates the concept of self imagination, philosophy and time by man and history.

جلد: ۵۰ اپریل تا جون ۲۰۰۳ء شمارہ: ۲

۱۔ ''عرض حال'' از مولانا الطاف حسین حالی

موجودہ شمارے کا آغاز مسدس کی شہرہ آفاق نظم ''عرض حال'' سے کیا ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی کی یہ صدائے پُر درد عصرِ حاضر کے لیے عمدہ مثال ہے۔

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے موجودہ شمارے میں سات مضامین اُردو حصے میں اور تین مضامین انگریزی حصے میں شامل ہیں۔

۲۔ ''لبرل (استعماری) جمہوریت یا روحانی جمہوریت'' از مظفر حسین

''لبرل (استعماری) جمہوریت یا روحانی جمہوریت'' از مظفر حسین نے حقیقی اسلامی جمہوریت کے خط و خال کا کچھ تذکرہ ہے جو بانیان پاکستان علامہ اقبال اور قائداعظم کے تصور جمہوریت کی عکاسی کرتا ہے۔

۳۔ 'ڈاکٹر محمد حمید اللہ (مرحوم)'' از پروفیسر خورشید احمد

پروفیسر خورشید احمد کا مضمون 'ڈاکٹر محمد حمید اللہ (مرحوم) اس مجلّہ کا اہم مضمون ہے۔ برعظیم پاک و ہند کے دینی اور علمی افق کو درخشاں کرنے والے تمام کوکب ایک ایک کر کے ڈوب گئے

ہیں، جن میں علامہ اقبال، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا شبیر احمد عثمانی، سید سلیمان ندوی، مفتی محمد شفیع، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، ڈاکٹر فضل الرحمٰن، مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، اس جانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اب مشرق سے ابھرنے والی شخصیت ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس سنہری سلسلے کا آخری ستارہ مغرب کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے ابدی نیند سو گیا۔ حیدرآباد، دکن میں جنم لینے والی شخصیت محمد حمید اللہ ۱۹ فروری ۱۹۰۸ء کو پیدا ہوئے۔ دولت آصفیہ ہی میں ابتدائی سے اعلیٰ تعلیم تک کے مراحل طے کیے اور عثمانیہ یونیورسٹی سے جو برعظیم کی تاریخ میں اُردو کے محوری کردار اور اپنی اعلیٰ علمی روایات کی وجہ سے ایک منفرد مقام رکھتی تھی۔ ایم اے اور ایل ایل بی کی سندات امتیازی شان سے حاصل کر کے اسی جامعہ میں تدریس کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے جرمنی گئے اور بون یونیورسٹی سے بین الاقوامی قانون کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈی فل کی سند بھی حاصل کی۔

ڈاکٹر حمید اللہ کے خیالات بے کراں سمندر کی تہہ سے گوہر تلاش کرنے میں جذبوں کو سرد نہیں پڑنے دیتے انھوں نے علم و تحقیق اور تبلیغ سے ایسا مضبوط رشتہ منسلک کیا کہ حیات بھر رشتہ ازدواج کی فکر کی مہلت بھی نہ ملی۔ عالم اسلام کی اعلیٰ پایہ کی جامعات میں تدریسی فرائض سرانجام دیے اور آپ کی علمی دلچسپیوں کا دائرہ بہت وسیع وعریض تھا اور اس حیثیت سے ان کا کام کثیر جہتی تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ اس وقت تک تصنیف و تالیف میں مگن رہے جب تک ان کی صحت نے ساتھ دیا۔ پاکستان ان کے آخری دور میں ان کی خدمات کی سعادت سے محروم رہا۔ ۱۸ دسمبر ۲۰۰۲ء میں ۹۵ برس کی عمر میں اس عالم ناپائیدار میں علم و حکمت کی سینکڑوں شمعیں روشن کر کے اس جانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

۴۔ ''ڈاکٹر محمد حمید اللہ'' از شاہ بلیغ الدین

شاہ بلیغ الدین کا مضمون ''ڈاکٹر محمد حمید اللہ'' پر ہی مبنی ہے۔ شاہ بلیغ الدین نے ان کی شخصیت پر ایسے موتی تلاش کیے جن کی چمک لطیف احساسات کو طمانیت بخشتی ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بارے شاہ بلیغ اپنے مضمون میں رقمطراز ہیں:

''فیصل ایوارڈ کا اعلان ہوا تو ڈاکٹر محمد حمید اللہ، برگزیدہ شخصیت نے معذرت کر لی۔ یہ کوئی معمولی

انعام نہ تھا بلکہ سارے عالم اسلام سے اس انعام کے لیے انتخاب ہوتا ہے۔ رقم بھی بڑی اورعزت بھی بڑی، بڑی بھی ایسی کے لاکھوں کی بات ہوتی ہے۔ حضرت نے معذرت کر لی، انعام نہ لیا۔''

مملکت پاکستان نے بڑی منتوں، بڑی کوششوں سے نئی صدی ہجری کے آغاز پر ہجرہ ایوارڈ پیش کیا تو پھر معذرت کر لی۔ اے کے بروہی اور جنرل ضیاء الحق نے بہت زور لگایا۔ بڑی منتیں خوشامدیں کیں تو بڑی عاجزی اور بڑے انکسار سے کہا چلیے محبتوں کی عطا ہے تو قبول! انعام میرے نام لکھ دیجیے لیکن رقم اسلامی یونیورسٹی کی جھولی میں ڈال دیجیے۔

پاکستان، مراکش، ترکی اور لیبیا جیسے نہ جانے کن کن مملکتوں اور حکومتوں نے اعزازات کی پیش کش کی۔ ان کے ساتھ رقمی عطیات بھی تھے لیکن یہ سارے شاہی اور شہنشاہی تمغے اور نشانات مسترد کرتے ہیں۔ حرص و ہوس تو تھی ہی نہیں۔ ایسے درویش، خدا مست کا نمائش اور ریا سے کیا تعلق! جسے دنیا کی چاہت ہی نہ ہو اسے نمود و نمائش سے کیا سروکار۔ یہی تو وہ مقام ہے جہاں سچ کی عظمتوں کے مزاج سمجھ میں آتے ہیں۔

اس مضمون کی ابتدا میں ''فیصل ایوارڈ'' اور ''ہجرہ انعام'' کی جو تفصیل بیان ہوئی ہے اس کے پسِ پردہ یہ وجہ تھی کہ دینی کاموں کا معاوضہ کسی بھی صورت اور کسی بھی انداز سے لینا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ یہ علم و عمل کی وہ صورت تھی جس کا نام ''تقویٰ'' ہے۔ کردارِ صحابہ کی یہ متاع گم گشتہ اب ملتِ اسلامیہ میں شاذ و نادر ہی کسی اہل نظر میں ملتی ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ نے کردار کی یہ عظمت ڈاکٹر حمید اللہ کو عطا فرمائی تھی۔

اس مجلّہ میں باقی مضامین بھی اہمیت کے حامل ہیں مگر جن مضامین پر بحث ہوئی ہے یہ نہایت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔

Volume: 50 April-June, 2003 No. 2

1. "Iqbal's English translation of his own poetry"

by Prof. Dr. Abdul Ghani.

There are three essay in this magazine. But one essay is a very important. Iqbal's English translation of his own poetry by Prof. Dr. Abdul Ghani. Allama Iqbal did not try to interpret their books or poems, with a special

intention of translation, in addition, under the "Blood Tears" title, the translation.Some important points to be borne in mind regarding these translation are as under:

1. These prose rendering have been made in biblical style, in which R.A. Nicholson wrote his "The secrets of the self" thee, thou, doth etc.

2. Some important key terms can be seen clearly translated by Allama Iqbal e.g.

(1). Truth۔سچ،حق
(2). Appearance۔ظاہر،نمود
(3). Selfhood, ego, self, I۔خودی
(4). Illusion۔وہم وگمان
(5). I۔مَن
(6). Witness۔شاہد، گواہ
(7). Eternal secret۔اسرارازل
(8). Consciousness۔شعور

3. Despite philosophical and complex themes, Allama Iqbal has tried to remain as simple as possible.

Though, the quantity is very low, although these translations can help translators interpret the basic terms and help translate the translate style, professing Iqbal.

جلد:۵۰ جولائی-ستمبر۲۰۰۳ء شمارہ:۳

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں چار مضامین حصہ اُردو میں اور دومضامین حصہ انگریزی میں شامل ہیں۔

۱۔ ''ظہور پاکستان اور قائداعظم کے فرمودات'' از ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار۔

''ظہور پاکستان اور قائداعظم کے فرمودات'' از ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار اس مضمون میں فرمودات قائداعظم (انگریزی) کا اُردو ترجمہ ہے تاکہ خاص و عام سب عامتہ الناس اس اَمر سے بخوبی واقف ہو سکے کہ مملکت پاکستان اسلامیانِ ہند کے لیے کیوں ناگزیر تھا، کن کن مسائل کا سامنا تھا اور قائداعظم و علامہ اقبال کے سامنے اس آزاد اسلامی مملکت کے کیا مقاصد تھے؟ خصوصاً ظہور پاکستان کے بعد حکومت، دستور ساز اسمبلی، سول انتظامیہ، دفاعی عسکری شعبے

اور عامتہ الناس کے کیا فرائض تھے اور کیا حقوق تھے؟ سیاست و حکمت، حوصلے، صبر اور برداشت کا نام ہے۔

''نصف صدی سے راہ و نشانِ منزل سے بے نیاز ہو کر لوگ صبر و حوصلہ بھی چھوڑ بیٹھے ہیں اور برداشت کا تو پیمانہ ہی لبریز ہو چکا ہے۔ دشمن ہمارے سر پر آ بیٹھا ہے اور ہم تو تو اور میں میں کی بے کار رَٹ لگا رہے ہیں۔ بعض فتنہ پرداز ''دانشور'' علامہ اقبال اور قائداعظم کی تحریروں اور تقریروں کا حلیہ بگاڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے اور اپنے اپنے آقایانِ ولی نعمت کو خوش کرنے میں لگے ہوئے ہیں''۔

''قائداعظم کے فرمودات پیش کرنے کا مقصد یہ ہے نام نہاد دانشوروں کے ڈھول کا پول کھلتا رہے اور عوام کے اس آزمائش اور کٹھن دور میں موقع پرست ''میر جعفروں'' اور ''میر صادقوں'' کی عیاریوں اور مکاریوں سے محفوظ رہیں''۔

''قائداعظم کے سب فرمودات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں مگر حالات حاضرہ کے حوالے سے ۱۲۔ اپریل ۱۹۴۸ء کو قائداعظم کی تقریر فوری توجہ کی مستحق ہے جو پشاور، اسلامیہ کالج کے طلبہ کے سپاس نامے کے جواب میں کی تھی''۔ (۲۰)

طلبہ اسلامیہ کالج پشاور کے سپاسنامہ کے جواب میں

''......قدرتی بات ہے کہ آپ کے اس بیان کا میں خیر مقدم کرتا ہوں کہ آپ صوبائیت میں یقین نہیں رکھتے۔ آپ کو دونوں میں یہ امتیاز کرنا ضرور سیکھنا چاہیے کہ آپ کی محبت اپنے صوبے سے، اور آپ کی محبت اور فرض مجموعی طور پر اپنے ملک سے، ہمارا فرض ملک سے، ہمیں صوبائیت سے ایک منزل آگے لے جاتا ہے۔ یہ وسعتِ نظر اور عظیم حب الوطنی کے احساس کا تقاضا ہے۔ مملکت کی طرف سے ہمارا فرض اکثر ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم مشترکہ مقصد اور مشترکہ بہتری کے لیے اپنے انفرادی یا صوبائی مفادات کو مملکت کے مفاد میں ضم کرنے کے لیے بالکل تیار ہوں۔ مملکت کے لیے ہمارا فرض پہلے آتا ہے۔ اپنے صوبے کے لیے، اپنے ضلع کے لیے، اپنے قصبے کے لیے اور اپنے گاؤں اور اپنے آپ کے لیے بتدریج ہمارا فرض بعد میں آتا ہے۔ یاد رکھیے، ہم ایک مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں، جسے پورے عالم اسلام کی منازل کے

لیے اپنا پورا پورا کردار ادا کرنا ہے۔ اس لیے ہمیں وسیع النظری کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے نقطہ نظر کی جو صوبوں کی حدود، محدود قوم پرستی، اور نسل پرستی سے بلند ہو۔ ہمیں ایسی حب الوطنی کے احساس کی نشو ونما کرنی ہے جو اپنے کیمیائی عمل سے ہمیں ایک متحدہ اور مضبوط قوم (ملت) میں ڈھال دے۔ صرف یہی راستہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنے ہدف کو حاصل کر سکتے ہیں، اپنی جدوجہد کے ہدف کو، اس ہدف کو جس کی خاطر لاکھوں مسلمانوں نے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ اپنی جانیں بھی قربان کر دی ہیں''۔

''آپ نے (سپاس نامے میں) خیبر یونیورسٹی کے مسئلے کا ذکر کیا ہے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ میرے دل کے نزدیک، اس سے زیادہ کوئی چیز میرے حواس ذہنی کے قریب نہیں کہ پشاور جیسے مقام پر علوم وفنون، ثقافت کا ایک عظیم الشان مرکز ہو۔

یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں سے علوم وفنون کی شعاعیں پورے مشرقِ وسطیٰ اور وسطی ایشیا میں پھیل سکیں گی۔ لہٰذا مجھے اس بارے میں آپ کی آرزو سے کامل طور پر ہمدردی ہے۔ اگر آپ اس کے لیے صحیح خطوط پر کام کریں گے تو شاید اپنی یونیورسٹی اپنے تصور سے بھی پہلے حاصل کر سکیں گے''۔

''آخر میں، میں آپ کو بڑے خلوصِ دل سے یہ مشورہ دیتا ہوں کہ سنجیدگی، معقولیت اور فروتنی سے عوام کے بے غرض، سچے سپاہیوں کی طرح اور پاکستان کے ساتھ کامل وفاداری سے سوچیے اور عمل کیجیے''۔

''یاد رکھیے، آپ میں صبر وحوصلہ ہونا چاہیے، روم ایک دن میں نہیں بن گیا تھا۔ چنانچہ وقت کا عنصر لازمی ہوتا ہے۔ آپ اپنی حکومت پر اعتماد کیجیے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اربابِ حکومت مکمل طور پر عوام کی ضروریات سے آگاہ ہیں۔ انھیں پورا پورا موقع اور مہلت دیجیے۔ ہماری کاوشوں کی کامیابی ہمارے اتحاد، نظم وضبط اور یقین پر منحصر ہے، نہ صرف اپنے آپ میں بلکہ اپنے مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجیے کہ جو لوگوں اور قوموں کی منزل مقصود کا تعین کرتے ہیں۔

جس اعزاز سے آپ نے آج مجھے نوازا ہے اس کے لیے ایک بار پھر آپ کا شکر گزار ہوں۔

میری آرزو ہے کہ آپ کو زندگی کی ہر مسّرت اور کامیابی نصیب ہو۔ پاکستان زندہ باد!
(پشاور، ۱۲۔ اپریل ۱۹۴۸ء)''۔ (۲۱)

۲- ''علامہ اقبال اور ہندو'' از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا مضمون ''علامہ اقبال اور ہندو'' نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ علامہ اقبال مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان باہمی رواداری، یگانگت اور خیر سگالی کے جذبات پیدا کرنے اور انھیں بڑھانے کے قائل تھے اور وہ ہمیشہ اس کے لیے کوشاں رہے۔ عوام وخواص، ہندو اکابر و اصاغر، ادیبوں، دانش وروں اور سیاست دانوں میں بھی بڑے پیمانے پر شاعری اور اعتدال پسندانہ خیالات کے ممدوح رہے۔ بے شمار ہندو شعراءِ کرام نے بھی انھیں اسی شاعرانہ طرز پر زبردست پذیرائی دی اور اقبال کی شاعری کو سراہا۔ لیکن بہت سارے ممدوحین کے ساتھ ساتھ ایک ایسا بغض وعناد پسند طبقہ اور بعض صحافی جو اقبال کے خلاف متعصّبانہ رویہ رکھتے تھے ڈھکے چھپے انداز میں اقبال اور اس کی شاعری پر حملہ آور ہوتے تھے۔

جب اقبال نے مسلمانانِ ہند کے لیے الگ وطن کا مطالبہ کیا تو یہ طبقہ اپنے بغض وعناد کو چھپا نہ سکا اور سرِعام آ ہی گیا۔ یہی فرقہ پرستی اور عناد پرستی آج بھی بھارت میں راج کرتی ہے اور موجودہ دور میں بھی یہ مسلمانوں کے خلاف عام ہندوؤں کے جذبات و احساسات کو برانگیختہ کرنے میں بہت حد تک کامیابی سے ہمکنار بھی ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے اشتعال انگیزی کو ہوا ملی ہے۔

''جس زمانے میں شیخ محمد اقبال، گورنمنٹ کالج لاہور میں زیرِ تعلیم تھے۔ لاہور میں متعدد ادبی انجمنیں قائم تھی، جن کے تحت وقتاً فوقتاً مشاعرے منعقد ہوتے تھے۔ اقبال، اس زمانے میں ایک ہونہار شاعر تھے۔ انھیں مشاعرے پڑھنے کا کچھ ایسا شوق تو نہ تھا مگر بعض دوستوں کے اصرار پر، کبھی نہ کبھی ان مشاعروں میں شریک ہوتے شعر پڑھتے اور داد پاتے تھے۔ چونکہ وہ ''اقبال، لکھنؤ سے، نہ دلی سے ہے غرض'' کے قائل تھے

اور ''تلمیذِ داغ دہلوی کے باوجود کسی دبستانی یا لسانی تفریق کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، اس لیے وہ ہر طبقے میں مقبول تھے اور انھیں داد دینے والوں میں ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی سبھی شامل ہوتے۔''(۲۲)

Volume: 50　　July-Sept, 2003　　No. 3

There are two English essays in this magazine.

1. **"Man's situation in the religious consciousness of Islam" by Prof. Abdul Hamid Kamali.**

Man's situation in the religious consciousness of Islam by Prof. Abdul Hamid Kamali.

"God is the light of heaven and earth. He is the one who brings you out of darkness lightly and commands you to cooperate as a blessing society which is not hit by fear and does not get tired of grief people who are tested, and a rule which can not at least afford the rent and eliminates the grief that something ends and does not remain in fear that the clock watch is clock."(۲۳)

جلد:۵۰　　اکتوبر-دسمبر۲۰۰۳ء　　شمارہ:۴

زیرِنظر شمارے کے اُردو حصہ میں تین مضامین شامل ہیں اور انگریزی حصہ میں بھی تین مضامین شامل اشاعت ہیں۔ اُردو حصے میں بھی فرمودات قائداعظم کے بعد دو مضامین شامل ہیں۔

۱- ''نیا عالمی نظام اور اقبال'' از ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا مضمون ''نیا عالمی نظام اور اقبال'' بہت عمدہ مضمون ہے۔

۲- ''ڈاکٹر حمید اللہ ایک عالم باعمل'' از ڈاکٹر عبدالحمید کمالی

پروفیسر عبدالحمید کمالی کا تحریر کردہ مضمون ''ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم ایک عالم باعمل'' ہے جسے پروفیسر عبدالحمید کمالی نے ایک نئے زاویہ سے لکھا اور کچھ نئی معلومات پیش کی ہیں۔

''ایسا شخص جس کو دیکھ کر صحابہ عظامؓ کی یاد تازہ ہو، ابوذر غفاریؓ کی سی زندگی گزاری ہو، پیروی رسول اللہ علیہ وسلم اس کا پیمانہ ہو کہ ہم جس کو پا کر قرون اولیٰ میں پہنچ جائیں، جس کے عمل و کردار سے متاثر ہو کر ہزاروں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوں۔ علم و فضل میں ایسا کہ اگر امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے دور میں ہوتے تو اپنے طالب علموں میں ان کو پا کر فخر محسوس کرتے اور جو اس بیسویں صدی میں امام محمد شیبانی کی جانشینی سے سرفراز ہو اور جس نے اسلامی بین الاقوامی قانون اور اسلامی ریاست کے کردار کو وقت کی بھول بھلیوں سے نکال کر روزِ روشن

کی طرح دنیائے علم کے سامنے لا رکھا ہو اور یہ ثابت کر دیا ہو کہ موجودہ بین الاقوامی قوانین کا سرچشمہ اسلامی بین الاقوامی قانون ہے اور جس کی علمی اور دینی خدمات کے اور بھی بہت سے بصیرت افروز شعبے ہوں۔ یقین نہیں آتا کہ ایسی کوئی عظیم شخصیت ہمارے زمانے میں بھی ہو سکتی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایسے ہی یگانہ روزگار شخص تھے۔ وہ اپنی ذات کے اپنی زیست کے ہر ہر پہلو سے بہت بلند اِنسان تھے اور مجسم استغنٰی تھے۔'' (۲۴)

Volume: 50 Oct. - Dec. 2003 No. 4

There are three English essays in this magazine.

1. "Iqbal's critique of democracy" by Mujibur Rehman.

The writer depicts Islam as a universal religion and the Quran as a Divine guide for humanity. This address is completely about humanity. Islam does not connect to any geographical boundaries.

Allam Iqbal was not only a great philosopher of Islam, but also a great thinker of the centuries with the international approach. So his vision transcended to the level of humanity.

His smart and sensitive mind expressed quick reaction to humanity, justice and equality. His protest was extremely reasonable. His criticism was very philosophical and practical. Allama Iqbal has criticized the concept of modern secular republic in the "Zarb-e-Kaleem" as preached and practiced by the west.

جلد:۵۱ جنوری-مارچ ۲۰۰۴ء شمارہ:۱

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں دو مضامین اُردو کے ہیں اور تین مضامین انگریزی میں ہیں۔

۱۔ ''مکاشفات اقبال (قیام پاکستان اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ)'' از چوہدری مظفر حسین

چوہدری مظفر حسین مرحوم کا مضمون ''مکاشفات اقبال (قیام پاکستان اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ)'' فکر انگیز مضمون ہے۔

علامہ اقبال ایک فلسفی اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک حقیقت پسند زبردست سیاسی مفکر

تھے۔علامہ اقبال نے سیاست میں بھی شمولیت اختیار کی یہ ان کی ہمہ جہت شخصیت کے اضافی پہلو ہیں۔علامہ اقبال بنیادی طور پر روحانی شخصیت تھے۔انھیں اس بات کا پختہ یقین تھا کہ اللہ عزوجل نے انھیں عصرِ حاضر میں ملتِ اسلامیہ، اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ سونپا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی ترقی اورعروج کے لیے خصوصی پیغام لے کر آئے ہیں۔

۲- ''نفاذِ اسلام اور پاکستان کے معاشرتی تضادات'' از کے۔ایم۔اعظم

دوسرے مضمون ''نفاذِ اسلام اور پاکستان کے معاشرتی تضادات'' کے مؤلف کے۔ ایم۔ اعظم کا علم وادب سے گہرا رابطہ ہے۔ان کی جملہ تحریریں ایک اعلیٰ مقصد کے لیے وقف ہیں۔اس مضمون ''نفاذ اسلام اور پاکستان کے معاشرتی تضادات'' بھی اسی مقصد کی صدائے بازگشت ہے۔

Volume: 51 Jan-March, 2004 No. 1

There are three English essays in this magazine.

1. "The Secrets of the Self" by R. A. Nicholson

All essays are very important, but in my view 'The Secrets of the Self' by R. A. Nicholson contains the most accurate review of Iqbal.

جلد:۵۱ اپریل-جون ۲۰۰۴ء شمارہ:۲

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں چار مضامین حصہ اُردو کے ہیں۔تین مضامین حصہ انگریزی میں ہیں۔

۱- ''علامہ اقبال اوراحیائے علوم'' از پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرم

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا پہلا مضمون ''علامہ اقبال اور احیائے علوم'' پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرم نے تحریر کیا ہے۔

یہ مضمون دراصل ''خطبہ'' اقبال میموریل لیکچر ۲۰۰۳ء ہے، جو ۱۲۔جنوری ۲۰۰۴ء کو شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں پیش کیا گیا تھا۔اس خطبہ میں علوم کی مختلف شاخوں کے بارے میں حضرت علامہ اقبال کے خیالات کا بھرپور اظہار ہے۔

۲۔ ''علامہ اقبال کے ایک ترک مداح پروفیسر علی نہاد تارلان اور اُن کی فارسی نظم ''اقبال' از ڈاکٹر خلیل طوق آر

''علامہ اقبال کے ایک ترک مداح پروفیسر علی نہاد تارلان اور اُن کی فارسی نظم ''اقبال'' از ڈاکٹر خلیل طوق آر ادبیات فیکلٹی استنبول یونیورسٹی کی پیش کش ہے جس کا عنوان ہے۔''علامہ محمد اقبال کے ایک ترک مداح پروفیسر ڈاکٹر علی نہاد تارلان کی فارسی نظم ''اقبال'' اور اس کی توضیح و تشریح پر مبنی ہے۔اصل مضمون ترکی زبان میں ہے۔

ڈاکٹر خلیل صاحب نے اس کا ترجمہ سلیس اُردو میں کیا ہے۔ پروفیسر نہاد تارلان (مرحوم) نے ترکی زبان میں علامہ اقبال کے کلام و پیام پر بیش بہا کام کیا ہے اور حکومت پاکستان نے ان کی خدمات کے اعتراف میں انھیں ۱۹۴۱ء میں ستارۂ امتیاز کا اعزاز پیش کیا تھا۔

Volume: 51 April - June, 2004 No. 2

There are three English essays in this magazine.

1. "Economic Philosophy of Allama Iqbal" by Prof. Dr. Khawaja Amjad Saeed.

In this essay, Prof. Dr. Khawaja Amjad depicts the way he has examined Iqbal's economic views regarding the initials efforts of Allama Iqbal and his subsequent appointment and statements.

جلد:۵۱ جولائی۔ستمبر ۲۰۰۴ء شمارہ:۳

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں تین مضامین حصہ اُردو کے ہیں۔ چار مضامین حصہ انگریزی میں ہیں۔

۱۔ ''اقبال کا روحانی انسان'' از مظفر حسین (مرحوم)۔

''اقبال کا روحانی انسان'' مظفر حسین (مرحوم) کا مقالہ ہے جو اُنھوں نے ایک سیمینار بسلسلہ ''اقبال کا تصورانسان'' منعقدہ فروری ۲۰۰۲ء میں پڑھا تھا۔

''بیسویں صدی کے شروع میں کئی مسلمان مفکرین اور اسلامی رہنماؤں نے روحانی انسان کے مروجہ تصور کے خلاف بغاوت کی۔ انھیں مسلمانوں کو فرنگی کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے ایک ایسے روحانی انسان کی تلاش تھی جو استعماری قوتوں سے ٹکرانے کا عزم، حوصلہ اور طاقت رکھتا ہو۔ ان کا مقصد دنیا میں ''نقش حق'' قائم کرنا تھا اور اُن سب مفکرین کے پیش نظر مسلمانوں کا سیاسی غلبہ تھا، جس کے لیے حکومت الٰہیہ اور خلافت کی اصطلاحیں استعمال کی گئیں۔

اس مقصد کے لیے جس نمونے کا روحانی انسان وہ چاہتے تھے، اس میں سیاست کا رنگ بہت گہرا ہے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی نے اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے جس قسم کے روحانی انسان کا تصور دیا، اس کے لیے ''خدائی فوجدار'' کی اصطلاح استعمال کی۔

ایک مثالی اسلامی جماعت کے بارے میں ان کا تصور یہ تھا کہ یہ مذہبی واعظین اور مبشرین کی جماعت نہیں، خدائی فوجداروں کی جماعت ہے''اور'' اس پارٹی کے لیے حکومت کے اقتدار پر قبضہ کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ''کیوں کہ صالح تمدن اس وقت تک کسی طرح قائم نہیں ہوسکتا جب تک حکومت مفسدین سے مسلوب ہوکر مصلحین کے ہاتھ نہ آجائے''۔ (۲۵)

۲- ''اکبر اور اقبال'' از پروفیسر خواجہ محمد ذکریا

''اکبر اور اقبال'' پروفیسر خواجہ محمد ذکریا کا فکر انگیز مضمون ہے۔

گزشتہ صدی میں کچھ عرصے کے لیے ترقی پسند تحریک بڑے زور وشور سے اُٹھی تھی اور اس کا ہدف اکبر بھی بنے اور اقبال بھی اس کے نشانے پر رہے۔ اور پھر ادب کی یہ نام نہاد سیاسی نعرہ بازی کی تحریک بھی پادر ہوا ہوکر بکھر گئی اور ادب وزیست کی نمائندگی کرنے والے حقیقی قافلوں کی ''بانگِ درا'' کی صدا گونجتی رہی اور اکبر واقبال کی صدائے پردرد کا سلسلہ جاری وساری رہا۔

پروفیسر خواجہ محمد ذکریا کا یہ مضمون نئی صدی میں بھی شب تاریک کے گم کردہ راہ قافلوں کو جگاتا اور منزل مراد کی طرف آمادہ سفر کرتا رہے گا۔

Volume: 51 July - Sep, 2004 No. 3

There are four english essays in this magzine.

1. **"Iqbal's concept of spiritual democracy" by Dr. Shagufta Begum.**

According to Dr.Allama Muhammad Iqbal, the spiritual democracy is the ultimate goal of Islam. In such kind of democracy, he saw a beam for the whole humanity. The fact is that the 19th century has created a lot of things for humanity, it has also created aggressive nationalism.

The humanity was divided into the race, language and geographical boundaries. On the other hand, the spiritual values are the real binding force for the unity among the people when we analyze this phenomenon in the true spirit of Islam. Islam is a social system for the world society. This is the religion that opposes racial differences and wants special elements provoked that are common among men and society. Allama Iqbal wants to see all humanity in peace and love developing its ego to get the goal.

جلد:۵۱ اکتوبر-دسمبر۲۰۰۴ء شمارہ:۴

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں پانچ مضامین اُردو میں ہیں اور دو مضامین انگریزی میں ہیں۔

۱- ''اقبال ایک تحریک'' از پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام۔

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام کا بعنوان ''اقبال ایک تحریک'' شمارہ کا افتتاحی مضمون ہے۔ یہ اس اَمر کا اظہار ہے کہ ہم علامہ اقبال کا مطالعہ اس جہت سے کیوں کرتے ہیں؟ شاعر کی حیثیت سے مفکر کی حیثیت سے یا ایک ''پیام بر کی حیثیت سے! مفکر ملت دانائے راز علامہ محمد اقبال'' کا کلام انسانی تاریخ کا آئینہ دار ہے۔ ان کی تصانیف نوع انسانی کے فکر و عمل کا صحیح تجزیہ ہے۔ ان کی بصیرت اتنی عمیق اور مستحکم ہے کہ انھوں نے مستقبل کے بارے میں جو کچھ کہا وہ بہت جلد اہل نظر کے سامنے مجسم ہو گیا۔

اقبال لاریب، ایک عظیم اور فقید المثال شاعر ہیں مگر وہ خود کبھی بھی اپنے آپ کو شاعر کہلوانا پسند نہیں کرتے تھے۔ علامہ محمد اقبال مغرب اور مشرق کے فلسفیانہ افکار سے بھی مستفید ہوئے مگر اس سے مطمئن نہ ہوئے اور آخر وہ اپنے اسی مرکزِ سعادت و ہدایت سے رجوع کرتے ہیں۔ علامہ اقبال کا کلام و پیام قرآن پاک کے سرچشمہ رحمانی سے فیض ہو کر اُمتِ مسلمہ کے لیے ہی نہیں بلکہ

عالم انسانی کے لیے بھی سراپا رحمت بن گیا۔ یہی ان کی تحریک ہے اور یہی علامہ اقبال کا پیغام ہے۔

۲۔　''اُصولِ حرکت اور اقبال کا تصورِ اجتہاد'' از ڈاکٹر شگفتہ بیگم

ڈاکٹر شگفتہ بیگم کا مضمون ''اُصولِ حرکت اور اقبال کا تصورِ اجتہاد'' اہم ترین ہے۔ ڈاکٹر شگفتہ بیگم نے علامہ اقبال کی فکر کے ایک مرکزی موضوع اجتہاد کے جملہ پہلوؤں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے تفصیل سے قلم بند کیا ہے۔ جدید دور کے سیاسی، اجتماعی اور معاشرتی مسائل کے بارے میں علامہ اقبال میں عمیق دلچسپی کا عنصر موجود تھا۔

چھٹے خطبے کے آغاز میں اقبال لکھتے ہیں:

> ''تہذیب و ثقافت کی نظر سے دیکھا جائے تو بحیثیتِ ایک تحریک، اسلام نے دنیائے قدیم کا یہ نظریہ تسلیم نہیں کیا کہ کائنات ایک ساکن و جامد وجود ہے۔ برعکس اس کے وہ اسے متحرک قرار دیتا ہے''۔(۲۶)

۳۔　''نیا عالمی نظام'' اور دنیائے اسلام از جنرل (ریٹائرڈ) مرزا اسلم بیگ

جنرل (ریٹائرڈ) مرزا اسلم بیگ کا مضمون ''نیا عالمی نظام'' اور دنیائے اسلام پر فکر انگیز تحریر ہے۔ یہ تحریر عسکری مہارت رکھنے والے دانشور کی ہے جو سیاسی صورتِ حال اور عسکری حالات سے بخوبی آگاہ ہے اور اُن کی یہ تحریر عصری حالات کا حقیقت افروز جائزہ ہے۔

Volume: 51　　Oct. - Dec., 2004　　No. 4

There are two essays in this magazine.

1. "Iqbal as a Reformer by Professor Zia-ud-Din Ahmed.

He spells out that Allama Iqbal is one of the world's most exquisite and outstanding reformer. Allama Iqbal is also metaphysical founder of Pakistan.

جلد:۵۲　　جنوری-مارچ ۲۰۰۴ء　　شمارہ:۱

اس شمارے میں تین مضامین اُردو کے اور تین مضامین انگریزی میں ہیں۔

۱۔ ''خواتین کی تعلیم و تربیت کی اہمیت اور مطلوبہ لائحہ عمل'' از پروفیسر بیگم ثریا علوی

پروفیسر بیگم ثریا علوی کا تحریر کردہ مضمون بعنوان ''خواتین کی تعلیم و تربیت کی اہمیت اور مطلوبہ لائحہ عمل'' ہے۔ علامہ محمد اقبال نے اپنے کلام میں خواتین کی تعلیم پر خاص تاکید کی ہے۔

''اُمتِ مسلمہ کی تاریخ میں خواتین کے عظیم و مثالی کردار کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے اور اپنے آخری مجموعہ کلام ''ارمغانِ حجاز'' میں ''دختران ملت'' سے خطاب کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں اسلام کی تاریخ کے ایک عظیم الشان واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے واقعہ کی مرقع کشی مولانا شبلی نعمانی نے ''الفاروق'' میں جس موثر اور دلآویز پیرائے میں قلم بند کی ہے۔ علامہ اقبال نے اسے عمرؓ بن الخطاب کی بہن کے ''سوز قرأت'' کے حوالے سے شعر میں سمو دیا ہے۔ ایک صاحب ایمان خاتون کا کردار کتنے شاہکار تاریخی انقلاب کا باعث بن جاتا ہے''۔(۲۷)

انسانی معاشرہ کی تعمیر و ترقی کے لیے علم و آگہی، تعلیم و تربیت اور شعور مرکزی محور ہیں۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ خواتین ہمارے معاشرے کے آدھے حصہ کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اسلام نے تعلیم و تربیت کو ابتدا ہی سے بنیادی اہمیت دی ہے۔ قبل از اسلام معاشرے میں خواتین ہر قسم کے حق سے محروم تھیں۔ پڑھنے لکھنے کا حق تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایسی خواتین جو علم دین رکھتی ہوں وہ اپنی زیست میں آنے والے مسائل کو خوش اُسلوبی سے نمٹا لیتی ہے۔ یہ دین کا علم اس کو شائستہ اور مہذب بناتا ہے۔ وہ اپنے بیٹے، بیٹی کی بھی اچھی تربیت کر کے صالح معاشرہ تعمیر کرنے کا باعث ثابت ہوتی ہے۔ پروفیسر بیگم ثریا علوی کا یہ مضمون بالخصوص عالم اسلام کی ہر خاتون اور مرد کو پڑھ کر اپنے عمل و کردار کی جانچ پڑتال کرنی چاہیے۔

Volume: 52 Jan. - March 2005 No. 1

There are three essays in this magazine.

1. **"Mawlana (Rumi) and his thoughts about women" by Gulnihal Kilken.**

"Mawlana (Rumi) and his thoughts about women" written by Gulnihal Kilken.

The writer depicts that Mawlana Rumi as the Muslim philosopher

accords a high value to love. According to him, the means which can lead man, who has been separated from God, to God again to divine love. Human is acquainted with fire of this separation.Professor Gul in the English part mentioned the creation of the light of the ideas of Maulana Romi in humanity to raise the position of women that the creator of the universe allocated for them.

جلد:۵۲ اپریل-جون۲۰۰۴ء شمارہ:۲

اس شمارے میں چار مضامین اُردو کے اور تین مضامین انگریزی میں ہیں۔

۱- محمد علی صدیقی کی ''تلاشِ اقبال کا ایک جائزہ'' ازعبدالحمید کمالی

زیرِ مطالعہ تبصرہ محمد علی صدیقی کی تصنیف ''تلاشِ اقبال'' پر عبدالحمید کمالی نے تحریر کیا ہے۔ محمد علی صدیقی ایک مایۂ ناز دانشور ہیں جو تنقید نگاری میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اقبال سے اختلاف اتفاق کیا جا سکتا ہے۔ یہ اختلاف اقبال اور اقبالیات کے لیے اہم ہیں۔ فکرِ اقبال نے کئی مد و جزر دیکھے۔ مگر انسان کو اعلیٰ مقام تک رسائی دلانے والا اقبال ہمیں ۱۸۹۹ء میں اپنی لکھی گئی نظم ''نالۂ یتیم'' سے لے کر ''ارمغانِ حجاز'' میں موجود نظموں تک ہر جگہ انسان دوستی کی بات کرتا نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر مذاہب سے کئی ہم عصر عظیم لوگوں مثلاً گاندھی، نہرو، ٹیگور اور سروجنی نائیڈو علاوہ دانش وروں مثلاً نکلسن، آربیری، سر فرانس نے ان کی انسان دوستی اور ترقی پسندی کو نہ صرف پسند کیا بلکہ رشک کی نگاہ سے بھی دیکھا ہے۔

محمد علی صدیقی اپنی ڈگر پر چلنے والے نقاد ہیں۔ ہر طرح کے ماحول میں خود کو ڈھال لیتے ہیں۔ مگر اپنی انفرادیت کو بھی برقرار رکھتے ہیں۔ یہی ان کا وصف بھی ہے اور کمزوری بھی۔ زیرِ تبصرہ کتاب ''تلاشِ اقبال'' میں انھوں نے بڑی جانفشانی اور محنت سے کام کیا ہے اور جہاں خود تشنگی محسوس کی ہے اسے دوسرے قارئین کے لیے سہل کرنے کی بھرپور سعی کی اور کامیاب رہے۔ تاریخ پاکستان کو نہایت مختصر اور جامع انداز میں پیش کیا ہے۔ تاریخی واقعات وحقائق کا تجزیہ اپنے طور پر بہتر انداز میں کیا ہے لیکن ہر شخص مختلف رائے رکھتا ہے۔ اس لیے سب کا اس سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

بحیثیتِ مجموعی تلاشِ اقبال نہایت قیمتی معلومات اور فکر انگیز مواد پر مبنی ہے جو فکر و تفکر کی

دعوت دیتی ہے۔ راہیں ہموار کرتی ہے اور آگے بڑھنے کا زینہ و ذریعہ ہے۔

جلد:۵۲　　　جولائی-ستمبر ۲۰۰۵ء　　　شمارہ:۳

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے اُردو حصے میں چار مقالات شامل ہیں اور دو مقالات حصہ انگریزی میں شامل ہیں۔

۱- ''اقبال زروان اور زروانیت'' از ڈاکٹر محمد اسلم انصاری

ڈاکٹر محمد اسلم انصاری کا مضمون ''اقبال زروان اور زروانیت'' ان کی محنت شاقہ کا پھل ہے۔ بلکہ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ بصیرت کا حاصل ہے۔ علامہ محمد اقبال کی خاص تخلیق ''جاوید نامہ'' ہے جس کا خیال ان کے دل و دماغ میں کئی سالوں پہلے انگڑائی لے چکا تھا۔ علامہ محمد اقبال جب ملٹن کی ''پیراڈائز لاسٹ'' کے جواب میں گم تھے تین برس بعد اس روحانی اور مقدس سفر کی تخلیق ''جاوید نامہ'' کی صورت میں ہوئی جس میں علامہ اقبال نے اپنے پیر روحانی مولانا روم کے ہمراہ افلاق کا یہ سفر طے کیا۔ آغازِ سفر کی تمہید میں کردار ''زروان'' منظر پر رونما ہوتا ہے۔ علامہ محمد اقبال نے اس کردار ''زروان'' کے حقیقی خدوخال کو مذہبی و تاریخی حوالہ جات کی مدد سے منظوم شکل میں پیش کیا اور ڈاکٹر اسلم انصاری نے بڑی جانفشانی سے ان تاریخی روایات کو اپنے اس وقیع مضمون میں بیان کیا ہے۔

Volume: 52　　　July - Sep, 2005　　　No. 3

There are two essays in this magazine.

1. "Iqbal studies and Prof. Zia-ud-Din Ahmad" by Dr. M. Basharat Ali.

Dr. M. Basharat Ali relates that Iqbal is pleased to introduce work by professor Zia-ud-Din Ahmad.

In his view, he is also instructed to instruct him through the eternal meaning of the teaching of the teacher.

In his point of view prof. Zia-ud-Din has attempted to analyze some of the basic concepts of Iqbal. Iqbal is not in favour of philosophication but

rather he has advocated that philosophy is to be systematized, maintaining the requirements of life and the values and meanings of life.

جلد:۵۲ اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۵ء شمارہ:۴

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں پانچ مضامین اردو حصہ میں ہیں اور دو مضامین انگریزی حصہ میں ہیں۔

۱۔ ''مسلمانوں کی آزمائش'' بیان: علامہ اقبال، قلم بند: محی الدین فوق

اس شمارے میں ''اقبال'' کے حصہ اُردو میں علامہ اقبال کی ایک مختصر تحریر بعنوان ''مسلمانوں کی آزمائش'' پیش کی گئی ہے جو ارکان اسلام کے بنیادی فرائض کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ یہ تحریر بصورت ''انٹرویو'' ۱۹۱۳ء میں صحافی محمد دین فوق کو دیا گیا تھا۔ اس تحریر کو مضمون ''اسلام'' کی تمہید بھی کہا جا سکتا ہے۔

۲۔ ''اقبال کا تصورِ شاعری کا ارتقا اور حرف شیریں'' از ڈاکٹر محمد اسلم انصاری

ڈاکٹر محمد اسلم انصاری کا مضمون ''اقبال کا تصورِ شاعری کا ارتقا اور حرفِ شیریں'' کی بحث'' بہت دلچسپ ہے اور بصیرت افروز ہے۔ یہ مضمون آبگینہ ہے جو ڈاکٹر محمد اسلم انصاری کی قابلیت وفہم و ادراک نے تخلیق کیا ہے۔ اس مضمون کی ابتدا مدیر کے نام ایک مکتوب کی صورت میں ہوتی ہے اور علامہ اقبال کے ''بالِ جبریل'' کے ایک شعر بسلسلہ ''حرف شیریں'' پر ایک فیصلہ کن بحث کی گئی ہے۔

محمدؐ بھی ترا، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟

علامہ اقبال کے مندرجہ بالا شعر کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے یہ اَمر ضروری ہے کہ علامہ اقبال کے تصور شاعری کے ارتقا پر طائرانہ نظر ڈالی جائے۔ علامہ اقبال کی اُردو شاعری میں صیغہ ''واحد متکلم'' کی یہ بحث پرمغز ہے اور شعر اقبال کو سمجھنے کے لیے ایک کسوٹی ہے۔ پہلے اور دوسرے دور کی اُردو نظموں میں بعض کردار ایسے بھی شامل ہیں جنھیں اقبال نے اپنا ترجمان بنالیا ہے۔

۳۔ ''قائداعظم ادیب اور عالم اسلامی'' از ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا مضمون ''قائد اعظم ادیب اور عالم اسلامی'' یہ قابل توجہ مضامین جو خطاب کی صورت میں ہیں یہ علامہ اقبال کی یوم پیدائش (نومبر ۲۰۰۵ء) اور قائد اعظم محمد علی جناح کی یوم پیدائش کے حوالے سے ہیں۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ''اقبال'' کی دو سابق تحریریں ہیں جو موجودہ شمارے اور وقت کے تقاضے کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں۔

Volume: 52 Oct. - Dec. 2005 No. 4

There are two essays in this (English section) magazine.

1. "Significance of Iqbal's Allahbad Address" by Professor Zia-ud-Din Ahmad.

There is no denying the fact that Iqbal shone as a star of first magnitude in the Galaxy of poets, philosophers, jurists, scholars, social and political thinkers and reformers.

(ALLAHBAD ADDRESS)

"It is an open secret that new attempts were made during the first round table conference at London in 1930 by Sir Chaimanlal Setalrad, Sir Tej Bahadu Sapru, Rtd. honourable Siri Navasa Shastri, The nawab of Bopal, Agha Khan III, Molana Muhammad Ali and Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah to tackle the Hindu - Muslim problem and find the solution if the Hindu leaders agreed to give the Muslims the following guarantees.

i) Constitution should be federal;

ii) The Muslim majorities in the Punjab & Bengal would not be turned into minorities in the legislators;

iii) Sindh should be separated from Bombai presidency & constituted into separate province.

iv) Full scale reforms should be introduced in the North West Frontier Province & Balochistan on the same footing as in any other province in India.

v) In the central legislator, Muslim representation should not be less than one third;

vi) If these proposals are agreed to, Muslims would be prepared to accept a joint electorate in all provinces."(۲۸)

In the same way, the Hindu minorities in Sindh, Balochistan and North West Frontier Province will be provided with the same concessions as

Hindu majorities in other provinces were prepared to make to the Muslim minorities.

جلد:۵۳ جنوری-مارچ ۲۰۰۶ء شمارہ:۱

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں حصہ اُردو میں چھ مضامین ہیں اور حصہ انگریزی میں ایک مضمون ہے۔

۱- ''ساقی نامہ'' از ڈاکٹر عبدالغنی

پہلا ابتدائی مضمون حضرت علامہ محمد اقبال کی تصنیف ''بالِ جبریل'' میں موجود نظم ''ساقی نامہ'' کو فارسی زبان میں پیش کیا گیا ہے اور خاص بات کہ فارسی ترجمہ منظوم ہے جسے پروفیسر ڈاکٹر عبدالغنی نے بڑی خوبصورتی سے شعری انداز میں تحریر کیا ہے۔ اُردو مثنوی کا یہ فارسی جامہ بھی قارئین اقبال کے لیے باعث دلچسپی اور کشش ہے۔ بنیادی طور پر ڈاکٹر عبدالغنی انگریزی کے پروفیسر ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ عربی اور فارسی کے ماہر اور عالم اور اُردو زبان کے بھی خدمت گزار ہیں اور اُن چاروں زبانوں میں ماشاء اللہ خوب لکھتے ہیں۔ ان کے اس جذبے اور ہمت کی حوصلہ افزائی کے لیے دلی اور پرخلوص دعائیں۔

۲- ''اقبال کا نظریہ علم'' از ڈاکٹر شگفتہ بیگم۔

زیرنظر شمارہ کا دوسرا مضمون ''اقبال کا نظریہ علم'' ہے جو کہ اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر شگفتہ بیگم (شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی) کے زور قلم اور اُن کے فہم و ادراک کا نچوڑ ہے۔ ایک طرف انسانی ذہن و تفکر جو علم کی حقیقت و ہیئت سے روشناسی حاصل کرنے کے لیے غور وفکر کرتا ہے ا ور دوسری جانب کتاب اللہ ہدایت و رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔

علامہ اقبال نے یوں تو کے فکر و تدبیر کے مدارج بھی طے کیے ہیں مگر انھوں نے حقیقی رہنمائی قرآن مجید ہی سے حاصل کی اور اس حقیقت کا تذکرہ اپنی تحریروں میں بارہا کیا ہے۔

محترمہ ڈاکٹر شگفتہ بیگم فلسفہ کی مدرس ہیں اور اس مضمون میں خاصی مہارت اور عبور رکھتی ہیں۔ فلسفہ کے ماخذ سے اچھی واقفیت رکھتی ہیں۔ علامہ اقبال کے نقطہ نظر کے حوالے سے

انھوں نے نظریہ علم کے مختلف حصوں اور شعبوں پر اپنی رائے دی ہے اور اپنے مقالے میں متعلقہ مضمون کے تمام جملہ پہلوؤں کا بڑی عمیق نظری سے جائزہ لیا ہے اور تجزیہ کیا ہے۔

جلد:۵۳ اپریل-جون ۲۰۰۶ء شمارہ:۲

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا یہ شمارہ اس لحاظ سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ حصہ اُردو میں ۸ مضامین ہیں اور حصہ انگریزی میں ایک مضمون سہ ماہی مجلّہ ''اقبال کی زینت بنا۔ یہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' مولانا ظفر علی خان کی پچاسویں برسی پر اور امان اللہ خاں مرحوم کی ۶۵ برسی پر اور علامہ محمد اقبال مرحوم کی ۶۸ ویں برسی کے موقع پر طباعت کے مراحل سے گزرا۔ مذکورہ شخصیات کے بارے میں خصوصی مضامین بھی شامل اشاعت ہوئے ہیں۔

۱- ''ساقی نامہ'' از ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ

ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ نے اقبال کی مایہ ناز اُردو مثنوی ''ساقی نامہ'' کا فارسی ترجمہ پیش کیا ہے۔ ان کے الفاظ سے روشنی کی کرنیں پھوٹتی ہیں جو گرد و پیش کو اپنے احاطہ میں لے کر ہر سو اُجالا کر دیتی ہیں۔

۲- ''فکرِ اقبال کا اخلاقی وتربیتی پہلو'' از ڈاکٹر سید معین نظامی

ڈاکٹر سید معین نظامی کا مضمون ''فکرِ اقبال کا اخلاقی وتربیتی پہلو'' علامہ محمد اقبال کے بنیادی افکار اور پیغام کے حوالے سے ہے اس مضمون کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے اور ہمارے نزدیک یہی مسلک بزمِ اقبال کے لیے احسن ترین خدمت ہے۔ علامہ اقبال نے نہایت سوچ سمجھ کر کائنات کی ازلی و ابدی سچائیوں کی سربلندی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا۔ وہ انسانی عزت ومنزلت کے پرعزم علم بردار تھے اور انسانیت کا درد رکھنے والے ہر مفکر اور مصلح کی طرح ان اقدار کا ہمہ گیر فروغ چاہتے تھے۔ علامہ اقبال اپنی کتب کی روشنی میں قرآن وسنت کے بہترین شارح کے طور پر منظر عام پر آئے۔ آپ عصری مسائل کا حکیمانہ ادراک بھی رکھتے تھے اور یہ تمام رنگ منظوم تخلیقات اور نثری تخلیقات میں جھلک دکھائی دیتے ہیں اور بے پناہ قوت تاثیر رکھتے ہیں۔

۳۔ نظم 'خضر راہ......امیجری کے آئینے میں'' از محمد نعیم بزمی

محمد نعیم بزمی نظم 'خضر راہ ...... امیجری کے آئینے میں'' پیش کرتے ہیں۔ یہ طویل اور بسیط مقالہ بڑی عرق ریزی سے لکھا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال کی طویل نظموں میں حیران کن حد تک ربط کامل پایا جاتا ہے۔ مصنف نے اقبال کی اس طویل نظم کے فنی پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے۔

**Volume: 53		April - June, 2006		No. 2**

1. "Iqbal's Message of Hope to the New World" by Dr. Ghulam Hussain Zulfiqar.

"Iqbal's Message of Hope to the New World" written by Dr. Ghulam Hussain Zulfiqar.

The writer depicts that the world today is passing through the last decade of twentieth century. Iqbal was a poet philosopher of this century who gave a living message to mankind dwelling in the east or the west.This is a message of hope and regeneration. The coming new century is very much in need of this message because the present conflicting and highly explosive century is leaving behind both hope and despair.

**جلد:۵۳		جولائی۔ستمبر ۲۰۰۶ء		شمارہ:۳**

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے حصہ اُردو میں پانچ مضامین ہیں اور حصہ انگریزی میں دو مضامین ہیں۔

۱۔ ''زوالِ امت کا عصری منظر نامہ اور اقبال کا تصور بقا و ارتقا'' از پروفیسر محمد عارف خان

پروفیسر محمد عارف خان کا مضمون ''زوالِ امت کا عصری منظر نامہ اور اقبال کا تصور بقا و ارتقا'' خاص اہمیت کا حامل ہے۔ متذکرہ بالا احوال کی روشنی میں فکر انگیز ہے۔ باقی رہنے اور آگے بڑھنے کے عمل میں علامہ محمد اقبال کے فکری پیام کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ علامہ محمد اقبال کا اپنا تعلق بھی جدید پڑھے لکھے طبقے سے تھا۔ اقبال کی اپنی مرضی کے مطابق مسلم و مغربی دنیا میں فلسفیانہ افکار کی سطح پر مسلمانوں نے جو قدم آگے بڑھائے ہیں وہ جدید علم و ادب سے آشنا مسلمانوں کا مرہونِ منت ہے۔

۲۔ ''پیامِ مشرق'' کا مقدمہ از رابعہ سرفراز۔

رابعہ سرفراز کا مضمون ''پیامِ مشرق'' کا مقدمہ بہت سی خوبیوں سے مالا مال ہے۔ اقبال کا فارسی مجموعہ ''پیامِ مشرق''، ''اسرار ورموز'' کے درجہ بہ درجہ تخلیقی مراحل سے گزرا تھا اور جنگ عظیم اوّل کے تاریخی موڑ پر قارئین کے ہاتھوں پہنچا۔ علامہ اقبال نے اس کتاب کے مقدمے میں دریا کو کوزے میں بند کر دیا اور چیدہ چیدہ اہم نکات کو قلم بند کیا۔ محترمہ رابعہ سرفراز نے مقدمہ کی تفہیم ووضاحت میں مضمون تحریر کیا ہے جو کہ اس مقدمے کو بڑی سلاست اور وضاحت کے ساتھ ان اہم نکات کی تشریح کرتا ہے۔ بیان کردہ مقدمہ دو اجزا میں منقسم ہے۔ ایک جز میں جرمنی علم وادب پر عجمی تہذیب کے نقوش زیر بحث لائے گئے ہیں اور اس کے دوسرے حصے میں ''پیامِ مشرق'' کے ضمن میں بہت مختصر مگر جامع اور مشرقی اقوام کے سلسلے میں نہایت اہم خیالات وجذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ الغرض ''پیامِ مشرق'' کا یہ مقدمہ اپنے مفاہیم ومطالب کے حوالے سے اور جملہ اثرات کے حوالے سے بہت ہی اہم مقام رکھتا ہے۔ جس کے ذریعے سے ''پیامِ مشرق'' کی تخلیق کے تمام ترجیحات اور پس منظر کی مکمل عکاسی جھلکتی ہے اور حقیقی صورتِ حال کا تانا بانا نظر آتا ہے۔

۳۔ ''آرنلڈ ٹائن بی کا فلسفہ تاریخ'' از پروفیسر عبدالحمید کمالی

پروفیسر عبدالحمید کمالی کا مضمون ''آرنلڈ ٹائن بی کا فلسفہ تاریخ'' یہ مضامین مغربی مفکرین کی سوچ کے آئینہ دار ہیں۔

Volume: 53 July - Sep., 2006 No. 3

There are two English essays in this magazine.

1. "The Mysteries of Selflessness(Critical and Evaluation Study by Dr. Abdul Ghani.

"The mysteries of selflessness (critical and evaluation study)" written by Dr. Abdul Ghani. It is a poetic translation. A. J. Arberry has adopted the blank verse in it,using iambic pentameter as his rhythmic pattern. Keeping in view the convention of the blank verse, his verse is unrhymed

and run-on lines have been used through the book. Verse paragraphs have been formed in accordance with Iqbal' text.

جلد:۵۳ اکتوبر-دسمبر۲۰۰۶ء شمارہ:۴

اس شمارے میں حرف آغاز کے بعد پانچ مقالات حصہ اُردو میں پیش کیے گئے ہیں اور ایک مضمون حصہ انگریزی میں شامل ہے۔

۱- ''اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ'' از پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

''پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے ''اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ'' (ڈاکٹر سید عبداللہ کی علمی و ادبی خدمات کا ایک درخشاں باب) کے عنوان سے ایک مضمون سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں تحریر کیا۔ یہ مضمون جس علمی و ادبی شخصیت کے بارے صفحہ قرطاس پر قلم بند کیا گیا وہ ۱۴۔ اگست ۱۹۸۶ء کو اس جان فانی سے کوچ کر گئے تھے۔

ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم نے ۱۹۰۶ء میں شمال مغربی سرحد کے ضلع ہزارہ کے موضع منگلور، مانسہرہ میں جنم لیا اور اپنی زیست کا بڑا حصہ یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور میں گزارا وراسی مقام پر ۱۴۔ اگست ۱۹۸۶ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔یعنی ڈاکٹر سید عبداللہ کی پیدائش کو ۲۰۰۶ء میں ایک صدی گزر گئی۔ اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے منصوبے کی ابتدا و ارتقا و اختتام پذیر ہونے کی داستان کے ساتھ ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم کی ذات کا بہت گہرا رشتہ ہے، اور اگر پاکستان کے اس کامیاب علمی منصوبے کا روح رواں ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم کو قرار دیا جائے تو اس میں رتی برابر مبالغہ نہ ہوگا۔

اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ ایک بہت بڑا علمی و تحقیقی منصوبہ تھا۔اس لحاظ سے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' نے ڈاکٹر سید عبداللہ کی علمی و ادبی خدمات کے درخشاں باب کے حوالے سے ان کی ادبی و علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور سراہا۔

علامہ محمد اقبال کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم کی ادبی، علمی و تحقیقی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔علامہ اقبال پر ان کا پہلا قابلِ ذکر مضمون ''اقبال اور سیاسیات عالیہ'' کے عنوان سے ۱۹۳۲ء میں ماہنامہ ''نیرنگ خیال'' کے ''اقبال نمبر'' میں سید زبیر

ایم اے ہزاروی کے قلمی نام سے اشاعت ہوا تھا۔ علامہ اقبال نے اپنی زیست ہی میں یہ مضمون پڑھا اور فرمایا تھا: ''آپ نے مجھے سمجھنے اور سمجھانے کی اچھی کوشش کی ہے۔'' (۲۹)

۲۔ ''اقبال کی انقلابی اور مزاحمتی شاعری'' از ڈاکٹر محمد آصف قادری

ڈاکٹر محمد آصف قادری کا تحریر کردہ مضمون بعنوان ''اقبال کی انقلابی اور مزاحمتی شاعری'' ایک فکر انگیز اور معلوماتی مضمون ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں اکثر ترقی پسند شعرا اور ادبا صدائے انقلاب بلند کرتے نظر آتے ہیں جو کہ روس کے اشتراکی انقلاب کی مرہونِ منت تھا لیکن اقبال کی مزاحمتی اور انقلابی شاعری کا تصور و ادراک اس سے مکمل طور پر جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔

کلام اقبال میں صرف بلند بانگ نعرہ نہیں بلکہ سیاسی فکر وعمل کے حوالے سے بھی مسلسل پیغام ہے جو سامراجی زنجیروں میں جکڑی اور دم توڑتی انسانیت کے لیے ہر مقام اور زمان میں اُمید کا سامان ہے۔ حیات انسانی کا لازوال منشور اور زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی کا سامان اپنے اندر سموئے ہوئے خطبہ حجۃ الوداع جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقامِ عرفات پر لاکھوں لوگوں کے مجمع میں پیش کیا تھا۔ اس پیغام کی روح پیام/کلام اقبال میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

Volume: 53 October - December, 2006 No. 4

1. "The Quaid's Vision of Pakistan" by Dr. Muhammad Asif Awan.

He describes that the Muslims of India, under the leadership of the Quaid-i-Azam, made strenuous efforts to turn the dream of a poet into reality. The great Quaid with his inexhaustible nature of working headed the movement of Pakistan with courage and foresight.

جلد: ۵۴ جنوری-مارچ ۲۰۰۷ء شمارہ: ۱

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں آٹھ مضامین اُردو میں اور ایک مضمون انگریزی میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ مضامین اہمیت کے لحاظ سے قارئین کے لیے جاذب توجہ ہوں گے۔ یہ سب مضامین مطالعہ اقبال کے مختلف پہلوؤں پر اُردو میں ہیں۔

۱- ''کلام اقبال میں فکری وفنی ہم آہنگی'' از رابعہ سرفراز

رابعہ سرفراز کا مضمون ''کلام اقبال میں فکری وفنی ہم آہنگی'' محنت شاقہ سے لکھا گیا ہے۔ علامہ اقبال کے کلام کی فنی مہارت اور فکری پختگی ایک درجہ کے دو پہلو ہیں۔ علامہ محمد اقبال کے تجربات و مشاہدات واخلاقیات کی شدت سے مطابقت رکھتے ہیں اور تخلیقی اتحاد کی شکل میں بیان کرتے ہیں۔ اقبال کے فنی محاسن میں تعقل وتفکر کی گہرائی بھی ہے اور جذبات کا سوز وگداز بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ اقبال اخلاقیات، فلسفہ اور مذہب کے ذریعے اپنی فنی صلاحیتوں کا لوہا منواتے ہیں۔ علامہ اقبال ایک حقیقت پسند شاعر تھے۔

ڈاکٹر عبدالغنی رقمطراز ہیں:

> ''اقبال کے ذہن یا فن میں اگر ذرا بھی سقم یا نقص یا ضعف ہوتا تو ولیم بٹلر ئیٹس کی طرح رومان وتصوف میں گم ہو جاتے یا ٹی ایس ایلیٹ کی طرح تمدن کے جلتے ہوئے خرابے میں خود بھی جل کر راکھ ہو جاتے اور دوسرے درجے کی اُلجھی اُلجھی بجھی بجھی شاعری سے زیادہ کوئی چیز آج کی انسانیت کو دے نہیں پاتے لیکن اقبال کا ذہن نہایت ہی استوار اور فن نہایت مستحکم تھا، چنانچہ انھوں نے جدید تہذیب و تمدن کے آتش کدے میں قدم رکھ کر اس کے سرکش شعلوں ہی کو گلزار بنا دیا۔''(۳۰)

اقبال کا فن ایک عظیم سوچ کا آئینہ ہے اور فنی محاسن کے اس آئینے میں فکر کا سایہ بھر پور انداز میں جلوہ گر ہے۔ کلام اقبال میں یعنی ''بالِ جبریل'' اور ''ارمغانِ حجاز'' کی بے شمار مسلسل غزلوں میں غیر معمولی تغزل کا منہ بولتا عنصر موجود ہے۔

جابر علی سید بیان کرتے ہیں:

> ''اقبال کے تغزل کا عمومی معیار اور شناخت لطافت بیان، ایجاز، عمومیت اور نغمہ آفرینی ہے۔ ترنم ان کی غزل کا بنیادی جوہر ہے۔''(۳۱)

اقبال ایک فطین فن کار تھے جنھوں نے اپنی شاعری میں تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کا ہنر آزمایا اور کامیابی کی طرف گامزن رہے۔ کلامِ اقبال کا لاثانی ولافانی جوہر حقیقتوں اور مظاہر کی اصلیت اور ماہیت کا پتہ دیتا ہے اور اُن تک رسائی کے لیے علل وسبب کا باعث ہے۔ کلام

اقبال فکری اور فنی مجموعہ احساسات کا دلکش اور خوبصورت امتزاج ہے جو قاری کو مسحور کر دیتا ہے۔

۲- ''مظفر علی سید کی اقبال شناسی'' از ڈاکٹر روبینہ شاہین-

ڈاکٹر روبینہ شاہین کا مضمون ''مظفر علی سید کی اقبال شناسی'' ڈھونڈنے والوں کو نئی دنیا کی خوش خبری سناتی ہیں۔

مظفر علی سید کا تعلق ناقدین کے اس قبیلہ سے تھا جو اپنی بات دلائل سے منوانے کا ہنر رکھتے تھے اور پرانے روایتی راستوں کی بجائے نئی راہوں کے منتظر تھے۔ چند مضمون علامہ اقبال کے بارے میں بالکل جداگانہ نوعیت کے ہیں۔ علامہ اقبال کے شاعرانہ روپ کی عکاسی ان مضامین میں عیاں ہوتی ہے جو بالکل نئی طرز کے ہیں۔

مظفر علی سید نے علامہ اقبال کی ایک فارسی نظم پر ایسی عملی تنقید پیش کرتے ہوئے اقبال کی فطری مناسبتِ شعر اور اقبال کے شعری وجدان کی نشاندہی کی ہے۔ ان کے خیال کے مطابق علامہ اقبال کی بعض نظموں پر غور و تفکر کرنے علم میں آئے گا۔ ان کے قاموسی خیالات کے مطابق درست قسم کی شاعری کے لیے ایک اپنی ہی لَے اور دھن کی اشد ضرورت ہے۔

حکیم الامت، دانائے راز علامہ اقبال کشمیر میں بال و پر اگانے کی پرزونہ رکھتے تھے اور نہ کشمیر کی دلکش و شاداب و پرفضا میں خود کو کھو دینے کے خواہش مند، بلکہ انھیں تو یہاں فرحت و تازگی کا ایسا جدید اور انوکھا انداز نظر آتا ہے جس کے تحت پوری دنیا سبزہ زار نظر آتی ہے اور چمن میں گل و لالہ کی فراوانی دکھائی دیتی ہے۔ مظفر علی سید کی اقبال شناسی بہت کمال کی ہے۔ ان کی شخصیت میں ایک وجدانی کیفیت بدرجہ اتم موجود ہے۔

Volume: 54 Jan - March, 2007 No. 1

1. "An Erudite Critique" by Shahida Yousaf.

Shahida Yousaf depicts Allama Iqbal as one of the great leaders of the world's literature.

His rhyme and writing are inspired by the Greek form with immense depth, meaning and cultural background. As in the case of the Greeks, what we have in front of us is the translation provided by various

translations and background authors. But as with all the great literary institutions, what does the meanings mean in different translations mean the entire language or is it the only combination of words.

"Poetry is often talked about as the expression of motion by the individual poet. However, we have stated that poetry can be perceived as a particular way of arranging language." (32)

Where there is a special approach to both aspects, expressions of expressions and language setting, the overall effect is of epic proportion in the form and meaning.

This is especially true of Iqbal's poetry. Now whether it is translated into a whole language through any of the wonderful research texts, it is worth discussing.In this study, he has targeted all the aspects of the translations and verbally criticized them. In this way, he sets a message to all the readers of Iqbal in which the translation holds a great poet and philosophical spirit.

جلد:۵۴ اپریل-جون ۲۰۰۷ء شمارہ:۲

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں آٹھ مضامین اُردو میں بشمول ''تبصرہ'' ''اقبال کانفرنس پشاور'' شامل ہیں۔مجلّہ میں دو مضامین انگریزی حصہ میں شامل ہیں۔

۱۔ ''اقبال اور ترک'' از پروفیسر ڈاکٹر خلیل طوق آر

پروفیسر ڈاکٹر خلیل طوق آر (ترکی) کا مضمون ''اقبال اور ترک'' بہت اہمیت کا حامل ہے۔ فروری ۲۰۰۷ء میں پشاور یونیورسٹی اقبال کانفرنس کا خصوصی افتتاحی مقالہ تھا۔جو مجلّہ ''اقبال'' کو رونق بخشنے کے لیے تحریر کیا گیا تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر خلیل طوق آر استنبول یونیورسٹی میں شعبہ اُردو کے سربراہ ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے سلسلے سے اسلامیان پاک و ہند اور ترکی کے تاریخی رابطوں کے حوالے سے تحقیقی و تصنیفی کاموں میں مشغول ہیں۔علامہ اقبال کے حوالے سے یہ مقالہ بھی انھی رابطوں کی کڑیوں کو ملانے کی ایک کڑی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر خلیل طوق آر صاحب ترکی ہیں لیکن اُردو کے ساتھ گہری وابستگی اور شغف رکھتے ہیں اور اُردو ادب کو تخلیق کرنے والے بھی ہیں اور اُردو کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

''اقبال اور ترک'' پروفیسر صاحب کا سیر حاصل مضمون ہے۔ اقبال اور فکرِ اقبال کے اثرات اندرون پاک و ہند کے علاوہ بیرونِ ممالک میں بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔خصوصاً ترکی نے ان کے اثرات کا زیادہ گہرا رنگ قبول کیا ایسا اس لیےنہیں کہ علامہ اقبال کے دل میں اور شاعری میں ترکوں کے لیے کوئی خاص جگہ ہے بلکہ اس وجہ سے کہ اقبال کی اپنی شاعرانہ بصیرت اور دوراندیشی کی مدد سے جومسائل بیان کیے ہیں ترکی قوم کا ان سے بلاواسطہ سابقہ پڑا ہے اور اُن مسائل سے چھٹکارا پانے کے لیے مسلسل سعی کررہی ہے۔

۲- ''شعر اقبال''......''معجزہ فن کی نمود'' از بصیرہ عنبرین

''شعر اقبال'' ......''معجزہ فن کی نمود'' محترمہ بصیرہ عنبرین کا بصیرت افروز مقالہ ہے جس میں انھوں نے ثابت کیا ہے تمام مسلمانان عالم اقبال کے معجزہ فن کی بازیارفت سے متاثر ہوں گے۔اللہ کرے زورقلم اور زیادہ۔

شعرِ اقبال کی خوبیاں اور دیگر اس اَمر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ کلامِ اقبال نہ صرف بے مثال وجداگانہ اندازِ فکر کے باعث امتیازی اہمیت کا حامل ہے بلکہ شعری حوالہ جات تو کہیں کہیں معجزہ ہی لگتے ہیں۔اقبال کی شاعری وکلام فنی خوبیوں اور دیگر صفات سے لبریز ہے۔ یہ معجزاتی فن ہے جس کی افزائش انتہائی اعلیٰ پائے کی تخلیقی فطانت سے ہوئی ہے۔

اقبال نے شعری لوازمات کو لفظی کاریگری اور مصنوعی آرائش و زیبائش کی بجائے ایک خاص قسم کے فلسفۂ زیست کے تسلسل کے لیے استعمال کیا ہوتا۔عمیق اور زیرک نظری سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اقبال کی شاعری بے شمار محاسن سے آراستہ ومزین ہے اور دیگر شعرا سے اس لیے امتیازی حیثیت رکھتی ہے کہ اس میں فکروفن کا امتزاج بڑی بے تکلفی اور بے ساختگی سے پیش کیا گیا ہے۔اقبال کی شاعری ہر دور کے قارئین کے لیے اُمید افزا پیغام ہے اور اس میں زندگی کی رمق دوڑتی محسوس ہوتی ہے۔

جلد:۵۴ جولائی-ستمبر۲۰۰۷ء شمارہ:۳

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں سات مقالات اُردو میں شامل ہیں.

۱- ''اقبال اور گوئٹے کی جہاں بینی'' از ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام۔

ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام کا مقالہ ''اقبال اور گوئٹے کی جہاں بینی'' دونوں شعراءِ کرام کے کلام کا عمیق نظری سے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ اقبال اور گوئٹے دو عظیم الشان اور لافانی شعرا ہیں۔ ان دونوں کی شاعری کا بنیادی مقصد مشرق و مغرب میں موجود مذہبی اور علاقائی اختلافات و تعصّبات کی بیخ کنی ہے تا کہ ان کا ازالہ کر کے ایک ایسا فلاحی معاشرہ قائم کیا جا سکے جو امن و سلامتی کا گہوارہ ہو۔

> ''گوئٹے اپنی تصنیف ''دیوانِ شرقی'' میں رقمطراز ہے کہ ''مشرق و مغرب اور شمال وجنوب اللہ کے ہیں۔ اسی طرح اقبال نے اپنی کتاب کے سرورق پر آیت قرآنی درج کی۔
>
> ''وللہ المشرق والمغرب''، یعنی ''مشرق اور مغرب اللہ کے ہیں'' (۳۳)
>
> ''دونوں شاعروں کی تصانیف میں صد سالہ دورانیے کا وقفہ ہے۔ گوئٹے نے انیسویں صدی کے اوائل اور اقبال نے بیسویں صدی کے اوائل میں دیوان لکھے۔ گوئٹے مشرقی روح سے تورات اور بعض قرآنی نسخوں کی بدولت آشنا ہوا۔
>
> گوئٹے بھی اسلام اور پیغمبر اسلام سے نہایت متاثر تھا۔ گوئٹے اسلام کے سینے سے سکون اور فرحت کے احساسات سے آشنا ہو چکا تھا۔ اس لیے وہ ان کی کھلے عام تشہیر و تبلیغ بھی کرتا تھا۔ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات قرار دیتا تھا۔ اسی جرم کی پاداش میں اسے عظیم کافر کہا گیا۔ گوئٹے کے دیوان میں قطعات ''برگزیدہ خواتین'' اور چار خوش نصیب جانور ہیں۔ ایسے قطعات کا مقصد اقوام کی کدورتیں اور نفرتیں دور کر کے امن و آشتی کی مالا میں پرونا ہے''۔ (۳۴)

گوئٹے کی طرح اقبال بھی اسی نصب العین کے لیے اپنی توانائیاں خرچ کرتے تھے۔ اقبال مغرب کے شدید استعماری حملوں کے باوجود اس بات کے خواہاں نظر آتے ہیں کہ مشرق و مغرب میں انسان بستے ہیں۔ ان کو تباہی و بربادی کے چنگل سے چھٹکارا دلانا چاہیے اور دونوں کی حفاظت و بقا کے لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ گوئٹے کی کوششیں مغرب میں کارگر ثابت نہ ہوسکیں کیونکہ اس کے بعد اٹلی کے مفکر نطشے نے اخلاق اور مذہب پر بہیمانہ حملے کیے۔ نطشے کا

فوق البشر ہٹلر کی صورت میں نمودار ہوا۔ جس نے انسانیت کو خون میں نہلا دیا اور شہروں کے شہر ویران و برباد کر دیے۔

موجودہ صورتِ حال کو دیکھا جائے تو آج بھی انسانیت نوحہ کناں ہے۔ ہر طاقتور کمزور پر غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ طاقت اور اختیارات کا بے جا استعمال تباہی و بربادی کی آگ کو مسلسل بڑھا رہا ہے۔ علاقائی مذہبی اور نسلی تعصب اس کی اصل وجہ ہیں۔ آج کے دور کے لیے گوئٹے اور اقبال کی اشد ضرورت ہے جو محبت انسانی اور عظمت انسانی کو پھر سے اُٹھان دیں سکیں۔

۲۔ ''اقبال اور زمین کی نجی ملکیت کا تصور'' از ڈاکٹر فاروق عزیز

ڈاکٹر فاروق عزیز کا مقالہ ''اقبال اور زمین کی نجی ملکیت کا تصور'' بہت اہمیت رکھتا ہے۔ علامہ اقبال کے خیال کے مطابق زمین پر قبضہ، زمین پر ملکیت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی ہے۔

> ''اسلام کے نزدیک زمین وغیرہ امانت ہے۔ ملکیت مطلقہ جس کو قدیم و جدید قانون تسلیم کرتے ہیں میری ناقص رائے میں اسلام میں نہیں ہے''۔ (۳۵)
>
> ''علامہ اقبال کی نثر ونظم دونوں میں کافی مقامات پر اس اَمر کے واضح اشارے موجود ہیں، جن سے ان کے اس تصور کی وضاحت ہوتی ہے۔
>
> ''رہی زمین تو اللہ کا مال ہے اس پر کسی کو حق ملکیت نہیں''۔ (۳۶)

انسان اشرف المخلوقات ہے اس کا حق زمین سے حصول رزق اور قبر کے لیے جگہ سے زائد نہیں یہ قدرت خداوندی کا مفت عطیہ ہے لہٰذا اس پر سب کا برابر حق ہے۔

> ''ملکیت کے قانونی پہلوؤں سے قطع نظر اقبال زمین کے ساتھ ان غلط ذہنی اور جذباتی رشتوں کی اصلاح چاہتے ہیں جن کی وجہ سے ملکیت کا تصور زمین پیوندی کی صورت میں حریم دل میں جگہ پا لیتا ہے اور انسان یہ بھول جاتا ہے کہ متاع الی حین کے مصداق زمین سے اس کا تعلق بالکل عارضی اور ناپائیدار ہے۔ غرض اقبال کا مقصد مسئلہ زمین کے بارے میں قرآن کے آفاقی نقطہ نظر کو پیش کرنا ہے۔ قرآن زمین کو متاع قرار دیتا ہے جس کی رو سے انسان کو اس پر معاشی تصرف کا حق دیا گیا ہے''۔ (۳۷)

جلد:۵۵/۵۴ اکتوبر ۲۰۰۷ء-جنوری ۲۰۰۸ء شمارہ:۱/۴

خصوصی شمارہ بیاد ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے حصہ اُردو میں ۲۵ مضامین اور حصہ انگریزی میں ۳ مضامین شامل ہیں۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا دو سہ ماہیوں پر مشتمل خصوصی شمارہ بیاد ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم ہے۔ اس شمارے کو بنیادی طور پر تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ مجلّہ ''اقبال'' کا پہلا حصہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم کی شخصیت اور فن کا احاطہ کرتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا، ڈاکٹر ممتاز منگلوری، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر انور سدید، محمد حمزہ فاروقی، ڈاکٹر خلیل طوق آر، پروفیسر محمد مظفر مرزا، تنویر غلام حسین کے تحقیقی مضامین ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی شخصیت کا حسین مرقع پیش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم کی مختلف تصانیف کے تجزیاتی مطالعے یقیناً ان کے فکری و فنی محاسن کو روشن کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر خواجہ ذکریا، ڈاکٹر خلیل طوق آر، ڈاکٹر آصف قادری، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر خالد ندیم، ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان، سلیم اللہ شاہ اور محمد شاہد حنیف کے مقالے نایاب گوہر کی طرح ہیں۔

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم کے مکاتیب کا الگ سے گوشہ بنایا گیا ہے۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کے تمام احباب ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم کی ادبی وعلمی مصروفیات کے نقیب بھی ہیں اور اُن کے شخصی اوصاف کے گواہ بھی۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کے خطوط کی تلاش و بازیافت کے سلسلے میں بزمِ اقبال، لاہور جناب ڈاکٹر خلیل طوق آر، ڈاکٹر ممتاز منگلوری، خواجہ عبدالرحمٰن طارق، ملک حق نواز خان اور جناب حمزہ فاروقی کا خصوصی طور پر مشکور ہے کہ انھوں نے خطوط کی فراہمی کو یقینی بنایا اور فکری اور ادبی دنیا کو نہایت دلچسپ اور فکر خیز خطوط عطا کیے۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم کے دوستوں کے پاس سینکڑوں خطوط محفوظ ہیں جو یقیناً منظر عام پر آنے چاہییں۔ زیرِ نظر مجلّہ ''اقبال'' میں مشفق خواجہ مرحوم کے مکاتیب بنام ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم بھی دیے جا رہے ہیں جو مرحومین کے باہمی روابط کے ادبی و علمی مباحث کی تفصیل بھی فراہم کرتے ہیں۔ ان میں سے بے شمار خطوط ابھی تک شائع نہیں ہوئے

ہیں۔ان کی اگر اشاعت کی جائے تو بہت سے معاملات اور امور روشن ہو جاتے ہیں۔

۱- ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (ادارہ کا ایک خاموش خدمت گزار) از ڈاکٹر انور سدید۔

''پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ۱۳ جون ۲۰۰۷ء کو اس جہانِ فانی سے پردہ فرما گئے۔ علم و ادب کا جگمگاتا ستارہ ماند پڑ گیا۔ایک روشن چراغ گل ہو گیا جس کے نتیجے میں علم و ادب کی دنیا میں تاریکی کے سائے بڑھنے لگے۔

اورینٹل کالج لاہور کے شعبہ اُردو سے قریباً ربع صدی گزری ریٹائرڈ ہو چکے تھے۔لیکن علم و ادب کی محفل سے کبھی بھی غیر حاضر تصور نہیں کیے گئے۔ بنیادی طور پر تحقیق و جستجو پسند فطرت کے مالک تھے اور حقیقت کی تلاش کے لیے قدیم کتابوں کی دنیا میں غرق رہتے۔کسی بات کی صداقت اور تہ تک رسائی حاصل کر لیتے تو اندرونی خوشی سے معمور ہو جاتے اور اس فتح کا ذکر اپنے کمرے میں داخل ہونے والے ہر شخص سے کرتے۔ دیگر کئی اوصاف کے ساتھ ایک نمایاں خوبی یہ بھی تھی کہ اپنے کسی کارنامے کا ذکر توصیفی نہیں کرتے تھے۔ بڑی خاموشی اور تن دہی سے اپنے کام میں مصروف رہتے۔ بڑی ثابت قدمی کے ساتھ اپنے تحقیق طلب کام کے لیے مواد جمع کرتے رہتے۔اور جب ٹھوس اور مستند مواد مل جاتا تو پوری کتاب تالیف کر دیتے تھے۔جس کی ستائش چہار سو ہونے لگتی''۔(۳۸)

''ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اپنے آپ کو مصروف رکھا۔ بہت سے ادھورے کاموں کو نمٹانے کے ساتھ ساتھ کئی نئے کاموں کی بنیاد بھی رکھ دی۔

ان کے اسی جذبۂ صادق کو دیکھتے ہوئے مشفق خواجہ نے ان کے بارے میں کہا تھا عام طور لوگ ملازمت سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد علم و ادب سے بھی ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں۔ خدا آپ کو سلامت رکھے اور اسی طرح مصروف عمل رہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کی سو سالہ تاریخ مکمل کرنے کے اعزاز میں مدت ملازمت میں تین سال کا اضافہ کر دیا گیا۔ اسی دوران ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم کو ترکی کے شہر استنبول بھیج دیا گیا۔ جہاں انھوں نے عرب اور فارسی شعبہ جات کے ساتھ نئے شعبے اُردو کی داغ بیل ڈالی۔

انھوں نے اپنی زندگی کی راہِ عمل خود متعین کی۔ زمانۂ طالب علمی میں ہونہار طالب علم تھے۔ بعض نامساعد حالات کی وجہ سے تعلیم کو خیر باد کہہ کر محکمہ ریلوے میں پارسل کلرک کی ملازمت کرنا پڑی۔ وہ مسلم قومیت اور تحریک پاکستان سے متاثر شخصیت تھے۔

ریڈکلف ایوارڈ کے بارے میں سنا تو فوراً آگ وخون کا دریا عبور کر اپنے خاندان اور اہل عیال کو بٹالہ سے لے کر لاہور پہنچے۔ لاہور میں ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم نے اپنے تعلیمی سلسلے کو پھر سے جوڑا اور ایف اے، بی اے اور ایم اے میں داخلہ لیا۔

سب سے اہم رہنما ڈاکٹر سید عبداللہ تھے۔ جنھوں نے اس ہیرے (ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم) کو تراشا۔ اورینٹل کالج میں سے ریٹائرڈ ہوئے تو ۱۸ کتابوں کے مصنف تھے۔ بعد ازاں مزید ۱۵ کتابیں لکھیں۔ جن میں آپ بیتی، جگر لخت لخت بھی شامل ہے۔ وفات کے وقت بزمِ اقبال لاہور کے ناظم تھے''۔ (۳۹)

محمد شاہد حنیف کا ''مضمون'' ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی تصنیفات وتالیفات (ایک وضاحتی کتابیات) کے عنوان اس شمارے میں خاصے کی چیز ہے۔ انھوں نے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی تمام کتب کی توضیحی فہرست مرتب کی ہے۔ جس سے ڈاکٹر صاحب کے حوالے سے کسی بھی طرح کا کام کرنا آسان ہوگیا ہے۔ کتابیات واشاریہ کسی بھی محقق کے لیے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ معروف اشاریہ ساز کا یہ مضمون اہلِ علم وتحقیق کے لیے ایک روشن مثال ہے۔

۲- ''ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار'' از ڈاکٹر وحید عشرت

یہ مقالہ بیادِ مرحوم ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم میں شائع ہوا۔ اس مختصر مگر جامع مقالے میں ڈاکٹر وحید عشرت نے مرحوم کی فطرت، مزاج، تصانیف اور اُن کے عہدہ جات کو بڑی خوبصورتی سے سمو دیا ہے۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم ایک ایسے محقق کے طور پر الگ شناخت رکھتے ہیں جن کی ذہنی وفکری وابستگی اور تعلق اسلام، بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال سے قابل اعتبار سطور پر قائم رہی ہے۔

انھوں نے ''بزمِ اقبال'' میں معتمد ہونے کی حیثیت قائداعظم کی اہم تقاریر جن کا ترجمہ

نامور صحافی اقبال احمد صدیقی نے کیا۔ ان کو بڑے خلوص سے شامل اشاعت کیا اور اُن کی پروف ریڈنگ کا کٹھن مرحلہ بھی خود سر کیا۔

مرحوم اورینٹل کالج کے اُردو شعبہ کے مدرس تھے۔ ان کے رفقا میں ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر سید محمد اکرم شاہ جیسے عالی مرتبت شخصیات تھیں۔ اورینٹل کالج سے ریٹائرمنٹ سے پہلے اور بعد تصنیفی و تالیفی کام سرانجام دیتے رہے۔ بہت عرق ریزی اور محنت شاقہ سے جامعہ پنجاب لکھی۔ جو اس موضوع پر پہلا کام تھا۔

مرحوم ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کو اقبال کے فکری اور ذہنی ارتقا سے خصوصی دلچسپی تھی۔ جو اُن کی تصنیف ''اقبال کا ذہنی ارتقا'' کا محرک ثابت ہوئی۔ اس کتاب میں اقبال کی تعلیمی سفر کی مکمل معلومات تمام حوالوں سے دی گئی ہیں۔ ''اقبال ایک مطالعہ'' بھی لائق تحسین و ستائش کاوش ہے۔ مولانا ظفر علی خان کی شخصیت پر بہت کام کیا۔ اُردو کی چیئر پر ترکی بھی مقیم رہے۔ اُردو اور پاکستان کے لیے بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ ان خدمات کی بدولت ہمیشہ اچھے لفظوں میں یاد کیے جائیں گے۔

Volume: 54/55 Oct. 2007, Jan. 2008 No. 1/4

There are three English essays in this magazine.

1. "Dr. Ghulam Hussain Zulfiqar" by Prof. Dr. Nuriya Bilik.

She is Turkish and she is very esteemed and God-gifted teacher. On Dec. 10th in 1987, a commemorative ceremony was held for Pakistani national poet Allama Iqbal, and Quaid Muhammad Ali Jinnah, the founder of Pakistan, by the Rectorate of Seljuk university on the occasion of opening of Turkish - Pakistani cultural Association Konya Branch.

She had her first meeting with Dr. Ghulam Hussain Zulfiqar. She had read aloud the Turkish text of his speech. After this, we kept on corresponding and exchanging of views and ideas. Our last talk was taken place almost seven years ago in Lahore when he had put us up at

the college of oriental in the department of Persian language and literature. Prof. Dr. Nuriya Bilik had spent very short time with Dr. Ghulam Hussain Zulfiqar but she is extremely impressed by his personality and literary work. She wished him rest in peace. Ameen.

جلد: ۵۵ اپریل-اکتوبر ۲۰۰۸ء شمارہ: ۳ تا ۴

تین سہ ماہیوں پر مشتمل مجلّہ ''اقبال''

اس مجلّہ ''اقبال'' میں سولہ اُردو مضمون اور دو بازیافت شامل ہیں۔

۱- ''شبلی کی انتقادی فکر کا ثقافتی منظر نامہ'' از پروفیسر ڈاکٹر عبدالحق۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالحق کا مقالہ ''شبلی کی انتقادی فکر کا ثقافتی منظر نامہ'' مجلّہ ''اقبال'' کا افتتاحی مقالہ ہے۔

زیرِنظر مقالے میں معروف اقبال شناس، محقق، نقاد پروفیسر ڈاکٹر عبدالحق نے مولانا شبلی نعمانی کی انتقادی فکر کو ثقافت کی باز آفرینی قرار دیا ہے۔ مولانا شبلی نعمانی مورخ و مصنف یا ادیب و شاعر ہی نہیں، ذکر اور فکر میں مجتہد اور مجدد کی حیثیت رکھتے تھے۔ شبلی کو اپنی گونا گوں شخصیت کا بہ خوبی علم تھا۔ وہ اپنے عہد ہی میں نہیں، صدیوں تک ادبی فیضان کے مصدر بنے رہیں گے۔ اگرچہ شبلی کو اپنی نگارشات پر ناز تھا تو بے جا نہ تھا۔ ان جیسا ابھی تک کوئی صاحبِ طرزِ اُسلوب پیدا نہ ہوسکا، بلکہ آج تک ان کی پیروی میں نثر نگاروں کی جماعت سرگرداں ہے۔

''شبلی کے نزدیک فن کی تشریح اور تخلیق کو تحریک دینے اور تہذیبی اقدار کی باز آفرینی، تنقید ہے جو فن کے مطالعے یا اس تک رسائی کے لیے تشویق و ترغیب دینے کی موجب ہے۔ گویا نقد ستاتی ثقافتی ارکان واقدار کی بازیابی کی کوشش ہے جو نہاں خانہ تخلیق میں حرف راز بن کر شامل ہوتی ہیں''۔(۴۰)

شبلی کی ادبی بصیرت لائق ستائش ہے جس نے ادبی اقدار کو عظمت اور ناگزیر اہمیت بخشی۔ پارۂ تخلیق میں نوع بشر کی مساعی اور ممکنات کی تلاش شبلی کی ادبی عبقریت اور نظری نہاد ہے جس نے صد سالہ انتقادی موشگافیوں کے سیل میں بھی شبلی کی ادبی استقامت کو لغزش نہ آنے دی۔ شبلی قومی حمیت اور حوصلہ مندی کے حامل تھے۔ عزائم کی سربلندی ان کے فکری شعار

میں شامل تھی۔علامہ شبلی نعمانی کے علاوہ اقبال کی فکر بھی ایک نہایت توانا ثقافتی تناظر رکھتی ہے۔

۲- ''حکیم عنایت اللہ نسیم،ایک نیاز مند اقبال'' از ڈاکٹر انور سدید

علامہ محمد اقبال سے نیاز مندان کو فرطِ محبت تھی۔علامہ اقبال کو چاہنے والے بہت زیادہ نیاز مندان تھے۔علامہ اقبال کا دیدار کرنے کے لیے ان کی محافل میں شرکت کرتے اور اُن کے ملفوظات سے فیض یاب ہوتے۔

''حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی نے زمانۂ طالب علمی ہی میں اقبال شناسی حاصل کی۔ اسی مطالعہ نے ان کے اندر ہیجان برپا کر دیا اور اسی ہیجان کی بدولت ان کی اپنی زیست و حیات کو توانائی اور اُمنگ ملی۔ظفر علی خان سے وابستگی اور اُن کے ساتھ مل کر مسلمانانِ برصغیر کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے عملی طور پر جلسوں میں شریک ہوتے اور ظفر علی خان ان جلسوں میں اپنا انقلابی کلام سناتے تھے لیکن بیداری عوام کے لیے کلام اقبال سے استفادہ کرتے تھے۔اقبال کے شعر عوام کے قلوب واذہان کو متاثر کرتے اور انھیں غلامی کی زنجیروں سے نجات حاصل کرنے کے لیے تڑپ عطا کرتے۔یہی اثر عنایت اللہ نسیم نے بھی قبول کیا۔ اقبال سے اُلفت اور عقیدت کے جذبات کا سمندر امڈ آیا اور وہ اقبال کو ہی مسلمانوں کا نجات دہندہ سمجھنے لگے۔

عنایت اللہ نسیم کو علامہ اقبال سے براہ راست ملاقات کا موقع بھی ملا اور اقبال نے فرطِ محبت وشفقت سے اس کی ایک کتاب پر اپنے دستخط بھی کیے۔عنایت اللہ نسیم کو اقبال سے ملاقات کا شرف ہنگامی حالات میں حاصل ہوا، اس کے بعد ان سے غائبانہ طور پر اقبال کے نیاز مند و ارادت مند رہے۔اس پہلی ملاقات نے ہی ان میں ارادت مندی کا سلسلہ قائم کر دیا اور بعد ازاں وہ اپنا زیادہ وقت فکرِ اقبال کے مطالعہ اور فروغ کے لیے صرف کرنے لگے۔روزنامہ ''نوائے وقت'' میں مقالات لکھ کر اس عقیدت مندی کا عملی مظاہرہ کیا۔اگر ان مقالات ہی کو کتاب کی شکل میں جمع کیا جائے تو فکرِ اقبال پر ان کی مستند کتاب منظر عام پر آ جائے''۔(۴۱)

ان مقالات میں عنایت اللہ نسیم نے فکرِ اقبال کا مختلف زاویوں سے مطالعہ کیا ہے اور ان

کے پیغامات وفکر کی تفہیم کی ہے۔

''۱۹۳۷ء میں قادیانیت کی علی گڑھ میں اثر و رسوخ اور یلغار کی روک تھام کے سلسلے میں پہلی بار اقبال سے ملے اور تاعمر ان کے نیاز مند رہے اور اقبال شناس کے روپ میں ابھرے۔ اقبال کے مطالعہ کے یہ تمام حصے عنایت اللہ نسیم کی نیاز مندی کے مضبوط و پائیدار زاویے ہیں اور خود انھیں اقبال مند بناتے ہیں''۔(۴۲)

۳۔ ''اقبال اور خاقانی'' از ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان

اقبال نے اپنی شاعری میں اُردو، فارسی اور انگریزی زبان کے چند اہم شعرا کی تعریف و ستائش کی ہے اور یہ بات ان کے بڑے پن کو نمایاں کرتی ہے اور ان کی فن شناسی کا ثبوت بھی ہے۔ کہیں تو بلاواسطہ شاعر کی تعریف کرتے ہیں اور کہیں بالواسطہ تضمینی انداز ''دقصہ پارینہ'' کی بازخوانی کرتے ہیں۔ خاقانی کو ان دونوں انداز سے خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔

''خاقانی کے حالات زندگی کو مختصراً بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر وحید الدین خان لکھتے ہیں:

> ''پیدائش ۵۲۰ ہجری (شوروان) شروان میں ہوئی۔ اصل نام بدیل تھا اور ''حسان العجم'' کے لقب سے بھی جانا جاتا ہے۔ ابتداً حقائقی کے دربار کی نسبت سے خاقانی تخلص استعمال کرنے لگے۔ والدہ عیسائی تھیں جو بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئیں اور والد پیشے کے اعتبار سے بڑھئی تھے۔ ان کی کم عمری میں ہی والد اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ چچا کی زیرِ سرپرستی رہنے لگے۔ چچا نے تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ طب، ہیت الحیات اور عربی زبان کے ساتھ ساتھ شعر گوئی کا بھی آغاز کر دیا۔ ابوالعلا گنجوی سے اصلاح لیتے تھے۔ خاقانی سیر و سیاحت کے شوقین تھے۔ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ ان کی مثنوی ''تحفۃ العراقین'' فارسی میں لکھا جانا والا پہلا منظوم سفر نامہ ہے۔ جو حج کے تاثرات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اقبال نے اس مثنوی کا ذکر ''ضربِ کلیم'' میں کیا ہے۔ اسی سفر کے دوران خاقانی پرانے ایرانی شہر مدائن کے کھنڈرات کے بارے میں نہایت پرتاثیر اور پرجوش قصیدہ ''ایوانِ مدائن'' کے نام سے تحریر کیا جو فارسی کا شاہکار کارنامہ ہے، خاقانی نے حیات میں قید و بند کی سختیاں سہیں۔ آخری عمر گوشہ نشینی میں گزاری۔ ۵۹۵ ہجری

میں خاقانی اس جہانِ فانی سے پردہ فرما گئے۔ قصیدہ گوئی اور مرثیہ نگاری میں خاقانی بلند درجہ پر فائز ہیں۔ وطنیہ اور حبسیہ شاعری میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اُردو شاعری پر خاقانی کے اثرات نمایاں ہیں۔ غالب کے دور کے محمد ابراہیم ذوق کو ''خاقانی ہند'' کے نام سے آج بھی یاد کیا جاتا ہے''۔ (۴۳)

''خاقانی اقبال کے پسندیدہ ترین فارسی شعرا کی فہرست میں ہے۔ اس کا سبب بقول سید عبداللہ عشق رسولؐ ہے جو اُن دو شعرا کے کلام میں نمایاں ہے۔ فارسی کی مثنوی ''تحفۃ العرافین'' اقبال کی پسندیدہ نظم تھی اسے انھوں نے اپنی شاعری میں بطور تضمین بھی استعمال کیا ہے۔ ایک نظم کا نام ہی ''خاقانی'' ہے۔ باقی اشعار کی صورت میں تضمین کی ہے۔ ''ضربِ کلیم'' کی نظم ''ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام'' میں بھی شعروں کو تضمین کیا ہے۔

خاقانی کے شہرت یافتہ قصیدے ''ایوان مدائن'' کے منتخب سولہ اشعار کو فارسی کے شاعر حسین دانش نے اپنی طویل نظم ''مدائن'' میں تضمین کیا ہے۔ اقبال اس کاوش سے بہت متاثر ہوئے اور اسے اپنے انتخاب ''آئینہ عجم'' میں جو کہ میٹرک کے طلبہ کے لیے ترتیب دیا گیا تھا شامل کر لیا''۔ (۴۴) بحیثیتِ مجموعی خاقانی کا کلام اور اقبال کا کلام ذہنی مناسبت و مطابقت کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اقبال خاقانی کے بہت بڑے مداح ہیں۔

۴۔ ''حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے ہاں نالۂ نیم شبی'' از محمد ایوب لِلّہ۔

حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے ہاں نالۂ نیم شبی حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ وہ اسے جہاں سے ملے حاصل کرے'' اس خوبصورت بات کو حوالہ بناتے ہوئے اقبال اسے مومن کا گم شدہ مال تصور کرتے ہیں اور وہ اسے پانے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا ہے لیکن اس فکر کا بنیادی ماخذ و مرکز قرآن حکیم ہے۔ اسوۂ حسنہ کو اپنے لیے راہِ عمل و نصب العین گردانتے ہیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لیے انسان مختلف طریقے اختیار کرتا ہے۔ خداوند کریم کی شانِ کریمی ہے کہ اپنے تک پہنچنے کے لیے اور اس تعلقِ خاص کو مضبوط و پائیدار بنانے کے لیے خود ہی راستے کا تعین بھی کر دیا اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہی راستہ متعین کر دیا۔ اس کی عملی صورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ذریعے

آسان کر دی گئی اور انھیں تمام بنی نوع انسان کے لیے رحمۃ لعالمینؐ بنا کر بھیجا۔ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرنے والوں کے لیے بشارت وخوشخبری سنائی گئی اور اس سے روگردانی کرنے والوں کے لیے سخت وعید سنائی گئی ہے۔

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر لوگوں کو خوفِ خدا، عبادت گزاری اور نیک اعمال کی نصیحت کی گئی ہے۔ ان کی پیٹھیں بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ اپنے ربّ کو خوف اور طمع (لالچ) کے ساتھ پکارتے ہیں۔

آیۂ مبارکہ کی تشریح کہ دن بھر کے معمولاتِ زندگی سرانجام دینے کے بعد جب فراغت پاتے ہیں تو اپنے ربّ کے حضور قیام وسجود میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ایک خاص وقت کے متلاشی ہوتے ہیں جب وہ خالقِ حقیقی سے قریب ہوسکیں اور یہ اشکِ سحر گاہی اور نالۂ نیم شبی سے ممکن ہے۔ حافظ شیرازی اس چیز کے بہت قائل ہیں کہ دلوں کے زنگ کو دور کرنا، پاک وصاف کرنا اسی سے ممکن ہے۔ وہ کہتے ہیں جس چیز نے میری رہنمائی کی وہ آدھی رات کی دعا اور صبح کا رونا ہے۔ غم روزگار سے نجات دہندہ یہی مبارک عمل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تلاوتِ قرآن حکیم پر بھی زور دیتے ہیں کہ وقتِ سحر تلاوت دلوں کے زنگ دور کرتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تاحیات یہ وطیرہ وعادتِ مبارکہ رہی اور شیرازی بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔

اپنی شاعری میں کہتے ہیں۔ اے دل! جلا کر کہ تیرا جلنا کئی کام نکالتا ہے۔ آدھی رات کی دعائیں سو بلاؤں کو دفع کرتی ہیں۔ حافظ کے نزدیک آدم مٹی کا مجسمہ ہے مگر جب اس مجسمے میں معرفت وعرفان کی روشنی ونور سماتا ہے تو عشق کی سرمستی اس کے دل میں اُتر جاتی ہے۔ پھر یہی مٹی کا مجسمہ انسان کہلانے کا حقدار بن جاتا ہے۔ مٹی میں یہ اثر پیدا کرنے کے لیے اسے رات کے پرسکون و پرکیف لمحات میں شراب طہور کا خمیر دینا ضروری ہے۔ اسی خمیر کی بدولت انسان خود بین وخود آگاہ اور دور اندیش ہو جاتا ہے۔ حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتا ہے اور آنے والے وقت کا بھی نباض ہوتا ہے۔ حافظ شیرازی کی طرح اقبال بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ ذکر نیم شبی اور نالہ نیم شبی معرفت خدا اور قربتِ خدا کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اقبال کے والد نے

انھیں ایک دفعہ نصیحت کی کہ بیٹا قرآن ایسے پڑھو جیسے تم پر ہی نازل ہوا ہے۔ نہ یہ بات کہنے والا معمولی آدمی تھا اور نہ ہی اس کا مخاطب کوئی عام انسان تھا۔

جلد:۵۶ جنوری-دسمبر ۲۰۰۹ء شمارہ:۱تا۴

چار سہ ماہیوں (جنوری ۲۰۰۹ء) پر مشتمل مجلّہ ''اقبال'' میں ڈاکٹر ثاقف نفیس نے ''چودھری محمد حسین مرحوم کی ڈائری کے چند اوراق'' (علامہ اقبال سے ملاقاتوں کی تفصیل) ''حرف نایاب'' مرتب کیے ہیں۔

اس مجلّہ ''اقبال'' میں تیرہ مقالات اُردو میں ہیں۔ بیاد پروفیسر صابر کلوری چار مضمون پر مشتمل ہے۔ شمارے میں بیاد پروفیسر صابر کلوروی کے عنوان سے گوشۂ صابر کلوروی تشکیل دیا گیا ہے۔ مختلف علم وفن کے ماہر کی تصانیف پر تبصرہ جات سات ہیں اور بازیافت میں میاں محمد عزیز قریشی کا مضمون ''تصوراتِ اقبال (مولانا صلاح الدین احمد) ایک نظر اور محمد نعیم بزمی کی تحریر ''ڈاکٹر انور سدید سے ایک مکالمہ'' اپنی مثال آپ ہے۔

۱۔ ''اقبال اور قرآن'' از ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی

ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی کا مقالہ ''اقبال اور قرآن'' بنی نوع انسان کی رشد وہدایت پر مبنی ہے۔

> ''علامہ اقبال بیسویں صدی کے وہ تاریخ ساز نابغہ شخصیت ہیں جنھوں نے اپنی روحانی بصیرت سے اُمتِ مسلمہ کے مرض کی شناخت کی۔ اور اپنی فکر وحکمت کی گتھیاں سلجھا کر اپنی شاعری سے اس کا علاج بھی تجویز کیا۔ علامہ اقبال کی خوش نصیبی تھی کہ انھوں نے ایک دیندار گھرانے میں جنم لیا۔ علامہ اقبال کے والد شیخ نور محمد بہت پرہیز گار اور متقی شخص تھے۔ جنھوں نے لڑکپن ہی سے علامہ اقبال کے اندر قرآن کی عظمت کی حس بیدار کی تھی''۔ (۴۵)

''ایک روز علامہ اقبال تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے۔ اس دوران ان کے والد ماجد آ گئے۔ اقبال تلاوت قرآن کرتے کرتے رُک گئے۔ آپ کو محسوس ہوا کہ والد محترم کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ والد محترم نے پوچھا تم کیا پڑھتے ہو؟ اس سوال پر اقبال حیران ہو گئے اور والد صاحب سے عرض کیا: قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوں۔ والد محترم نے کہا: جو کچھ

پڑھتے ہو وہ سمجھتے بھی ہو؟ علامہ اقبال نے جواب دیا کہ تھوڑا بہت۔ علامہ اقبال کا جواب سن کر ان کے والد صاحب فرمانے لگے: بیٹا! قرآن پاک وہی سمجھ سکتا ہے جس پر اس کا نزول ہو رہا ہو۔ اس لیے قرآن مجید کی تلاوت اس طرح کرو جیسے یہ تم پر نازل ہو رہا ہو، علامہ اقبال نے اس نصیحت کو پلے باندھ لیا۔ چنانچہ اس حکمت و دانائی سے بھرپور نصیحت نے علامہ اقبال کے دل پر گہرے نقش چھوڑے۔

علامہ اقبال قرآن میں غوطہ زن ہونے لگے۔ تلاوت کے وقت اقبال کی چشم سے اتنے آنسو قرآن مجید کے صفحات پر گرتے کہ صفحات آنسوؤں سے بھیگ جاتے۔ علامہ اقبال کو جو عظمت اور شہرت حاصل ہوئی اس کی اصل وجہ قرآن مجید سے ان کا گہرا تعلق تھا''۔(۴۶)

۲- ''مکاتیبِ اقبال اور بھارتی اقبال شناس'' از ڈاکٹر جمیل اصغر۔

ڈاکٹر جمیل اصغر کا مقالہ ''مکاتیبِ اقبال اور بھارتی اقبال شناس'' بہت اچھے انداز میں صفحہ قرطاس پر بکھیرا گیا ہے۔ ''مکتوبات'' ابلاغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ انسانی شخصیت اور اس کے اردگرد بے تکلف اظہار خطوط میں ہی کیا جا سکتا ہے۔ خطوط کسی بھی شخصیت کو سمجھنے اور جاننے کا اہم ذریعہ ہیں۔ علامہ اقبال کے خطوط کو مختلف نقطۂ نظر سے دیکھا جا رہا ہے اور اُن سے اقبال شناسی میں مدد لی جا رہی ہے۔

صرف علامہ اقبال کی شاعری کا مطالعہ کرنے اور اُن کی نثر کو نظر انداز کرنے کو جگن ناتھ، اقبال کے ساتھ بے انصافی سے تعبیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ علامہ اقبال کی نثری تصانیف کے مطالعے کے بغیر کلام اقبال کے مفہوم سے کما حقہ آگاہی نہیں ہو سکتی۔ جگن ناتھ آزاد کی رائے میں علامہ اقبال کے خطوط ان کے ذہنی وفنی ارتقا کو سمجھنے میں بہت ممد و معاون ہیں۔ ''اقبال کے خطوط جو اُنھوں نے مختلف علم دوست حضرات کو لکھے۔ ان خطوط کا مطالعہ اقبال کے شاعرانہ ارتقا کو سمجھنے کے لیے بہت مفید ہو سکتا ہے۔''(۴۷)

ڈاکٹر عبدالحق نے اقبال کے مکتوبات کا باریک بانی سے جائزہ پیش کیا ہے۔ خطوط اقبال کے جو مجموعے مختلف اوقات میں شائع ہوئے ہیں ان کا مختصراً تعارف کرواتے ہوئے ہر مجموعے کے خطوط کی نوعیت بھی بیان کی ہے۔ ڈاکٹر موصوف رقمطراز ہیں:

''اقبال کے خطوط کی قدر و قیمت ادبی نہیں بلکہ فلسفیانہ ہے۔ وہ ہمیشہ قلم برداشتہ لکھتے تھے۔بعض اوقات تو ان پر نظر ثانی بھی نہیں کی گئی، اس عدم اہتمام کی وجہ سے کہیں کہیں لفظ بھی چھوٹ گئے ہیں۔انھیں خیال بھی نہیں تھا کہ یہ خطوط شائع ہوں گے۔''(۴۸)

''خطوطِ اقبال میں ایسے خطوط بہت زیادہ تعداد میں ہیں جو اُردو نثر کا شگفتہ نمونہ ہیں۔ یہ نہ تو بے رنگ ہیں اور نہ ہی خشک۔ اقبال کی دیگر علمی تحریروں کی طرح ان خطوط کی عبارت میں رعب و دبدبہ بھی ہے اور وزن بھی، فکر کی جولانی بھی ہے اور خیال کی برجستگی بھی ہے۔مکاتیب اقبال کے اس اُسلوب کے بارے میں خواجہ احمد فاروقی نے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ جذباتی، سوانحی اور فکری اہمیت سے قطع نظر وہ اُسلوب کی خوبصورتی اور نثر کی شگفتگی سے خالی نہیں''۔(۴۹)

مکاتیب اقبال میں شخصیت اور والہانہ زیست کا خلوص بڑا نمایاں ہے۔مکاتیب اقبال، اقبال فہمی اور اقبال شناسی میں بہت مدد گار ہیں۔اس لیے ان کا عرق ریزی سے مطالعہ بھارتی اہلِ علم کے لیے علامہ اقبال کی شخصیت، فکر اور فن کے نئے نئے گوشوں کو سامنے لانے میں ممدو معاون ہوگا۔

۳- ''اقبال کا سکوتِ گویا'' از نوید احمد گل

نوید احمد گل کا مقالہ ''اقبال کا سکوتِ گویا'' صفحۂ قرطاس کی زینت بنا۔''خاموشی گفتگو ہے'' یہ حکم الامت دانائے راز، مفکر ملت علامہ اقبال کا پسندیدہ قول ہے۔علامہ اقبال نے اس ایک قولِ محال کو اندازاً ۲۶ بار اپنے کلام اُردو میں استعمال کیا۔قولِ محال محض تضاد نہیں بلکہ قولِ محال جہاں سے آغاز ہوتا ہے وہاں تضاد اختتام پذیر ہونے لگتا ہے۔ تضاد تو ایک عمومی حقیقت ہے جس کے فنی بیان میں دلکشی تو ہے صنعت کاری کا جمال دلفریب نہیں۔اسے اتحادِ ضدین بھی کہہ سکتے ہیں۔قول محال پہلی نظر میں سچائی، دوسری نظر میں جھوٹ اور تیسری نظر میں عملی سچائی محسوس ہوتی ہے''۔(۵۰) ''سکوت گویا، خاموشی، خاموش گویائی علامہ اقبال کا پسندیدہ کلمہ ہے۔ خاموشی کی بھی اقسام ہیں۔

i- خاموشی دلخواہ: یہ علامہ اقبال کی پسندیدہ خاموشی ہے۔پہلی مرتبہ اس کا ذکر ''بانگِ درا'' کی نظم ''ہمالہ'' میں ہوا تھا۔ یہ پرسکون خاموشی ہے جہاں فطرت ارضی اور فطرت سماوی آپس میں ہم کلام ہونے کی کوشش کرتی جلوہ گر ہوتی ہیں۔

ii- خاموشی پر وقار: یہ خاموشی بڑی پروقار ہے۔ اس میں خلوت وتنہائی ہے جو پورے ماحول پر چھائی ہوئی ہے۔ یہ بڑی معزز، متین اور بہت محترم ہے۔ ایسی خاموشی کے علامہ اقبال شدید شیدائی، تمنائی بلکہ فدائی ہیں۔

iii- خاموشی پر اسرار: یہ خاموشی کئی بھیدوں کا پتا دیتی ہے اور خاموشی کے کئی رنگوں کا بھی اور پھر جذب الہام فطرت ہی اس کا ضبط ہے۔

iv- خاموشی پر خلوص: یہ خاموشی فرطِ محبت اور احترام کی حامل ہے۔

v- خاموشی مصلحت آمیز۔: یہاں سے خاموشی ضبط بلکہ جبر کی حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔ پہلے مصلحت اور پھر احتجاج کا رنگ وروپ دھار لیتی ہے۔

vi- خاموشی محشر بداماں: یہاں سے اقبال کی خاموشی سارے بند توڑ کر دو بدو اور رو برو احتجاج کا رنگ اختیار کرتی ہے۔

علامہ اقبال نے کہا تھا کہ میری یہ خاموشی جبری ہے اور بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ اس مقالہ میں مصنف نے سکوت گویا کو سوزِ دروں سے ہنگامہ محشر میں بدل ڈالا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ ''بے زبانی ہے زباں میری''۔(۵۱)

۴- ''ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے'' از ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

پروفیسر صابر کلوروی (مرحوم) کی یاد میں ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کا مضمون ''ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے'' بہت کمال کا لکھا ہے۔ پروفیسر صابر کلوروی آج وہ ہم میں موجود نہیں مگر ان کا حسن کردار، ان کی محنت کے جگمگاتے نقوش اور اُن کی تحریروں کی ضیا ہمارے چاروں طرف ہمہ وقت موجود ہے۔ پروفیسر صابر کلوروی کے لب و لہجہ کا خلوص، ان کے عشق کی سرشاری اور اُن کی گفتار کی شیرینی ہمیں مدتوں اپنے دام میں اسیر رکھے گی۔

۵- ''ڈاکٹر صابر کلوروی کی علمی وتحقیقی خدمات'' از نذر عابد

نذر عابد کا مضمون ''ڈاکٹر صابر کلوروی کی علمی وتحقیقی خدمات'' قابل رشک ہے۔ ڈاکٹر صابر کلوروی کی علمی، تنظیمی، تدریسی اور ادبی خدمات کا احاطہ کرنے کے لیے ایک دفتر درکار

ہے۔ڈاکٹر صاحب کے تحقیقی کاموں کا زیادہ تر حصہ اقبالیات سے متعلق ہے۔

جلد:۵۷ جنوری-ستمبر۲۰۱۰ء شمارہ:۱تا۳

اس مجلّہ ''اقبال'' میں محمد نعیم بزمی کا اداریہ بہت اعلیٰ پایہ کا ہے۔اس شمارہ کے حصہ اُردو میں پندرہ مضامین شامل ہیں اور سات مضامین مختلف تصانیف کے تبصروں پر مشتمل ہیں۔مجلّہ ''اقبال'' کے حصہ انگریزی میں چار مضامین شامل ہیں۔

۱۔ ''تہذیبی تکثیریت وآفاقیت......ایک تحقیقی وتنقیدی مطالعہ'' از ڈاکٹر محمد آصف

ڈاکٹر محمد آصف کا مضمون ''تہذیبی تکثیریت و آفاقیت ...... ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ'' ہے۔ عام طور پر ماہرین اور مؤرخین موجود دنیا میں اور دنیا کی تاریخ میں تہذیبی تکثیریت کے قائل ہیں۔ بالعموم مؤرخین نے تاریخ میں بڑی بڑی تہذیبوں کی نشاندہی کی ہے یعنی ہر دور میں مختلف تہذیبیں موجود رہیں۔آج جبکہ مغربی تہذیب عروج پر ہے، زمانہ ماضی میں اسلامی تہذیب عروج پر تھی۔سپنگلر (Spengler) کا معروف ومشہور جملہ ہے:

''عالمی تاریخ بڑی بڑی ثقافتوں کی تاریخ ہے''۔(۵۲)

دراصل انسانیت کی بقا کا راز انسانیت کے احترام میں ہے اور جب تک تمام دنیا کی عالمی قوتیں اپنی توجہ کو احترام انسانیت کے درس پر مرکوز نہ کردیں انسانیت آگے نہیں بڑھ سکتی۔

۲۔ ''علامہ اقبال اور فرہادؔ'' از رانا غلام یٰسین۔

رانا غلام یٰسین کا مضمون ''علامہ اقبال اور فرہادؔ'' میں دلچسپی کا عنصر بدرجہ اتم موجود ہے۔ ''شیریں فرہاد کی داستان خسرو پرویز بادشاہ فارس کے دور سے تعلق رکھتی ہے۔شیریں خسرو پرویز بادشاہ فارس کی کنیز تھی،فرہاد اس سے بہت محبت کرتا تھا۔خسرو پرویز نے فرہاد کو ایک شرط پر شیریں دینے کا وعدہ کیا کہ اگر وہ فارس کی مشہور پہاڑی بےستوں کو تراش کر اس میں سے ایک چشمہ نکال دے۔فرہاد نے تیشے کے ذریعے پہاڑی کو کاٹنا شروع کیا اور شیریں کے عشق میں کافی عرصے تک یہ کام جاری رکھا۔خسرو پرویز نے جب دیکھا کہ وہ اپنے مقصد کے قریب پہنچ گیا ہے۔مبادا وہ کامیاب ہو جائے تو اس نے ایک بوڑھی عورت کے ذریعے اس تک یہ خبر

پہنچائی کہ شیریں کا انتقال ہو گیا، اس خبر کو سن کر فرہاد نے تیشہ اپنے سر میں مار لیا اور جان دے دی''۔(۵۳)

علامہ اقبال نے اپنے کلام میں فرہاد کو اس لیے بہت اہمیت دی کہ علامہ اقبال کو فرہاد میں فلسفہ حیات کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔اقبال کو فرہاد کی جو خوبیاں پسند ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

i- مقصد کی لگن: فرہاد میں مقصد کی لگن ہے وہ صاحب آرزو ہے۔خودی کے بیدار ہونے، آشکار ہونے اور استوار ہونے کے لیے انسان کا صاحب آرزو ہونا ضروری ہے۔مقصد کی لگن نئے نئے جہاں تخلیق کرواتی ہے۔ جب کسی مقصد کی لگن ہو اور اس کے ساتھ جذبہ بھی ہو تو انسان نہ مشکلات کی پرواہ کرتا ہے اور نہ بڑے سے بڑے خطرات اور رکاوٹیں اس کے راستے کی دیوار بن سکتی ہیں۔

ii- جذبہ عشق: فرہاد عشق کا پیکر ہے اور عشق ہی اس کی کامیابی کا راز ہے۔مقصد سے سچی لگن ہی اس کی جیت ہے۔فرہاد کے پاس جذبۂ عشق ہے۔

iii- جہد مسلسل اور سخت کوشی:۔فرہاد سخت کوش ہے۔جہد مسلسل اس کا شیوہ ہے۔ وہ تن آسان نہیں۔ یہ علامہ اقبال کا پسندیدہ موضوع ہے۔علامہ اقبال محنت شاقہ، سخت کوشی اور جہد مسلسل کو پسند کرتے ہیں۔

iv- سوال سے گریز: علامہ اقبال کو فرہاد کے کردار کی ایک ادا پسند ہے کہ وہ اپنی منزل حاصل کرنے کے لیے اپنی جان لڑا دیتا ہے لیکن کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ وہ سوال سے گریز کرتا ہے۔ یہی چیز علامہ اقبال کی شخصیت میں موجود تھی۔

''پس خودی کے استحکام کے لیے ہمیں جذبہ محنت، جذبہ وعمل کی قوت پیدا کر لینی چاہیے اور سوال یعنی بے عملی کی ہر نوع سے بچنا چاہیے۔سوال سے خودی کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور یہ تخیل بے نور ہو جاتا ہے''۔(۵۴)

v- سستی، کاہلی اور تن آسانی سے دور۔: علامہ اقبال کے نزدیک یہ تیشہ زنی ایسے جابروں اور ظالموں کی سلطنت کے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر سکتی ہے۔ ہر تیشہ زن ہر زمانہ کا فرہاد ہوتا ہے۔فرہاد میں سستی، کاہلی اور تن آسانی ہرگز نہ تھی۔

vi- تیشہ بطور استعارہ:۔فرہاد ''تیشے'' کی مدد سے اپنی دنیا آپ پیدا کر رہا ہے۔ علامہ اقبال نے تیشہ کا استعارہ بھی مختلف فکری پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کے لیے

استعمال کیا ہے۔ تیشہ محنت کی علامت ہے اور کہیں تیشہ عشق کی بھی علامت ہے۔

فرہاد سوالات نہیں پوچھتا بلکہ دل لگا کر محنت کرتا ہے اور اپنی دنیا خود پیدا کرتا ہے۔ تیشے کی مدد لے کر اپنی راہ خود پیدا کرتا ہے اور یہی اس کے کردار کی عملی تصویر ہے۔

۳۔ ''اقبال کی نعتیہ شاعری کا شاہکار'' از محمد عامر اقبال صدیقی

محمد عامر اقبال صدیقی کا مضمون ''اقبال کی نعتیہ شاعری کا شاہکار'' میں خاص انداز میں عقیدتوں کے پھول نچھاور کیے ہیں۔

> ''حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی نظم ''ذوق وشوق'' کو نعتیہ شاعری میں شاہکار قرار دیا جا سکتا ہے۔ علامہ اقبال کے اُردو مجموعہ کلام ''بالِ جبریل'' میں موجود ہے۔ ابتدا میں اس مجموعہ کلام کا نام ''نشان منزل'' تجویز کیا۔ مگر علامہ اقبال اس عنوان سے مطمئن نہ ہوئے۔ اس لیے بعد میں نشان منزل کو بدل کر ''بالِ جبریل'' کر دیا گیا۔ ''ذوق وشوق'' سے علامہ اقبال کی روحانی کیفیات اور نفسیاتی اثرات کی منظر کشی ہوتی ہے''۔(۵۵)

> ''تصوف کی اصطلاح میں ''ذوق وشوق'' اس کیفیت کا نام ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کا ذکر کرتے ہوئے عبادت میں محو ہو جائے۔ جذبہ عشق دراصل اقبال کے کلام کا اصل محرک ہے۔ علامہ اقبال خود بھی اس جذبے سے سرشار تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عشق رکھتے تھے۔ علامہ اقبال قوت عشق سے ہر پست کو بالا کرنے اور دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُجالا کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ علامہ اقبال کو زندگی بھر روضہ رسولؐ پر حاضری کی خواہش رہی مگر روضہ رسولؐ پر حاضری سے محروم رہے''۔(۵۶)

علامہ اقبال کی اس نظم کے ہر شعر میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ نمایاں ہوتا ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تڑپنا ہی زندگی ہے اور یہی تڑپ انسان کو بلند مقام تک لے جاتی ہے۔

۴۔ ''اشاریہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' از ڈاکٹر محمد آصف

ڈاکٹر محمد آصف کا مضمون ''اشاریہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' (اپریل ۱۹۹۲ء تا اپریل ۲۰۰۷ء)

ایک تعارف، حوالہ جاتی مواد تحقیق کی پیش رفت میں اہم ترین ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔
محمد نعیم بزمی کی اس کتاب میں اشاریہ سازی کے بنیادی اُصولوں کا خاص خیال رکھتے ہوئے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا اشاریہ بڑی جانفشانی، تحقیقی ترتیب اور عمیق نظری کے ساتھ تشکیل دیا گیا ہے۔ یہ کتاب اقبالیات کے حوالے سے یہ ایک اہم حوالہ جاتی مواد کی حیثیت رکھتی ہے۔

Volume: 57 Jan. - Sep. 2010 No. 1-3

There are four English essay in this magazine.

1. "Iqbal the Prophet of Muslim Renaissance" by S. A. Rahman.

In the19th century, freedom movements have been started. Iqbal shared his intellectual thoughts through his poems. He then realized that patriotism is not enough alone, we should break the barriers against race, language and gender etc. His sixth lecture based on the religious views has revealed that religious views had great impact on individual's transformation.

He made his life mission to imply his philosophical views on people. The society depends on the character and worth of the people who made it. The individual's personality should be such that it is fruitful to the whole community. The Islamic community saved the humanity by combining most of the repellant races.

Iqbal wants to prepare a man for modern times and science and to be a good human for himself and society. He wants to make a man ideal acting on the Islamic values.

جلد: ۵۸/۵۷ اکتوبر ۲۰۱۰ء۔ستمبر ۲۰۱۱ء شمارہ: ۴/۱ تا ۳

اس مجلّہ ''اقبال'' کے حصہ اُردو میں ۲۵ مضامین شامل ہیں اور حصہ انگریزی میں ایک مضمون شامل ہے۔

۱۔ ''اقبال اور نو جوانِ ملتِ اسلامیہ'' از ڈاکٹر محمد ہارون قادر

ڈاکٹر محمد ہارون قادر کا مضمون ''اقبال اور نو جوان ملتِ اسلامیہ'' نو جوان نسل کے لیے خرد

افروز ہے۔ علامہ اقبال اپنے فرزندِ ارجمند کو عشق رسولؐ میں سرشار دیکھنا چاہتے تھے۔

''اسی طرح اُمتِ مسلمہ کے ہر نوجوان کو بھی آنحضورؐ کے رنگ و بو میں بسا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ علامہ اقبال عصری مسائل سے آگے بڑھ کر مستقبل میں جھانکنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہیں۔ اس لیے انھیں ''شاعرِ فردا'' بھی کہا جاتا ہے۔ وہ نوجوان نسل سے ہی مخاطب رہے۔

''جاوید'' اقبال کا مثالی نوجوان ہے جس کے لیے اقبال کا واضح پیغام ہے جو موجودہ حالات میں بھی اُمتِ مسلمہ کے نوجوانوں کے لیے راہِ عمل ہے۔ علامہ اقبال مخاطب تو اپنے لختِ جگر ''جاوید اقبال'' سے ہیں، لیکن ان کی مراد تمام تر نوجوانانِ ملتِ اسلامیہ ہی ہیں۔ وہ نوجوان نسل ملتِ اسلامیہ کو بڑے خلوص اور اعتماد کے ساتھ اپنی مثالی زیست گزارنے کا درس دیتے ہیں۔ ''علامہ اقبال کو اپنی نوجوان نسل پر مکمل بھروسہ اور اعتماد ہے۔ نوجوان نسل کے لیے فکرِ اقبال سے آگاہی حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ کتنے دلکش انداز میں نصیحت فرماتے ہیں۔

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر
میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر (۵۷)

۲۔ ''اقبال کا تصورِ جبر وقدر'' از ڈاکٹر وحید عشرت

ڈاکٹر وحید عشرت کا مضمون ''اقبال کا تصورِ جبر وقدر'' بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ انتہائی عالمانہ اور فاضلانہ مقالہ ہے۔ علامہ اقبال کے نظریات وتعلیمات کی روشنی میں اس مقالے کی قدر و قیمت کا زبردست احساس اُجاگر ہوتا ہے۔

۳۔ ''ضربِ کلیم کا فنی مقام'' از قمر سلطانہ

قمر سلطانہ کا مضمون ''ضربِ کلیم کا فنی مقام'' پر بڑی عرق ریزی اور باریک بینی سے تحقیق کی ہے۔ ''ضربِ کلیم کا فنی مقام'' یقیناً زیست کے حقائق ہیں۔ قمر سلطانہ نے بڑی محنت اور عمیق نظری سے مشاہدہ کیا ہے۔ قمر سلطانہ رقم طراز ہیں کہ:

''اب باہر والے جہاں کو اندر والے جہاں سے مماثل کرنے کے لیے تصادم

کا رویہ لازم تھا۔ یہ کوئی غیر شعوری اَمر نہ تھا۔ حضرت علامہ اقبال نے ''ضربِ کلیم'' نام سوچ سمجھ کر رکھا تھا۔ ''ضربِ کلیم'' یعنی اعلانِ جنگ دورِ حاضر کے خلاف''۔(۵۸)

علامہ اقبال کا کلام اپنی علمیت، ژرف بینی اور بصیرت کے سبب فوقیت رکھتا ہے۔ ''ضربِ کلیم'' جس میں مختلف موضوعات پر حضرت علامہ اقبال کے تنقیدی خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ ''شعریت'' کے جوہر سے خالی نہیں۔ اقبال اس میں بھی وہی ہیں جو ''بالِ جبریل'' میں ہیں، البتہ ضرب کلیم میں یہ نکات ہدف تنقید بنتے ہیں اور اُن پر اظہار خیال ہوتا ہے۔ ''ضربِ کلیم'' کا کلام مختصر چبھتا ہوا، طناز اور پھر فنون لطیفہ پر اُردو میں جو کچھ ہے اس کا بیشتر حصہ ''ضربِ کلیم'' ہی میں مندرج ہے۔

''انھوں نے فن پر فنکارانہ تنقید کی ہے، انھوں نے شاعری پر شاعرانہ طرز میں گرفت فرمائی ہے۔ ان کا طعنہ اور اُن کی توبیخ بھی رعنائی کی حامل ہے۔''(۵۹)

۴۔ ''تحقیق کی معروف اقسام اور اقبالیات'' از محمد عامر اقبال صدیقی

محمد عامر اقبال صدیقی کا مضمون ''تحقیق کی معروف اقسام اور اقبالیات'' پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون تحقیقی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ محمد عامر اقبال صدیقی نے اپنی تخلیقی اور دانشورانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ تحقیق کی دو اقسام ہیں۔(۱) خالص تحقیق (۲) اطلاقی تحقیق۔

(i) خالص تحقیق: اس تحقیق کا مقصد معلومات کا دائرہ وسیع کرنا ہے۔ اس عمل میں بہت سارے سوالات کے جوابات مل جاتے ہیں اور موضوع کے بارے میں گوشوں کو بے نقاب کرنے سے ایک نئ تحقیق کی تلاش کا کام پورا ہو جاتا ہے اور محقق اپنے موضوع کے حصول میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

(ii) اطلاقی تحقیق: اطلاقی تحقیق کا مقصد نتائج کو مدنظر رکھ کر خالص تحقیق کی جانچ پرکھ کرنا ہے۔ تحقیق کے عمل کو بنیادی اور عملی اجزا میں بانٹا جاتا ہے۔ عملی تحقیق محدود پیمانے پر ہوتی ہے اور اس سے مسائل کے فوری حل دستیاب ہوتے ہیں مگر اس کا اطلاق ہر جگہ ممکن نہیں

ہوتا۔ بنیادی اور عملی تحقیق کا دائرہ کار ایک مخصوص مقامی مسئلے کے حل کے لیے کوشش کرنا ہے۔
درج بالا تحقیق کی اقسام کے علاوہ بھی اس کے کئی موضوعات ہیں۔

تاریخی تحقیق: اس تحقیق میں دستاویزات، آثار قدیمہ اور عہد رفتہ کی برگزیدہ ہستیوں کے کارہائے نمایاں اور فلسفوں کے علاوہ ان کی فکر کو بھی سمجھا اور پرکھا جاتا ہے۔ تاریخی اور سائنسی تحقیق میں بہت سے عوامل یکساں ہیں۔

اس کے علاوہ بیانیہ تحقیق، تجزیاتی، تکنیکی اور موضوعاتی تحقیق کو بھی عمل میں لایا جاتا ہے۔ ایک محقق تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مطالعہ کرے تو سمجھنے اور فیصلہ کرنے میں بہت آسانی ہو جاتی ہے کہ اسے کون سی راہ اختیار کرنی چاہیے جس سے اس کا کام آسان اور جلد مکمل ہو جائے۔ تمام تحقیقی رجحانات میں ایک یا چند قدریں مشترک ہوتی ہیں۔ مثلاً تحقیق نئے حقائق کی تلاش کا نام ہے۔ اس مواد یا تحقیق سے حاصل شدہ نتائج کی چھان پھٹک کرنا اور حتمی نتیجہ اخذ کرنا ہے۔ اقبالیات کے حوالے سے تاریخی تحقیق سب سے زیادہ موثر اور کارآمد ثابت ہوئی ہے اور بیانیہ تحقیق کی معاونت کرتی ہے پھر بنیادی اور ثانوی ماخذات کی روشنی میں نتائج اخذ کیے جاتے ہیں۔

۵- ''سفیرِ اقبال: پروفیسر محمد منور مرزا'' از ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

پروفیسر محمد منور مرزا (محققین اقبال) اقبال کے خاص اور قریبی لوگوں میں شامل بلند مقام پر فائز شخصیت ہیں۔ انھوں نے تا زیست اقبال اور فکرِ اقبال کی تفہیم وتوضیح اور تشریح پر بہت بڑا کام سرانجام دیا ہے۔

وہ ایک مخلص پاکستان اور سچے مسلمان تھے۔ ان کا شمار ہمارے ایسے بزرگوں کی صف میں ہوتا ہے جن کے سینوں میں ملتِ اسلامیہ کا درد انگڑائیاں لیتا تھا اور مسلمانوں کی زبوں حالی پر نوحہ کناں ہوتے تھے۔ پروفیسر محمد منور مرزا نے کلام اور افکارِ اقبال کو موثر ہتھیار کے طور پر اپنایا اور افرادِ ملتِ اسلامیہ کو خودی کا درس دیا۔ وہ ایک بہترین مفسر اقبال، شارح اور سفیر تھے۔
''سفیرِ اقبال'' کتاب پروفیسر محمد منور مرزا کے چھوٹے بھائی پروفیسر محمد مظفر مرزا نے مرتب کی ہے۔ پروفیسر محمد منور مرزا کے زیست کے تمام پہلوؤں کو بڑی تفصیلی اور خوبصورتی سے بیان

کیا گیا ہے۔ ان میں خراجِ تحسین پیش کرنے والے اکابرین قلم میں ڈاکٹر رفیق احمد، ڈاکٹر انور سدید، ڈاکٹر صفدر محمود، ڈاکٹر بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر وحید الرحمٰن خاں اور بہت سارے بڑے نام شامل ہیں۔ اسلاف کے فکروفن کی دلکشی اور اُن کے سیرت وکردار کی خوبصورتی سے نسلِ نو کو تعارف کرانا بہت اہم ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ کتاب پر محنت شاقہ اور خلوص دل سے کام کیا گیا ہے۔ تاہم ایک کمی محسوس ہوتی ہے کہ اگر کتاب کے آغاز میں مرتب کا پیش لفظ، مقدمہ یا دیباچہ شامل ہوتا تو مزید خوبصورت ہو جاتی۔

جلد: ۵۹/۵۸ اکتوبر ۲۰۱۱ء۔ مارچ ۲۰۱۲ء شمارہ: ۱/۴

دو سہ ماہیوں پر مشتمل شمارہ ''اقبال'' کے حصہ اُردو میں ۱۳ مضامین ہیں بشمول بیاد پروفیسر محمد منور مرزا (مرحوم)، حصہ انگریزی میں ۲ مضامین شامل ہیں۔

۱۔ ''اقبالیات میں تحقیق کی گنجائش، مقاصد اور خصائص'' از ڈاکٹر محمد آصف

ڈاکٹر محمد آصف کا مضمون ''اقبالیات میں تحقیق کی گنجائش، مقاصد اور خصائص'' ہے۔ اقبال ہماری صدی کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت ہے۔ اقبال کی سوچ اور اُن کا فن اس درجہ ہمہ جہت، انسانی، پر دلیل لیکن جذبات واحساسات سے معمور ہے جو اسے زمان ومکاں کی قید سے نجات دلا کر اسے دوام بخشتا ہے۔

اسلم انصاری کی اس ضمن میں رائے حقیقی معنوں میں صحیح ہے:

> ''کسی شاعر کی عظمت کا انحصار بہت حد تک اس کی فکری وفنی خوبیوں پر ہے جو انسانی فکر وخیال اور جذبات واحساسات کو ہر آنے والے زمانے میں متاثر کرتی رہتی ہیں۔ اقبال کے فن میں یہ خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں''۔ (٦٠)

یہی خوبیاں اقبالیات کی وجہ پسندیدگی اور مقبولیت خاص و عام ہیں اور اسی لیے اقبال کی حیات سے لے کر اب تک اہلِ قلم و ادب کی طرف سے اقبال کی بابت ایک گراں قدر سرمایۂ تحقیق وتنقید فروغ حاصل کر چکا ہے اور بہت سے اہل تنقید و محقق حضرات نے اقبالیات پر بہت محنت سے کام کیا ہے اور تحقیق کا حق ادا کیا ہے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے۔

تاہم معیار اور افادیت کے حوالے سے بہت کم حصہ ایسا ہے جسے اقبال شناسی کا نام دیا جا سکے۔ اس بات کا دراصل مقصد اور نصب العین سے تعلق ہے۔ سوال اُٹھتا ہے اقبالیات کی تحقیق کے مقاصد کیا طے کیے جانے چاہئیں؟

تحقیق کی بہت ساری تعریفات میں جذبۂ تلاش حق اور بازیافت ہے جو ایک مشترک قدر کے طور پر نظر آتا ہے۔ مطلب یہ کہ مقصدِ تحقیق طے ہو جانے کے بعد اقبالیات میں تحقیق کے مقاصد کا تعین بھی از خود ہو جاتا ہے اور تحقیق کا عمل آسانی سے سرانجام دیا جا سکتا ہے۔

اقبال کا کلام ہزار سالہ علمی روایت کا عکاس ہے۔ اس لیے محقق اقبال کے لیے ضروری ہے کہ اقبالیات کے ساتھ ساتھ تمام علمی امور کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ ایک طرف تو فلسفۂ اقبال کی تشریح و توضیح کا فریضہ سرانجام دیں تو دوسری جانب طلبہ اور نوآموز محققین کے ذہن کو جلا بخشیں۔ محققین کے لیے عبدالرزاق قریشی نے اپنے مضمون فن تحقیق میں آیووا کی ریاستی یونیورسٹی کے حوالے سے شرائط لاگو کی ہیں جو اقبالیات کے محقق کے لیے بھی ضروری ہیں۔

قوتِ استدلال، جدت، حافظہ، چستی، صحت، کاوش، اشتراک، اخلاقی رجحان، تندرستی اور تحقیق کے لیے شوق اور سرگرمی وغیرہ۔ درج بالا اُصول و اوصاف کا مالک محقق ہی اقبالیات کے سلسلے میں ٹھیک اور ٹھوس نتائج دے سکتا ہے اور اُن مقاصد تک رسائی حاصل کر سکتا ہے جو اقبالیات میں تحقیق کے ضمن میں پیش نظر ہونے چاہئیں۔

درج بالا بحث اس نتیجے پر پہنچاتی ہے کہ اگرچہ اقبال پر بیش بہا تحقیقی و تنقیدی کام کیا جا چکا ہے۔ تاہم حقیقت پھر بھی وہی ہے کہ اپنے معیار، افادیت اور فکری وفنی اعتدلال کے حوالے سے بہت کم حصہ ایسا ہے جسے صحیح معنوں میں اقبال شناسی کا نام دیا جا سکے۔ جو بھرپور طور پر روحِ اقبال کو اُجاگر کر سکے۔ انتہا پسندی، جانبداری، تعصب، جذباتی پن، ملائیت، مجرد عقلیت، روایتی عناصر اور نام نہاد جدت پسندی جیسے عوارض اب بھی نظر آتے ہیں۔ روشن خیالی اور توازن و اعتدال مفقود ہے۔ محققین کی ذاتی آرا اور تعبیرات میں اقبال کا تشخص اور شکل وصورت بگڑ گئی ہے۔ اس لیے آج بھی روحِ اقبال ایک اعتدال پسند، ٹھوس، وسیع النظر، مدلل، تجزیاتی، منصفانہ اور معروضی تحقیقی و تنقیدی فکر ونظر کا متلاشی و متقاضی ہے اور ایسے محقق کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

۲- ''علامہ اقبال بطورِ نقاد'' از ڈاکٹر مزمل حسین۔

ڈاکٹر مزمل حسین کا مضمون ''علامہ اقبال بطورِ نقاد'' ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عظیم شاعر شاذ و نادر ہی جید نقاد ہوتے ہیں۔ انگریزی ادب اور اُردو ادب کے حوالے سے کولرج، ٹی ایس ایلیٹ، الطاف حسین حالی اور اقبال جیسے شعرا کو دیکھ کر یہ بات بالکل غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ چاروں شعرا بہت بڑے شاعر اور ساتھ ہی ساتھ بہت بڑے نقاد بھی تھے۔ حالی کی مقدمہ شعر و شاعری ایک مربوط تنقیدی کتاب موجود ہے۔ اقبال کے حوالے سے دیکھا جائے تو انھوں نے کوئی خاص نکتہ بیان نہیں کیا تاہم ان کی نگارشات میں تنقیدی شعور اور تنقیدی اپروچ کا احساس بدرجہ اتم موجود ہے۔ ہر تخلیق کار کے لاشعور میں ایک ناقد گھات لگائے بیٹھا ہوتا ہے۔ اپنی تخلیق پر پہلے وہ خود تنقیدی نظر ڈالتا ہے اس کو پرکھتا ہے، سنوارتا ہے، ردوبدل کرتا ہے اور فنی اعتبار سے مکمل کر کے اسے حتمی شکل دیتا ہے۔ اس نظریے کے توسط سے دیکھا جائے تو اقبال کا ہر شعر نپا تلا ہوتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی نقاد کے دامن سے فیض یاب ہو کر نکلا ہے اور یہ ناقد بلاشبہ شاعر خود ہی سب سے بڑا پہلا نقاد ہوتا ہے۔

۳- بیادِ پروفیسر محمد منور مرزا ''اب انھیں ڈھونڈ چراغ رخِ زیبا لے کر''، از تحسین فراقی

مرزا مرحوم ہمارے ان نمایاں ترین دانشور حضرات میں شمار ہوتے ہیں جنھیں قدرت نے بڑی فیاضی اور سخاوت کمال سے وسعت علم اور وسعت نظر کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ جو لوگ ان کے ہم عصر ہیں وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کس قدر خوش گفتار، ملنسار، سچے عاشق رسولؐ اور صاحبِ ایمان و ایقان شخصیت تھے۔

اُسلوب گفتار ایسا عمدہ تھا کہ بہت سے لوگ اپنی فصاحت و بلاغت کے باوجود خود کو ہیچ سمجھتے تھے۔ فنا فی الاقبال تھے۔ اقبال شناسی ان کی بنیادی پہچان تھی۔ اس کا منہ بولتا ثبوت ان کی مایۂ ناز تصانیف ''برہان اقبال'' ''ایقانِ اقبال، میزان اقبال، اقبال کی فارسی شاعری جیسی عمدہ اور بہترین تصانیف کے ساتھ ہی ساتھ انگریزی میں بھی بہترین کتب کا اضافہ کیا اور درج بالا تمام کتابیں اقبال کے مصرع:

''ہے رگِ ساز میں رواں صاحب ساز کا لہو''

کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ......مرزا منور مرحوم کی پہلی برسی کے موقع پر ان کی تازہ ترین انگریزی کتاب "Iqbal on human Perfection" منظر عام پر آئی جو سابقہ کتب کی طرح اقبال سے دلی ہم آہنگی کی مضبوط اور پائیدار دلیل ہے۔ بحیثیتِ اقبال شناس وہ ان محاسن اور شرائط سے بخوبی آگاہ تھے جو اقبال شناسی کے بنیادی اور کلیدی نکات ہیں اور علم کی صحیح قدر و قیمت اس کے صحیح رخ سے ہی متعین کی جاتی ہے۔

۴۔ ''ایقان اقبال ایک مطالعہ'' از محمد اسلم بھٹی

''ایقانِ اقبال'' پروفیسر محمد منور مرزا کی تصنیف ہے اور اقبال اکادمی سے ۱۹۷۷ء شائع ہو کر منظر عام آئی۔ انتساب پروفیسر کرامت حسین جعفری کے نام ہے۔ ضمیمہ جات اور اشاریہ کے علاوہ سات مضامین اس کتاب میں شامل ہیں۔

ابتدائی مضمون ''علامہ اقبال اور تعلیم آدمیت'' ہے۔ فکرِ اقبال کا عمیق نظری اور زیرک نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ علمیت الگ شعبہ ہے اور انسانیت الگ شعبہ ہے۔ تعلیم اور شے ہے تربیت اور شے ہے۔

دوسرا مضمون ''علامہ اقبال اور ابراہیمی نظر'' حضرت ابراہیم کے جذبہ عشق پر محیط ہے۔

تیسرا مضمون علامہ اقبال اور حیات بعد الموت'' کے موضوع پر سیر حاصل بحث ہے اور اس موضوع پر ایک جامع خطبہ ''خودی، جبر وقدر، حیات بعد الموت'' ہے۔

چہارم مضمون ''علامہ اقبال کا تصور ملت: ماضی حال اور مستقبل'' ہے۔ اس مضمون میں وطن، ملت اور قومیت پر افکارِ اقبال کے حوالے سے بحث وتمحیص کا احاطہ کیا گیا ہے۔

پانچویں اور **چھٹے مضمون** میں اخوت، مساوات، بھائی چارے اور کلام اقبال میں مستعمل اصطلاحات، استعارات، تراکیب و کنایوں کے ساتھ بڑی وضاحت سے اس قوم کے نام اپنا مضمون بصورتِ خطاب نذر کیا ہے۔

آخری مضمون ''فقر۔ کلامِ اقبال کی روشنی میں'' ہے۔ اس مضمون میں فقر، فقیر اور فقرا کے لغوی و اصطلاحی مفاہیم احادیث و آیات مبارکہ کی روشنی میں واضح کیے گئے ہیں۔

درج بالا اہم اور بھرپور علمی و ادبی خزانے سے لبریز مضامین کے عمیق یا طائرانہ مطالعہ کر کے مصنف کی کاوش کو سراہنا اور خراجِ تحسین پیش کرنا اہلِ علم و ادب کا شیوہ ہے۔

۵- ''ناموراستاد، ناموراخاکہ نگار'' از ڈاکٹر محمد ہارون قادر

پروفیسر محمد منور مرزا ایک ہمہ گیر شخصیت تھے۔ بہت سی خوبیوں سے مزین تھے۔ علمی و ادبی میدان کے درشہوار تھے۔ جہاں اور مضامین و موضوعات پر سخن آزمائی کے فن سے بہرہ ور تھے وہیں ایک مایہ ناز خاکہ نگار کے طور پر ابھرے اور اس صنف تحریر میں بھی بہت خوب کام کیا۔

مرزا محمد منور نے اپنے خاکے، خاکہ نگاری کے اُصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے صفحہ قرطاس پر بکھیرے۔ انھوں نے اپنے شفیق اساتذہ کرام، اپنے ہم عصروں، عزیز و اقارب اور اپنے پیارے شاگردوں کے علاوہ بھی کئی اور لوگوں کے خاکے لکھے۔ مرزا منور ایک جرات مند، بے خوف اور جذبہ خلوص سے معمور شخصیت و خاکہ نگار تھے۔ نامور ادبی شخصیات کے علاوہ قصہ پارینہ ہو جانے والی شخصیات کے بھی خاکے لکھ کر انھیں لوگوں میں متعارف کروایا اور زندہ و جاوید کر دیا۔

''پروفیسر لودھی اور میری رائے کے مطابق مرزا منور نے درج ذیل شخصیات پر خاکے لکھے۔ ڈاکٹر سید نذیر احمد، پروفیسر عبدالقیوم، مولانا صلاح الدین احمد، حضرت امیر خسرو، شیخ ظفر اقبال، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پروفیسر تاج محمد خیال، حفیظ جالندھری، مولانا شمس الدین، میاں محمد اکبر، مولانا کلیم، مولوی فرید، میجر مسعود اختر، صاحبزادہ رفعت سلطان، شورش کاشمیری، پروفیسر کرامت حسین جعفری، پروفیسر نصیر احمد زار، ڈاکٹر نذر احمد قریشی، مرزا ادیب، محمد عبداللہ قریشی، پروفیسر فیروز الدین رازی اور جسٹس رستم علی کیانی کے خاکے شامل ہیں''۔ (۶۱)

''کئی شخصیات ایسی ہیں جن کے خاکے ایک سے زائد بار بھی ان کے زورِ قلم سے نکلے۔ ان کے تحریر کردہ خاکے ''نوائے وقت'' میں شائع ہوتے تھے۔ کوئی ایک آدھ روز نامہ ''جنگ'' کی زینت بنا۔ باقی دیگر اُردو رسائل میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ ''اُردو زبان، محفل سیارہ، اورینٹل کالج میگزین، اوراق، چٹان، افکار جاوداں، زندگی، لیل ونہار، استقلال، جی سی لاہور کا علمی و ادبی مجلّہ ''راوی'' اور ''پطرس'' شامل ہیں''۔ (۶۲)

بہترین خاکہ اسے کہتے ہیں جس میں شخصیت کی خوبیوں اور خامیوں کو بطریق احسن

نمایاں کیا گیا ہو۔ بہترین خاکہ کسی شخص کے مکمل حلیے، عادات و اطوار، خیالات و جذبات، سیرت و کردار اس کے داخلی، خارجی، ذہنی، جسمانی، نفسیاتی، فکری وفنی اچھائیوں اور برائیوں کے تمام تر پہلوؤں کی نشاندہی کرے۔ خوبیوں کو بیان کرنا ہوتو احترام لازم ہے اور خامی کا ذکر مقصود ہوتو طرز بیان سے نفرت کا احساس نہ ہو۔ مزاح نگاری خاکہ نگاری کا اٹوٹ انگ ہے۔

اخلاقی حدود و قیود کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے خاکوں میں شوخی، ظرافت اور زندہ دلی کی بے مثال تصویر کشی کی ہے۔ طنز کا عنصر بھی خاکوں میں موجود ہوتا ہے اور مرزا صاحب کا طنزیہ انداز خاکوں میں دلکش تاثر کی جھلک دکھاتا ہے۔ انھی خصوصیات کی بنا پر ان کے خاکے فکر وفن اور اظہار بیان کے اعتبار سے بہت اہم ہیں اور انھیں اُردو ادب میں جگہ دے کر ان کی کاوشوں کا حق ادا کیا جاسکتا ہے۔

Volume:58/59 Oct-2011 to March-2012 No.1/4

1.Dr. Sir Muhammad Iqbal's Interview with the "Bomby Chronicle"

"One the eve of Iqbal's departure for Landon to attend the Second Round Table Conference (17th September - December 31, 1931(he gave an interview to a representative of the Bombay Chronicle which is reproduced here under:

(1). Iqbal and Non-Muslims

"I have no prejudice against any community or nation in the world. All I want is to see Islam return to its pristine simplicity. I wish to see Indians living in peace and I am convinced that such a thing is possible even while every community retains its culture and individuality".

(2). Pan-Islamism

Q. What is your conception of Pan-Islamism?

A. "The term Pan-Islamism has been used in two senses. As far as I know, it was coined by a French journalist and in the sense in which he used that term, Pan-Islamism existed no where except in his own imagination. I think the French journalist meant to give shape to a danger which he fancied was existing in the world of Islam. The phrase was invented after the fashion of the expression "Yellow Peril," in order to

justify European aggression in Islamic countries".

"Later on, I think the expression Pan-Islamism was taken to mean a kind of intrigue, the centre of which was a Constantinople.

The Muslims of the world were understood to be planning a kind of Union of all the Muslim States against the European States. The late Professor Brown of the Cambridge University has I think, conclusively proved that Pan-Islamism in that sense never existed in Constantinople or anywhere else.

There is, however, a sense in which Jamal-ud-Din Afghani used it. I do not know if he used the same expression, but he actually advised Afghanistan, Persia and Turkey to unite against the aggression of Europe. This was purely a defensive measure, and I personally think that Jamal-ud-Din Afghani was perfectly right in his veiw".

"But there is another sense in which the word should be used and it does contain the teaching of the Quran. In that sense it is not a political project but a social experiment. Islam does not recognize caste or race or colour. In fact, Islam is the only outlook on life which has really solved the colour question, at least in the Muslim world, a question which modern European civilization whith all its achievements in science and philosophy, has not been able to solve. Pan-Islamism, thus interporeted, was taught by the Prophet and will live forever. In this sense Pan-Islamism is only Pan-Humanism. In this sense every Muslim is a Pan-Islamist and ought to be so. Indeed the word Pan ought to be dropped from the phrase Pan-Islamism, for Islamism is an expression which completely covers the meaning I have mentioned above".

(3). Imperialsim

Q. Do you consider British Imperialism to be Godly?

A. All States engaged in exploitation are un-Godly.

(4). Bolshevism

Q. Do you subscribe to the view once expressed by you in a letter to Sir Francis Young husband that "Islam is Bolshevism plus God"?

A. "Islam is a Socialistic religion. The Quran teaches a kind of via media between absolute Socialism and private property Russia has recognized the promotion of skilled labour".

Personally, I thinks that modern conscience will bring about fundamental changes in what you call Imperialism and Bolshevism. The

days of territorial Empires are over and Bolshevism, in the sense of absolute socialism,is already being modified. Russia and Britain may come to blows, because of the fundamental difference in their economic outlook, in which case it is abvious that the sympathies of all right-thinking men would be on the side of justice.

A few more questions on the point elicited the information that the poet held radical views on the subject which vitally differed from the present conception of private property as preached and practised by the Muslims. He was very clear and emphatic on one point and it was that Quranic teaching was opposed to hold. Land as private property.

"As far as I have been able to see Iron, he papers the Russians are reported to have rejected the idea of God as a basis of human society. Even if this state does exist in Russia today, I doubt whether it will continue to exist. Materialism pure and simple cannot serve as a basis for human society and the Russians as far as I know are really a religious people."

(5). Criticism of Iqbal as a Politician

"The representative asked the poet what reply he had, to give to those of his honest and well-meaning critics who felt embarrassed at his present attitude, as it was not in keeping with the teachings of his poetry. The poet was further told that some people believed that Iqbal the poet had been superseded by Iqbal the politician".

"He replied. "It is for my critics to judge me. But they ought to do so from my writings, which I am afraid few of them care to read or understand. But there is no doubt that my ideas about Nationalism have under gone a definite change. In my college days I was a zealous Nationalist which I am not now. The change is due to mature thinking. It is unfortunate that my letter writing are all in Persian which is little understood in this country."

Q. Are you for the continuance of the Princely order?

A. "I am not for the continuance of the Princely order. But I am neithr at heart a believer in Democracy. I tolerate Democracy because there is no other substitute".

Q. Don't you think that you would have been more useful to the country as a poet than a politician?

A. "The poet replied that he had not ceased taking interest in literary

pursuits. In fact, that was his main occupation even now. He referred to his latest publication "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" and said that on his return from England he intended to write more on allied subjects".

Q. You have done more than anyone else to expose the sham of Conferences and the League of Nations and yet you seem to lre pinning your, faith on the Round Table Conference. Will you kindly explain the Paradox?

A. "When this question was put, the poet blinked and abruptly turned to his constant companion --- the Hookah.

Q. Why are you opposed to Nationalisms?

A. "I consider it against the higher ideal of Islam. Islam is not a creed. It is a social code. It has solved the colour problem. It wants to turn the minds of people into a single channel. It originally conceived the unity and the spiritual resemblance among the members of human race. Nationalism as at present under-stood and practiced comes in the way of the realization of that ideal and that is my argument against Nationalism".

Q. What is the possibility of a Federation of the Arabian countries?

A. "I believe in the Federation of Arabian States, though there some very great difficulties in the way. I have great faith in the Arabic language which in my opinion is the only Eastern language which has a future before it as a living language. I look upon it as a great bond of union among the Arabian nations next to their faith. The present condition of Hajaz is not, however, very satisfactory. It is difficult for me to forecast the future of Arabian Federation".

"If the Muslim countries keep true to the ideals of Islam they are likely to do the greatest service to humanity. Islam, in my opinion, is the only positive system that the world possesses today provided the Muslims apply themselves to it and re-think the whole thing in the light of modern ideas. The Indian Muslim in my opinion is likely to play a very important role in the future of Islam. New Islam relies more on the younger generation which has received more education with necessary grounding in Islam".

"The Ulama, if they properly apply themselves to understand the real meaning of problems, political and economic, which confront Islam

today, with their knowledge of the past would be of immense, use in the future reconstruction of Islam. I have myself made my humble contribution and I hope to write more. I have tried to see the religious philosophy of Islam in the light of modern knowledge and it hope I Shall find time to do the same thing with the system of fiqh which in my opinion is much more important today than the purely theological aspect of it. It was, as a matter of fact, necessary as a prelude to the work of reconstruction".

"I am concentrating on fiqh which the Ulama have neglected for several centuries. The Quran must now be read as a book which throws light on the birth, growth and death of nations or rather peoples. In the history of revealed literature, the Quran is probably the first book which spoke of people as living organism. The Quran conceives people as obeying certain definite laws, of which the moral aspect the Quran has emphasized more than the other aspects".

Q. Are you going to visit any Islamic country on your way back to India after finishing the work of the Round Table Conference?

A. "The poet said that his desire was to visit all or at least as may of the Islamic counties as possible. But paucity of funds would not allow him to visit may of them. He would however visit Egypt while returning from England.

He wanted to visit all Islamic countries with a view to study conditions prevailing in those countries at present and he wanted to write a book on The Modern World of Islam. But it again depended on the funds that would be available and be could say nothing with any amount of certainty at this stage."(63)

جلد:۵۹ اپریل-ستمبر۲۰۱۲ء شمارہ:۲،۳

اس سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں حصہ اُردو میں ۱۱ مضامین شامل ہیں اور حصہ انگریزی میں ایک مضمون شامل ہے۔

۱- ''علامہ اقبال بطور عاشقِ رسولؐ'' از پروفیسر محمد حنیف شاہد

علامہ اقبال کی سیرت اور زیست کا انتہائی قابل قدر اور انمول وصف جذبہ عشقِ رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ انھیں رسول پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت و الفت تھی۔ اس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لگاؤ تھا کہ جہاں کہیں اسم مبارک لکھا دیکھا یا کسی نے ان کے سامنے نامِ نامی لیا، شدتِ جذبات والتفات سے رقت کا غلبہ ہو جاتا۔ آنکھیں بے اختیار برسنے لگتیں اور روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سراپا میں رچ بس گیا تھا۔ ان کے ذہن وفکر پر بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ سایہ تھا۔ ایمان بالغیب کے قائل تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا وہی دین وایمان ہے اور سر آنکھوں پر۔ اس میں کسی قسم شک وشبہ اور چون وچراں کی گنجائش نہیں ہے۔

سمعنا واطعنا فرمانبرداری اور غلامی یہی ایمان کی قوی برہان ہے۔ مختلف اصحاب کے نام مکاتیب میں اس بات کا بخوبی اظہار ہوتا ہے کہ علامہ اقبال بذات خود بھی اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے میں کوشاں ہوتے بلکہ اپنے احباب کو بھی اس کی خصوصی تلقین و تاکید کرتے تھے۔ شاعر اسلام حضرت علامہ محمد اقبال حضور سرورِ کائنات رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق اور فدائی وشیدائی تھے اور اسوۂ رسول پر کاربند ہونے کو اولین ترجیح دیتے تھے۔ اس واردات قلبی کا آپ نے اپنے والد گرامی سے بھی ذکر کیا تھا کہ لوگوں کی حرف گیری میں آسانی سے سہہ سکتا ہوں مگر خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی و نافرمانی سے میرا دل کانپتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم بھی قرآن کریم فرقان حمید اور تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق زندگی گزاریں اور یہی ہمارا وظیفہ حیات ہونا چاہیے۔

۲۔ ''علامہ اقبال: مسائل ومباحث......ایک جائزہ''، از سلیم اللہ شاہ

ڈاکٹر سید عبداللہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ مسلمہ طور پر اُردو زبان و ادب کے بے مثال استاد، اعلیٰ درجہ کے محقق اور وسیع المطالعہ نقاد بھی تھے۔ عربی اور فارسی زبانوں پر دسترس اور مکمل مہارت ہونے کی وجہ سے نثر میں بہت عمدگی اور نفاست کا عنصر نمایاں تھا۔ سادگی اور سلاست بھی ملحوظ خاطر رکھتے۔ فکرِ اقبال کی ترویج وتفہیم کے موضوع سے

ڈاکٹر سید عبداللہ کو خاص شغف تھا۔ اسی لیے اقبال شناسی میں بھی وہ صفِ اول میں نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر سید عبداللہ اقبال کی شخصیت وفکر پر آٹھ مختلف تصانیف لکھ چکے ہیں اور زیرِنظر مقالہ ان کی نویں کتاب ''علامہ اقبال: مسائل اور مباحث'' ہے جسے ماہر اقبالیات ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے مرتب کیا ہے۔ اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر اسے منظرِ عام پر لانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اس کتاب میں ایسے اقبالیاتی مقالات و مضامین، مکاتیب، دیباچوں، تبصروں، مباحثوں اور متفرقات کو اکٹھا کیا گیا ہے جو کہ ان کی سابقہ کسی تصنیف میں موجود نہیں ہیں۔ کتاب متنوع عنوانات کے تحت پانچ حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ پہلا ملاقاتِ اقبال (دوم) حصہ مضامین (جس میں گیارہ مضامین شامل ہیں) (سوم) آٹھ مکاتیب پر محیط ہے (چوتھا) دو مصاحبے (فکر ونظر اور العلم) پانچواں حصہ متفرقات کے زیرِ عنوان دو حصوں میں منقسم ہے۔ دیگر کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی قارئین اقبال کے لیے گراں قدر اور نایاب تحفہ ہے۔

۳۔ ''علامہ اقبال اور ملتِ اسلامیہ کی نشاۃِ ثانیہ'' از محمد شفیق اعوان

دورِ حاضر میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا تذکرہ زبان زدِ خاص و عام ہے۔ اس ضمن میں دو طرح کے طبقات فکر سامنے آتے ہیں۔ ایک جو اسلامی نظریہ زندگی کے متعلق واجبی سی معلومات رکھتے ہیں ان کا مقصد اسلام میں جدید خیالات کا پیوند و رنگ چڑھا کر مادی دوڑ میں شامل کرنا ہے۔ دوسرا طبقہ عصرِ حاضر کے مسائل کی اہمیت کو سمجھے بغیر لکیر کے فقیر کا کردار ہیں۔ قدیم معلومات کو اکٹھا کرنا ضروری ہے کہ ان کی روشنی میں حال کو سنوارا جا سکے اور مستقبل کی منصوبہ بندی کی جا سکے۔

> ''ماضی قریب میں علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے توسط سے اس کام کا اجرا کیا۔ تجدید و احیائے دین میں مولانا شبلی نعمانی، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا سید ابوالحسن ندوی اور مولانا نعیم صدیقی اور دیگر اکابرین نے بھی اسلام کے نظریہ و نظام کی ترجمانی کی ہے''۔ (۶۴)

اقبال نے پاک و ہند میں مسلم احیا و نشاۃ ثانیہ کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان کے کلام نے ایسی فضا کی آبیاری کی جو نئی نسلوں میں اسلام پسندی اور خودی میں پروان چڑھی۔ وہ قرآن حکیم

اور ذاتِ رسولؐ سے قلبی وابستگی کو تمام مسائل کا نجات دہندہ گردانتے تھے۔ علامہ اقبال مقلدانہ طرز فکر اور سوچ سے متنفر تھے وہ اسلامی روایات سے پائیدار وابستگی اور نئے موضوعات ومسائل پر تحقیق وسوچ بچار کرنے کے حق میں تھے۔

''اسی سلسلے میں پٹھان کوٹ میں دارالاسلام ٹرسٹ کے نام سے ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ اقبال پورے اسلام کے داعی تھے۔ وہ فرقہ پرستی اور تفرقہ بازی سے سخت نالاں تھے۔ کیونکہ نشاۃ ثانیہ کا کام صرف متحد وجسد واحد بن کر ہی کیا جا سکتا ہے''۔(۶۵)

''علامہ اقبال نے قرآن وحدیث کی روشنی سے اپنے کلام میں رہنمائی کی ہے۔ اقبال صرف انیسویں صدی یا بیسویں صدی کے شاعر نہیں ہیں بلکہ وہ ایک عظیم اسلامی قائد اور منفرد لب ولہجہ کے اسلام پسند شاعر ہیں۔ ان کی شاعری آفاقی ہے۔ یہ شاعری زمان ومکان کی پابند نہیں ہے، اس سے ہر دور میں رہنمائی لی جا سکتی ہے۔

(۴)۔ ''مسلم فلسطین کی گمشدہ میراث اور علامہ اقبال'' از محمد افتخار شفیع

آزادی ہر قوم کا بنیادی حق ہے اور ہر ملک کو قوم کو دیگر اقوام کی بالادستی اور دباؤ کے بغیر آزادانہ اور اپنا نظام حکومت چلانے کی مکمل آزادی ہے اور اس کے عوام کو مذہبی، سیاسی اور سماجی طور پر اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنے کی مکمل آزادی ہونی چاہیے۔

''رابرتو زیلویلونی نے اپنی کتاب "Self-Determination" میں آزادی کے موضوع پر کچھ اس طرح روشنی ڈالی ہے

"To be and to be free are the same thing for a person. When we act freely, we not only understand he act but we also feel we have the power of evoking motives and making them our own".(66)

''طاقتور اقوام کم زور ریاستوں کو ان کے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات کے مصداق مختلف طریقوں اور حربوں سے ان کی آزادی کو ضبط کر لیتے ہیں۔ فلسطین بھی انھی بدقسمت اقوام میں شامل ہے جو لمبے عرصے تک اقوام عالم کی بے حسی اور بے توجہی کا شکار ہے۔ فلسطین کے بہت سے شہر تاریخی پس منظر اور جغرافیائی اہمیت کے حامل ہیں۔ البتہ ''القدس'' سب سے زیادہ مشہور ہے۔ قبۃ الصخرہ اور مسجدِ عمر اس میں ہیں اور اسی سے متصل دوسرا شہر ''الخلیل'' جہاں مسجد

ابراہیم واقع ہے اور مزار ابراہیم بھی یہیں ہے''۔(۶۷)

فلسطین امن و آشتی کا گہوارہ تھا۔ مسلم دور حکومت میں تین آسمانی مذاہب کے ماننے والے یہاں آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے مگر آج کا فلسطین استعماری چالبازیوں اور چالاکیوں کے باعث صرف تاریخ کے اوراق پر نظر آتا ہے۔ اعلانِ بالفور کے باعث یہودیوں کا بے جا داخلہ اور فلسطینیوں کے لیے دائرہ کار تنگ ہوتا گیا۔ فلسطینی عوام نے اس پر شدید ردعمل کا اظہار کیا۔

شاہی کمیشن نے جولائی ۱۹۳۷ء میں برطانیہ، عرب اور یہودیوں میں فلسطین کا ایک ایک حصہ بانٹ دینے کی تجویز پیش کی۔ اس پر نہ صرف فلسطینیوں نے بلکہ عالم اسلام میں اس کا شدید ردعمل سامنے آیا۔ اقبال برصغیر کے واحد شاعر تھے جن کی مشرقی اور مغربی علوم پر یکساں دسترس و رسائی تھی۔ انھوں نے فلسطین کی صورتِ حال پر مسلسل نظر رکھی۔ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ خوئے غلامی ایک نسل سے دوسری نسل میں سرایت کر جاتی ہے اور قومیں آہستہ آہستہ اس جرأت سے محروم ہو جاتی ہیں جو اجتماعی تشخص و پہچان کے لیے ضروری ہیں۔

جلد:۵۹/۶۰ اکتوبر ۲۰۱۲ء–مارچ ۲۰۱۳ء شمارہ:۱/۴

مجلّہ ''اقبال'' کے حصہ اُردو میں چودہ مضامین شامل ہیں جن میں چار مضامین پر مشتمل گوشۂ خصوصی بیاد سر شیخ عبدالقادر اور ایک بازیافت بھی شامل ہے۔ حصہ انگریزی میں ایک مضمون شامل ہے۔

۱– ''جوئے آب'' (تحقیقی وتنقیدی مطالعہ) از ڈاکٹر محمد آصف

ڈاکٹر محمد آصف کا مضمون ''جوئے آب'' (تحقیقی وتنقیدی مطالعہ) ہے۔ موجودہ عصری صورتِ حال پر ایک سرسری نظر یہ اذیت ناک احساس بیدار کرنے کے لیے کافی ہے کہ اس وقت پوری دنیا کس قدر سماجی، فکری، سیاسی اور ذہنی انتشار اور جنگ و جدل کا شکار ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ اسلام کی اصل روح کو سامنے لایا جائے ''پیامِ مشرق'' میں موجود اقبال کی فارسی نظم ''جوئے آب'' موجود ہے جس کے حوالے سے اسلام کے حقیقی عناصر کو اُجاگر کیا جا سکتا ہے۔

''اقبال کا تیسرا فارسی شعری مجموعہ ''پیامِ مشرق'' گوئٹے کے ''دیوانِ مغرب'' کے جواب میں منظر عام پر آیا۔ گوئٹے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرۃ طیبہ، حیات جاوداں اور قرآن کی حرکی تعلیمات سے متاثر تھا۔ یہاں تک کہ اس نے پیغمبر اسلام پر منظوم ڈرامہ یا تمثیل لکھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ایک جزو یا ابتدائیہ ہی لکھ سکا، تکمیل تک نوبت نہ پہنچ سکی''۔(٦٨)

نسیم امروہوی نے اپنی تالیف ''فرہنگ اقبال'' میں وضاحت کی ہے:

''گوئٹے نے اس ڈرامے کی تمہید میں لکھا ہے کہ میں نے یہ نظم اس لیے کہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے کچھ عرصہ قبل جبکہ وہ کامیابی کے لحاظ سے مرتبۂ کمال پر تھے، ان کے رفیق کار حضرت علیؑ نے ان کی کامیابیاں بیان فرمائی تھیں جن سے میں بہت متاثر ہوں''۔(٦٩)

چنانچہ اس نظم ''نغمہ محمدؐ'' میں گوئٹے نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے حوالے سے زیست کے اسلامی تخیل کو بیان کیا ہے۔ عزیز احمد لکھتے ہیں:

''دریا کی روانی زندگی کی رو کی روانی ہے ''جوئے آب'' جو گوئٹے کے ''نغمہ محمدؐ'' سے ماخوذ ہے زندگی کی روانی کی نظم ہے''۔(٧٠)

۲۔ ''اقبال کا فکری نظام اور فلسفہ ابلیس۔ اجمالی جائزہ'' از محمد عامر اقبال صدیقی

محمد عامر اقبال صدیقی کا مضمون ''اقبال کا فکری نظام اور فلسفہ ابلیس۔ اجمالی جائزہ'' بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ''ابلیس ایک منفی طاقت ہے جس نے انگریزوں کو اقتدار کے لالچ میں قید کیا۔ غریبوں کو تقدیر کے قفس میں بند کیا اور امیروں کو دولت کی گردش کو اپنے تک محدود رکھنے کے طریقے سمجھائے۔ ابلیس کی شخصیت نہایت پیچیدہ اور سربستہ راز ہے کب کیا سوچتا ہے۔ کیا کرنے کی سوچ رہا ہے۔ کیا کر رہا ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آتا۔ بدی کا خوگر ہونے کے باوجود بھی بڑی متنوع اور جاذب نظر شخصیت کا مالک ہے۔ ابلیس یونانی لفظ "diabols" سے بنا ہے "d" کو ساقط کر دینے سے بقیہ حصے کا معانی جھوٹا، فتنہ پرداز اور مایوس کے معانی میں مستعمل ہے۔ ابلیس کو نیک فرشتہ کہنا درست نہیں''۔(٧١)

ترجمہ: ''وہ جنوں میں سے تھا اس لیے اپنے ربّ کی اطاعت سے انکاری ہوا''۔(٧٢)

فرشتے نوری مخلوق ہیں اور ابلیس ناری مخلوق ہے۔ ابلیس کو اپنے ناری ہونے کا زعم اسے متکبر بنا گیا اور آدمؑ کو سجدہ کرنے میں توہین محسوس کرنے لگا۔ ابلیس، اقبال کی شاعری میں ایک اہم کردار ہے۔ ابلیس تکبر و شر کا مجموعہ ہے مگر اقبال نے اس کے شر سے خیر کا پہلو اور تکبر سے مسلمانوں میں ثابت قدمی جیسے وصف کو ابھارنے کی جدوجہد کی ہے۔ ابلیس، اقبال کی نظر میں ایک علامتی مجسم ہے۔ اس کے عام مفہوم اور جو مفہوم اقبال نے کیا ہے اس میں بنیادی یہ فرق ہے کہ اقبال اس کی فتنہ پروری اور شر انگیزی اور تخریبی عمل کے منکر تو ہیں مگر اس کی جرأت مندی، کوشش اور عملی طاقت کے قائل بھی ہیں۔ ابلیس نہ ہوتا تو شر و خیر کی آویزش سے بنی نوع انسان نے جو کچھ کر دکھایا ہے دنیا اس سے محروم ہی رہتی۔

''بالِ جبریل میں بائیس مصرعوں پر مشتمل نظم ''جبریل اور ابلیس'' ہے اس میں صرف پانچ مصرعے حضرت جبریل کی زبان سے نکلے جبکہ بقیہ سترہ مصرعے ابلیس کی طرف سے ہیں۔ ابلیس نے جبریل سے کہا، مَیں نے جزوکل کے خالق و مالک سے ٹکر لی یہی وجہ ہے میں خدا کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہوں۔ ابلیس نے دنیائے عالم کو رنگ رلیوں میں اس قدر دھنسا دیا ہے کہ انھیں عاقبت و آخرت کی پرواہ تک نہیں رہی۔ ہر شعبہ زندگی میں ابلیس کی کارستانیاں اپنے جوبن پر ہیں۔ اقبال نے کہا دنیا کو سمجھنا مشکل ہے۔ اس بات سے سمجھ لو انسانوں کا باپ آدم تو مر گیا جبکہ ابلیس اب بھی زندہ ہے''۔ (۴۳)

۳۔ ''اقبال اور انجمن حمایت اسلام'' از محمد حمزہ فاروقی

''انجمن حمایتِ اسلام'' کے تحت ہونے والے جلسے بڑی مدت تک مسلمانوں کے بہت اہم اجتماع سمجھے جاتے تھے۔ یہ سلسلہ تین چار دن تک جاری رہتا اور ہر روز تین چار نشستیں منعقد کی جاتی تھیں۔ ملک کے ہر کونے سے جید علماء، بزرگ، صوفیاء، ماہرین تعلیم اور شعرائے کرام حاضر ہوتے۔ اقبال بھی یورپ روانگی سے قبل ان سالانہ جلسوں میں شریک ہوتے اور اپنا کلام سناتے۔

اقبال کے نزدیک یہ ایک بہت بڑا سیاسی پلیٹ فارم ہے۔ جہاں سے ایسی فوج تیار ہوسکتی ہے جو ملک کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ ان جلسوں میں اقبال نے ''تصویرِ درد''، ''نالہ یتیم''، ''یتیم کا خطاب''، ''ہلال عید سے''، ''اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب سے''، ''ابر گہر بار'' اور ''فریادِ امت

''وغیرہ،۱۹۰۴ء تک کے جلسوں میں پڑھی جا چکی تھیں۔

مہر کے اسلامیہ کالج کے زمانۂ طالب علمی اپریل ۱۹۱۱ء میں انجمن کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں علامہ اقبال کئی سال کے وقفے کے بعد شریک ہو رہے تھے۔ مہر نے علامہ اقبال کے ظاہری خدوخال کا نقشہ بڑی خوبصورتی سے کھینچا۔ نظم کی رونمائی میں نواب ذوالفقار علی خان نے ۱۰۰ روپے کی رقم کا اعلان کیا۔ رقم کی ادائی کے بعد اصل نظم انجمن کی نذر کر دی۔

حاضرین ومعاصرین کی طرف سے اقبال کے لیے دل سے دعائیں نکلتی تھیں جسے مسلمانوں کی حیات ملی کے ایک نہایت نازک دور میں زندگی کی داغ بیل ڈالنے کا کام سونپا گیا تھا۔

اقبال کی ان جلسوں میں شرکت اور کلام سامعین کو سحر زدہ کر دیتا تھا اور لوگ ایسے انہاک سے سنتے جیسے انجمن کے جلسے میں نہیں کسی نہایت مقدس اجتماع میں شریک ہوں۔

۴۔ ''فروغِ اُردو میں اقبال کی خدمات کا تحقیقی جائزہ (ایک تعارف)'' از محمد نعیم بزمی

''فروغ اُردو میں اقبال کی خدمات کا تحقیقی جائزہ'' پروفیسر ڈاکٹر گلشن طارق (ڈین آف آرٹس اینڈ لینگوئجز، گریژن یونیورسٹی، لاہور) کی نہایت بہترین اور اعلیٰ معیار کی کوشش ہے۔ ۳۲۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب فکشن ہاؤس لاہور سے ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کا دیباچہ معروف اقبال شناس پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے تحریر کیا ہے۔

کتاب پانچ ابواب پر محیط ہے۔

باب اول: عہد اقبال سے پہلے اُردو

باب دوم: عہد اقبال میں اُردو

باب سوم: اقبال کی اُردو تخلیقات نظم ونثر کا مختصر جائزہ

باب چہارم: اقبال کا اُسلوبِ نثر

باب پنجم: فروغ اُردو میں اقبال کی خدمات

درج بالا تمام ابواب نہایت جامع اور معلومات سے بھرپور ہیں۔ ہر باب میں متعلقہ موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور تحقیقی اُسلوب کو خاص طور پر مدنظر رکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر گلشن طارق نے اُردو زبان کی ترویج کے حوالے سے اقبال کی خدمات کا تنقیدی انداز میں

جائزہ لے کر اس نتیجے پر پہنچی ہیں۔

''اُردو زبان میں اقبال کا سرمایۂ نظم و نثر اُردو کے کسی بھی ادیب اور شاعر سے کم نہیں اور اُردو زبان کو علمی، تہذیبی اور عالمگیر زبان بنانے میں اقبال کا تاریخی حصہ ہے''۔(۷۴)

''اقبال نے انتہائی مشکل افکار کو الفاظ کے ذریعے متشکل کیا اور دقیق ترین معانی کو سادہ الفاظ کے ذریعے اشعار میں ڈھالا۔ ساتھ میں فصاحت و بلاغت اور صحتِ زبان کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، ان کے ہاں فکر کی توانائی اور فن کی پختگی ہے''۔(۷۵)

Volume: 59/60 Oct. 2012 to March 2013 No. 1/4

1. "Importance of Arabic Language and Dr. Muhammad Iqbal"by Prof. Muhammad Haneef Shahid.

"Allama Iqbal was born to a religious family. He got his early education from Shams-ul-Ulema Maulana Syed Mir Hasan who was a well-known Arabic scholar. Iqbal studies Arabic from his childhood till University education, stood first in Arabic and English languages and obtained Bachelors Degree. He was awarded two Gold Medals".(76)

"Soon after getting his M.A. Degree in Philosophy in 1899, he was appointed Mcleod Arabic Reader (Lecturer) in the Punjab University Oriental College, Lahore, where he worked for four years. During this period, he not only lectured but also translated books from English into Arabic and edited the Arabic text-books published by the Punjab University".(77)

"In 1905, he proceeded to Europe for higher education. He was appointed Professor of Arabic in place of Prof. T. W. Arnold who had gone on leave for six months.

Iqbal spent his whole life to the study of the Quran and the teachings of the Holy Prophet (SAW) and whatever he has written in poetry and prose is based on the Islamic teaching".(78)..

Maulana Abul Hasan Ali Nadvi, a renowned Muslim scholar says:

"Iqbal devoted his whole life to the study of the Quran. He read the

Quran, studies the Quran and translatd the Quran into his poetry."(79)

"Iqbal know the importance, charm and beauty
of the Arabic language. He was an ardent lover of the Holy Quran. His father, a devotee of Islam, advised him to study the Holy Quran in such a way as if it was being revealed to him."(80)

Iqbal was fully aware of the commandment of the Almighty God that:

"In order that ye may learn wisdom."(81)

"We have made it a Quran in Arabic that ye may be able to understand (and learn wisdom)"(82)

Iqbal did not over - look the saying of the Holy Prophet (SAW) in which he stressed the Muslims to learn Arabic. They Holy Prophet (SAW) said:

"Arabic is dear to me for three reason: (1) It is my mother tongue. (2) It is the language of the Quran and (3) It is the language of heaven".(83)

So, keeping this in view, Iqbal called upon the Muslims to learn Arabic. In his opinion, the Arabic language has a "bright future" as a "living language" and a "bond of union among the nations." On the eve of his departure for London to attend the Second Round Table Conference, he gave an interview to a representative of the "Bombay Chronicle" and Said:

"I believe in the Federation of Arabian States, though there some very great difficulties in the way. I have great faith in the Arabic language which in my opinion is the only Eastern language which has a future before it as a living language. I look upon it as a great bond of union among the Arabian nations next to their faith".(84)

Allama Iqbal always advocated for such art which awakens our dormant will force and nerves us to face the trials of life manfully. Luckily, we have been able to find a brief note in which Iqbal has written about the criticism of the Holy Prophet (SAW) on the contemporary Arabian poetry. Iqbal writes:

"History has preserved some of the criticisms of our Prophet (SAW) on pre-Islamic Arabian poetry. But two of these criticisms are most profitable to Indian Muslims whose literature has been chiefly the work of the period of their national decadence and who are now in search of a new literary ideal. One of these criticisms indicates to us what poetry should not be, and the other what it should be:

1. Of the poet Imra-ul-Qais
who flourished about 40 years before Islam, our Prophet (SAW) is reported to have said:

الشعر الشعراء و قائدھم الی النار

(He is the most poetic of all poets and their leader to Hell)
Now, what do we find in the poetry of Imra-ul-Qais? Sparkling wine, enervating sentiments and situations of love, heart - rending means over the ruins of habitations long swept away by stormy winds, superb pictures of the inspiring scenery of silent deserts --- and all this is the choicest expression of old Arabia. Imra-ul-Qais appeals more to imagination than to will, and on the whole acts as a narcotic on the mind of the reader. The Prophet's criticism
reveals this most important art-principle --- that the good in art is not necessarily identical whit the good in life; it is possible for a poet to write fine poetry, and yet lead his society to Hell. The poet is essentially a seducer: woe to the people, if instead of making the trials of life look beautiful and attractive, he embellishes decadence with all the glories of health and power, and seduces his people to extinction. Out of the richness of his nature he ought to lavish on others something of the super-abundance of life and power in him, and not steal away, thief-like, the little they already happen to possess.
2. Again the following verse of Antra of the tribe of Abs was read to our Prophet (SAW):

ولقد أبیت علی الطوی واظنه حتٰی انال نه کریم الماکل

Translation: ("Verily I pass through whole nights of toil to merit a livelihood worthy of an honouralbe man")
The Prophet (SAW) whose mission was to glorify life and to beautify all its trials was immensely pleased and said to his companions: "The praise of an Arabian has never kindled in me a desire to see him, but I tell you I do wish to meet the author of this verse."
Imagine the man, a single look at whose face was a source of infinite bliss to the looker, desiring to
meet an infidel Arab for his verse! What is the secret of this unusual honour which the Prophet (SAW) wished to give to the poet? It is because the verse is so healthful and vitalizing; it is because the poet

idealises the pain of honourable labour. The Prophet's appreciation of this verse indicates to us another art - principle of great value ---- "that art is subordinate to life, not superior to it." The ultimate end of all human activity is Life --- glorious, powerful, exuberant. All human art must be subordinated to this final purpose and the value of everything must be determined in reference to its life - yielding capacity. The highest art is that which awakens our dormant will - force, and nerves us to face the trials of life manfully. All that brings drowsiness and makes us shut our eyes to reality around --- on the mastery of which alone life depends --- is a message of decay and death. There should be no opium-eating in Art.
"The dogma of Art for the sake of Art is a clever invention of decadence to cheat us out of life and power.
Thus the Prophet's appreciation of Antra's verse gives us the ultimate principle for the proper evolution of Art".(85)

Iqbal was very much impressed by the charm and beauty of the Arabic poetry. We reproduce below a passage which he selected from the Arabic poetry and was
published from his note-book. Iqbal wrote:
"There is my uncle's son walking along the edge for a precipice. Shall I go and, from behind, push him down the rocky valley to die without a dawn?
Considering his treatment, I am perfectly justified in doing so; but it is mean and unmanly to do such a thing."
So says the Arab poet in the Hamasa (?) This passage may be taken as a typical specimen of Arab poetry. No poetry is so direct, so straight forward and so manly in spirit. The Arab is intensely attached to reality; brilliancy of colour does not attract him.".(86)

In September/October 1937, some students
from a local college came to Iqbal in order to seek advice. Iqbal inquired whether they knew Arabic and Persian. They replied in the negative. Upon this, Iqbal was very much perturbed. Addressing the students, he said:
"You are not to be blamed. This is the outcome of the wrong system of education which is not based on Islamic teachings.
Listen! If you want to learn something, you should learn Arabic. You

cannot master the Arabic language by merely reading the Holy Quran. You should learn Arabic for the sake of Arabic".(87)

جلد: ۶۱/۶۰ اپریل ۲۰۱۳ء - مارچ ۲۰۱۴ء شمارہ: ۲-۴/۱

اس مجلّہ ''اقبال'' میں حصہ اُردو میں ۱۲ مضامین شامل ہیں اور حصہ انگریزی میں ایک مضمون شامل ہے۔

۱- ''سفر نامہ اقبال......ایک مطالعہ'' از محمد اسلم بھٹی

''سفر نامۂ اقبال'' محمد حمزہ فاروقی کی تخلیقی کاوش ہے۔ اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن ستمبر ۲۰۱۳ء کو بزمِ اقبال لاہور سے شائع ہوا ہے۔

حمزہ فاروقی کو اقبال اور کلامِ اقبال سے خاصی رغبت ہے۔ اسی عقیدت مندی کی بنا پر انھوں نے کٹھن اور مشکل ترین کام بھی بڑی جانفشانی اور ثابت قدمی سے مکمل کیا ہے۔ پہلا باب ''سیاسی پس منظر'' ہے اس میں ہندوستان کی سیاست، مختلف تنظیموں، تحریکوں اور معاشرتی حالات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ عنوان سفر نامہ اقبال سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب اقبال کے اسفار کے متعلق معلومات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ سفر کا آغاز ۱۴ اگست ۱۹۳۱ء کو دوسری گول میز کانفرنس کے دعوت نامے سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد سفر کا سلسلہ مسلسل جاری رہتا ہے جو کہ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۱ء کی صبح کو اختتام پذیر ہوا۔

یہ ایک تاریخی کتاب ہے۔ اس کے مطالعے سے اقبال کے سفر کے بارے میں سیر حاصل معلومات ملتی ہیں۔ اور نظریات اقبال کی بھی بخوبی عکاسی ہوتی ہے۔ بیرون ممالک میں اقبال کی شہرت اور مقبولیت بھی نظر آتی ہے۔ اقبال کی شاعری کی پذیرائی نظر آتی ہے کہ پوری دنیا میں بہترین پہچان رکھتے ہیں۔ اور اب تک مزید مقبولیت حاصل کر چکے ہوں گے۔ حمزہ فاروقی کی محنت شاقہ اور اقبال سے عقیدت مندی لائق تحسین وستائش ہے۔

۲- ''علامہ اقبال اور ولیم شیکسپیئر کی علامت نگاری'' از محمد اعجاز الحق۔

علامت ایک ایسے نشان کو کہتے ہیں جسے مخصوص معنوں کے لیے استعمال کیا جائے۔ شاعری

میں علامت نگاری گہری معنویت اور ابلاغ کو وسیع تر بنانے کے لیے ہوتی ہے۔ علامت دراصل اشیا سے متعلقہ تصورات کو پیش کرتی ہے جبکہ اشیا کی شیئت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

اقبال کی شاعری میں علامت نگاری کا ایک پورا اور بھرپور نظام موجود ہے۔ وہ علامت کا گہرا شعور رکھتے ہیں اور اس کے توسط سے اپنے تصورات و نظریات کی وضاحت کرتے ہیں۔ ایسی علامات کا استعمال کرتے ہیں جو اُن کے مقاصد کی بھرپور ترجمانی کر سکے۔ علامت نگاری سے متعلق اقبال کی شاعری میں بڑا واضح ارتقا دکھائی دیتا ہے۔ بلبل، گل، شمع، پروانہ، حرم، بت کدہ، قفس، قمری، صنوبر اور صلیب وغیرہ قدیم شعری روایت کا حصہ ہیں اور قدرے سطحی معنویت رکھتی ہیں۔

شاہین ایک اہم علامت ہے جسے اقبال نے مختلف خصوصیات کی بنا پر پسند کیا ہے۔ شیکسپیئر نے بھی شاہین کا استعمال بطور علامت کیا ہے۔ حقیقتاً شاہین اقبال کا سکائی لارک شیکسپیئر کا محبوب و پسندیدہ پرندہ ہے۔ دونوں پرندے ہیں اور آسمان کی بلندیوں میں محوِ پرواز ہوتے ہیں۔ صرف نغمہ و آشیانہ کا فرق ہے۔ سکائی لارک 'ان سے وابستہ ہے اور شاہین بے نیاز۔ گلِ لالہ اقبال کا پسندیدہ اور گلاب کو ولیم شیکسپیئر نے اپنے لیے چن لیا۔ اقبال ایسی علامات کو پسند کرتے ہیں جو اُن کے فلسفہ حرکت کا اظہار کرتی ہیں۔ ستارۂ نسیم، جوئے آب، موج سب حرکت کے مظاہر ہیں اور زندگی کے مسلسل سفر کے لیے نہایت موثر اور خوبصورت اشارے ہیں۔

۳۔ ''ملکیت زمین: اقبال کی نظر میں'' از ڈاکٹر خالد مبین

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اس فانی دنیا میں اس وقت جلوہ افروز ہوئے جس وقت اقوامِ مسلم شدید زوال کی اتھاہ پستیوں میں گھر چکی تھیں۔ تقریباً ساری اسلامی دنیا غلامی کے شکنجے میں پھنس چکی تھی۔ خصوصاً برصغیر کے مسلمانوں کی حالت بہت ابتر ہو گئی تھی۔ معاشی اور مادی ترقی کی بدولت یورپی اقوام نے ملوکیت اور استعماریت کا جال بچھا کر مسلمانوں اور دیگر اقوام پس ماندہ کو اپنے تسلط میں لے لیا۔ اقبال کا تصور ملکیت زمین وہی ہے جو اسلام کا ہے۔ ان کے نزدیک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زمین کا حقیقی و دائمی مالک و حاکم ہے۔ ﴿لِلّٰهِ مَا فِیُ السَّمٰوٰاتِ وَ فِی الْاَرْضِ: سورة البقرة﴾

اقبال کی نظر میں یہ مالِ بے بہا انسانوں کے لیے تحفہ خداوندی ہے جو مفت اور خدا کی

طرف سے جز متاع ہے۔ جسے وہ کاشت کر کے اپنے اور دیگر بنی نوع انسان کے لیے فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔اس کے لیے وہ کبھی رقبہ، خطہ اور کبھی علاقہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔وہ اسے خدا کی امانت سمجھ کر اپنے تصرف میں لانے کی جابجا تلقین کرتے ہیں۔

Volume: 60/61 April 2013 to March 2014 No. 2

1."EDUCATION PHILOSOPHY OF IQBAL"by Ms. Ibtasam Thakur

"Allama Iqbal the Eastern Philosopher, has written on almost every aspect of human life in the light of the Quranic teachings.

Dr.Iqbal served a number of universities of the Sub-continent as fellow of the Syndicate and Senate, and Dean of the Oriental and Arts Faculty from 1910 to 1938.

We see that Iqbal was closely associated with educational problems in different capacities throughout his life. He worked as an examiner and paper setter for different universities and frequently gave advice on educational matters sought both by individuals and institutions.

Allama Iqbal as a Philosopher of education knew what system of education his community, i.e. the Muslims were in need of.The British had imposed a system of education in the Sub-continent which served their purpose.They needed ordinary officers.The educational institutions like factories produced that commodity in plenty.How could a student grow into a deep believer in Islam and a person of character through the education he got from these educational institutions.Dr. Iqbal was very much perturbed.

Deploring such situation, he saysYour throat has been throttled by the teachers.How can it produce melodies of Allah' Unity. Allama Iqbal writing about the theme of education says and I quote:

"I have generally used the word "knowledge" in the sense of knowledge based on the senses. It gives man power which should be subordinated to Islam. If it is not subordinated to Islam, it is a satanic force".

A Muslim should try to convert such knowledge which is based on senses and is the source of limitless power to Islam, i.e. transform this un-believer into the perfect Muslim. In other words, if the power of knowledge is inspired by Islam, ... it is the greatest blessing for

mankind.

In his lecture namely, "ISLAM AS A MORAL AND POLITICAL IDEAL",Dr.Iqbal says:

"Education, like other things, ought to be determined by the needs of the learner. A form of education which has not direct bearing on the particular type of character which Islam wants to if it is not a part of education, it developed is absolutely worthless. I feel that the present system of education gives us bread and butter. We manufacture a number of graduates. It is the masses who constitute the backbone of the nation; they ought to be better fed, better housed and properly educated. Life is not bread and butter alone; it is something more; it is a healthy character reflecting the national ideal in all its aspects. And for a truly national character, you ought to have a truly national education. Can you expect free Muslim character in a young man who is brought up in an aided school and in complete ignorance of his social and historical traditions? It is not true to our genius as a nation, it tends to produce an un-Islamic type of character, it is not determined by our national requirements, it breaks entirely with our past and appears to proceed on the false assumption that the idea of education is the training of human intellect rather than human will. In order to be truly to ourselves, we ought to have our own schools, our own colleges, and our own universities, keeping alive our social and historical traditions; making us good and peaceful citizens and creating in us that free but law - abiding spirit which evolves out of itself the noblest types of political virtue. I am quite sensible of the difficulties that lie in our way, all that I can say is that if we cannot get over our difficulties, the world will soon get rid of us".

Emperor Aurangzeb to me the ideal of character foreshadowed by the Mughal Alamgir is essentially the

Muslim type of character and it must be the object of all our education to develop that type of character".

According to Iqbal, there are two elements of knowledge, i.e.ILM and LOVE Knowledge of ILM for Iqbal is termed the IBN AL KITAB and love is UMM AL KITAB.By using the phrase U MM AL KITAB,Iqbal is metaphysically equating love with the QURAN which is the essence of knowledge.True education should reflect both these essential elements.

Iqbal exhorts the Muslims to strengthen their EGO,abandon their

dependence on others and achieve a respected and self respecting individuality.There are three qualities which education,as envisaged by Iqbal,should cultivate COURAGE, TOLERANCE and HUMANITY. To sum up, in educational terms, the character of the true believer, the Momin, as visualized by Iqbal, is as follows:

"The hand of the Momin is the hand of Allah --- Dominant, resourceful, creative, efficient, Born of clay, he has the nature of light.

His desires are few, but his purposes are great.His ways are graceful. His glance is fascinating. He is soft of speech but warm in his quest, in war as in peace, his heart and mind are pure!".(88)

جلد:۶۱/۶۲ اپریل ۲۰۱۴ء-مارچ ۲۰۱۵ء شمارہ:۲-۱/۴

زیر نظر یکجا شمارہ چار سہ ماہیوں پر مشتمل ہے۔

اس مجلّہ ''اقبال'' میں اُردو کے اٹھارہ مضمون شامل ہیں اور حصہ انگریزی میں کوئی مضمون شامل اشاعت نہ ہے۔

۱- ''علامہ اقبال کا تصور ریاست اور دوسرے مضامین ایک جائزہ''۔از سکندر حیات میکن

اقبالیاتی تحقیق وتنقید کے ضمن میں بہت سی عملی کوششیں کی گئی ہیں اور اُن کا سلسلہ ابھی تک جاری وساری ہے۔ اقبالیات ایک الگ شعبے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس لیے اس سے متعلقہ تمام شعبہ کا دائرہ کار بھی وسعت پا گیا ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اقبالیات سے متعلق ڈاکٹر وحید قریشی کے مختلف مضامین کو مرتب کیا ہے۔ یہ چھ حصوں پر مشتمل ہے جن کا مرکزی موضوع اقبال ہے، ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا۔

> ''اقبال کا تصور ریاست اور دوسرے مضامین'' بڑے اختصار کے ساتھ تصور ریاست کی وضاحت کرتا ہے۔ ریاستی تصور کی بنیاد تین چیزوں یعنی کائنات کی روحانی تعبیر، فرد کی روحانی آزادی، اور انسانی سوسائٹی کی روحانی بنیادوں کو گردانا جاتا ہے۔ اسی کتاب میں فکرِ اقبال سے متعلق ایک اہم مضمون بھی شامل ہے جو چھوٹے چھوٹے عنوانات میں منقسم ہے۔ اور فکرِ اقبال کی توضیح وتشریح کرتا ہے۔ ان میں ''اقبال اور پاکستان کا خواب، اقبال اور تخیل پاکستان'' اقبال اور ملی

تشخص، علامہ اقبال کا نظریہ حیات، علامہ اقبال اور ہمارے علاقائی اختلافات، اور علامہ اقبال اور مردِ مومن جیسے شہرہ آفاق حصے شامل ہیں۔ ان افکار کو ڈاکٹر وحید قریشی نے بڑے مختصر مگر جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ مردِ مومن کے تصور میں اکمل ترین نمونہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے یہ مجموعہ مضامین مرتب کر کے اپنے استاد ڈاکٹر وحید قریشی کو خراجِ تحسین و عقیدت پیش کیا ہے اور خود ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی بھی قابل ستائش اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔

۲- ''نذرِ وحید ایک اجمالی تعارف'' از ڈاکٹر محمد نعیم بزمی

ڈاکٹر وحید قریشی مرحوم کی شخصیت اور فن سے متعلق ترتیب دیے جانے والے بہترین مضامین کا مجموعہ ہے۔ جسے ڈاکٹر اورنگزیب نیازی اور نسیم بانو کی مشترکہ کاوشوں کے صلے میں ''اظہار سنز'' لاہور سے ۲۰۱۴ء میں قارئین تک پہنچا ہے۔ پیش لفظ، مرتبین اور ابتدائیہ لکھنے کا اعزاز نامور محقق اور ناقد پروفیسر ڈاکٹر فخر الحق نوری کو حاصل ہوا ہے اور اُن کے بقول ''نذرِ وحید'' ایک ایسی جامع اور وحید قریشی کی مناسبت سے ہمہ جہت ہے جو اُن کے شاگردوں اور اہلِ علم و ادب کے لیے گراں قدر سرمایہ و تحفہ بھی ہے۔

اس کتاب میں ''سوانح، خود نوشت، شخصیت، منظوم خراجِ عقیدت، تحقیق و تنقید، مطالعہ کتب، شاعری، منتخب کلام، مکالمہ اور مختلف شخصیات کے مختصر تاثرات شامل ہیں۔ درج بالا تمام عنوانات میں نامور ادبی شخصیات نے سیر حاصل بحث کی ہے اور ڈاکٹر وحید قریشی کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اُجاگر کیا ہے۔ بحیثیتِ مجموعی کتاب میں فاضل مرتبین کی جانب سے اس عظیم شخصیت کی خدماتِ جلیلہ کا اقرار و اعتراف کیا گیا ہے کہ زندہ قومیں اپنے علما اور اسلاف کو خراجِ تحسین و ستائش کرتی رہتی ہیں۔

۳- ''اقبال کی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' کے تین ترجمے'' از پروفیسر تسکینہ فاضل۔

عظیم مفکر اور حکیم الامت علامہ اقبال ایسے الہام نوا شاعر ہیں جنھوں نے نہ صرف مسلم برادری بلکہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے اُمید افزا اور حیات بخش پیغام سے نوید مسرت دی ہے۔ ان میں احساس محرومی، محکومی کو رفع کر کے ان میں خودی اور خود داری کا درس دیا اور اس

جذبہ حریت کو جلا بخشی۔ بے عمل اور غافل قوم کو کوشش اور جہدِ مسلسل کی طرف راغب کیا۔ بلاشبہ اقبال کی شاعری پسماندہ اور سست رو قوموں کی تقدیر بدلنے کی بھرپور صلاحیت سے بہرہ ور ہے۔ اقبال نے خودی کے پیغام کو عام کرنے کی بھرپور سعی کی اور اسے منفی مفاہیم سے چھٹکارا دلا کر قرآن حکیم کی رو سے پیش کیا۔ سورۃ المائدہ کی ۱۰۵ آیت اس اصطلاح کا سنگِ بنیاد ہے۔ خودی سے عرفانِ نفس اور شعورِ ذات مراد لیتے ہیں اور خودی ہمیشہ قانونِ الٰہی کی تابعدار و پابند رہے۔

''پہلی فارسی تصنیف اسرارِ خودی ۱۹۱۵ء میں منظر عام پر آئی۔ اقبال نے اسے دو سال میں مکمل کیا۔ ابتداً اقبال کے نظریات کی شدید مخالفت ہوئی رفتہ رفتہ یہ مخالفت حمایت میں بدلنے لگی۔ کئی زبانوں میں منظوم و منثور تراجم ہوئے اور فکرِ اقبال نے بلندیوں کو چھوا۔ سب سے پہلا ترجمہ کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر اور معروف مستشرق رینالڈ اے نکلسن نے کیا جو یورپ سے ۱۹۲۰ء میں منظوم انگریزی ترجمہ "Secrets of the self" کے نام سے شائع ہوا۔ بہت سی اغلاط کے باوجود بھی نکلسن کا ترجمہ لائق خراجِ تحسین ہے کہ اس کی بدولت اقبال دنیا کے طول وعرض میں پہچانے گئے۔ اس کے بعد دیگر کئی زبانوں میں ترجمے کے لیے راہیں ہموار ہوتی گئیں۔ اُردو، عربی، بنگالی، انڈونیشیائی، کشمیری، سندھی، ترکی، پشتو اور پنجابی میں تراجم منظر عام پر آئے ہیں'' (۸۹)

''پروفیسر سید عبدالرشید فاضل اور کوکب شادانی نے ''اسرار و رموز'' کا اُردو منظوم ترجمہ ''ترجمانِ خودی'' کے نام سے کیا۔ غلام احمد ناز کولگامی نے کشمیری میں ''اسرارِ خودی'' کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ گہرائی فکر کی حامل اقبال کی مثنوی ''اسرارِ خودی'' کو دیگر زبانوں کے تراجم میں ڈھالنا واقعی بہت محنت طلب اور کٹھن کام ہے مگر تمام مترجمین نے بطریق احسن اس ذمہ داری کو نبھایا ہے اور فکرِ اقبال کو طول وعرض میں روشناس کروایا ہے'' (۹۰)

جلد: ۶۲ اپریل-دسمبر ۲۰۱۵ء شمارہ: ۲-۴

مجلّہ ''اقبال'' کے حصہ اُردو میں بیس مضمون شامل ہیں اور حصہ انگریزی میں ایک مضمون شامل ہے۔

اس مجلّہ میں جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کے بارے میں مختلف نامور شخصیات نے مضمون قلم بند کیے ہیں۔جسٹس (ر) جاوید اقبال (۵/اکتوبر۱۹۲۴ء تا ۳/اکتوبر ۲۰۱۵ء) نے زیست کی اکیانوے بہاریں دیکھیں۔ڈاکٹر جاوید اقبال فکر وفلسفہ کے شاہسوار، شارح خطبات و کلام اقبال، مجتہدانہ سوچ کے حامل مایہ ناز قانون دان، ناکام نسل کے کامیاب دانش ور، صاحب اُسلوب ادیب اور سب سے بڑھ کر کھرے اور سچے انسان تھے۔

۱۔''علم و دانش کے امین'' روح اقبال زندہ جاوید: ڈاکٹر جاوید اقبال'' از ڈاکٹر ظہیر احمد بابر

ڈاکٹر ظہیر احمد بابر اپنے مضمون ''علم و دانش کے امین'' روح اقبال زندہ جاوید: ڈاکٹر جاوید اقبال'' میں ڈاکٹر جاوید اقبال کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> ''ڈاکٹر جاوید اقبال کمال کے ادیب، دانشور، اقبال شناس اور قانون دان تھے۔آپ کا شمار پاکستان کی نہ صرف نامور وممتاز شخصیات میں ہوتا ہے بلکہ حکیم الامت، دانائے راز، مردخود بین وخود آ گاہ علامہ محمد اقبال سے نسبی تعلق بھی ان کے لیے باعث افتخار ہے۔علامہ محمد اقبال کا فرزندِ ارجمند ہونا اور اس حوالے سے شہرت پانا کوئی معمولی بات نہ تھی کیونکہ دوسری تمام حیثیتوں میں تو بہت سے عامتہ الناس ان کے شریک ہو سکتے ہیں لیکن اس حیثیت میں کوئی دوسرا ان کا شریک ہرگز نہیں ہوسکتا۔

ڈاکٹر جاوید اقبال اس دنیا میں نہ رہے، مگر ہمارے دلوں میں زندہ ہیں۔ڈاکٹر جاوید نے طویل عمر پائی۔آپ نے ۵/اکتوبر۱۹۲۴ء کو سیالکوٹ میں جنم لیا۔بچپن لاہور میں گزرا۔جاوید اقبال نے ثانوی سطح تک کی تعلیم لاہور کے مختلف اسکولز میں حاصل کی۔بی اے گورنمنٹ کالج لاہور سے کرنے کے بعد فلسفہ اور انگریزی میں بھی ایم اے کیا۔۱۹۵۴ء میں یونیورسٹی آف کیمبرج سے فلسفے کے مضمون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۵۶ء میں لندن سے قانون کی تعلیم مکمل کی۔۱۹۷۱ء میں لاہور ہائی کورٹ میں جج کے عہدے پر فائز ہوئے۔اسی کورٹ میں چیف جسٹس اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے سنیئر جج کے منصب پر بھی فائز رہے۔ملکی سیاست میں بھی شریک ہوئے۔وہ جمہوریت کے قائل تھے۔ملک پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے۔لہٰذا یہاں اسلام کے اُصول وضوابط کے مطابق زندگی گزاری جائے۔

اقوام متحدہ میں تین مرتبہ پاکستان کی ترجمانی ونمائندگی کی اور سنیٹر بھی رہے۔ اپنے عظیم والد کے بارے میں ''زندہ رود'' کے نام سے کتاب لکھی دو جلدوں پر مبنی جو فکرِ اقبال کا بنیادی حوالہ سمجھی جاتی ہے۔ اپنی سوانح حیات ''اپنا گریباں چاک'' کے نام سے لکھی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے فکرِ اقبال کو زندہ رکھا۔ وہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ حسِ مزاح کی بدولت محفل کو کشتِ زعفران بنا دیتے تھے۔ انھوں نے اسلام میں ریاست کا تصور اور فکرِ اقبال سے متعلق موضوعات پر دنیا بھر میں علمی فورمز پر تحقیقی مقالے اور خطبات ارشاد فرمائے۔ جن میں نئ دہلی، بغداد، عمان، تہران، استنبول، کوالالمپور، قرطبہ، ابوظہبی، دبئ، چین، ناروے، سویڈن، ڈنمارک، کویت، قطر وغیرہ ممالک شامل ہیں۔ کسی کے دل میں جگہ بنانے اور انمٹ نقوش چھوڑنے کے لیے جاہ و مرتبہ، یا حکمرانی جیسے ہتھکنڈوں کی ضرورت نہیں بلکہ پاک طینت، ذہین، بااعتماد، وسیع النظر اور علم وادب میں اعلیٰ مقام رکھنے والے اشخاص سے یہ محبت از خود ہو جاتی ہے۔ اس نابغہ روزگار ہستی کا انتقال ۹۱ برس کی عمر میں ۳/ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو لاہور میں ہوا۔'' (۹۱)

علمی وادبی اور قانونی خدمات نصف صدی سے زائد پر محیط ہیں۔ ان کی وفات سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پر نہیں ہو سکے گا۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ آمین!

۲-''ڈاکٹر جاوید اقبال'' از امجد علی شاکر

امجد علی شاکر کا مضمون ''ڈاکٹر جاوید اقبال'' اعلیٰ پایہ کا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال علامہ اقبال کے فرزندِ ارجمند تھے۔ لوگ انھیں آخری عمر میں بھی فرزندِ اقبال کہہ کر شناخت کرتے تھے حالانکہ ڈاکٹر جاوید اقبال اپنی بھی پہچان رکھتے تھے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال مُنصف تھے، وکیل تھے، مفکر تھے اور ادیب تھے۔ مگر عامتہ الناس انھیں فرزندِ اقبال کہہ کر لطف لیتے ہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کو لوگوں سے یہی شکایت تھی اور اصرار کرتے کہ آخر وہ بھی تو کوئی شخصیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے بزرگوار (علامہ محمد اقبال) کے نام ایک فرضی خط (مشمولہ اپنا گریباں چاک) میں پاکستان کے مسائل کا نقشہ کھینچتے ہوئے نوجوان نسل کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔

۳۔''جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال''از سابق صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ

تحریکِ پاکستان کے کارکن، ممتاز دانشور، محقق، قانون دان، فرزندِ اقبال جسٹس (ر) جاوید اقبال ایک بھرپور اور طویل سفرِ زیست طے کرنے کے بعد اس دارِ فانی سے ہمیشہ کے لیے پردہ فرما گئے۔ ان سے اقبال کا فرزند ہونے کی حیثیت سے لوگ ان سے بہت انس و محبت کرتے تھے۔ عدلیہ میں اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوئے اور عدل و انصاف اور انسانی حقوق کی ہمیشہ پاسداری و حفاظت کی۔ اپنی مدت ملازمت باوقار اور باعزت طور پر مکمل کی۔ اور اس کے بعد علم و ادب اور تحقیق کے لیے خود کو وقف کر ڈالا۔ اعلیٰ درجے کی فہم و فراست کے مالک اور فکرِ اقبال کی دقیق گتھیوں کو سلجھانے والے تھے۔ روایت اور جدت پسندی کے امتزاج کے قائل تھے۔ ان کی محبت میں کچھ لمحے گزارنے والے خود کو ادبی لحاظ سے بہتر تصور کرنے لگتے تھے۔ اقبال سے نسبت اپنی جگہ، مگر انھوں نے اپنی محنت کے بل بوتے پر نمایاں مقام حاصل کیا۔

''تحریک پاکستان کی سرگرم کارکن، محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ جمہوریت کی راہ ہموار کرنے کے لیے پیش کام کیا۔ سولہ سال ورکرز ٹرسٹ کے چیئرمین کی حیثیت سے اپنی خدمات دیں۔ ایوانِ کارکنان پاکستان لاہور میں منعقد ہونے والی تقریبات میں بنفسِ نفیس شرکت فرماتے۔ نوجوانوں کے فلسفہ خودی پر عمل پیرا ہوئے اور مسلسل محنت و کوشش کو جاری رکھنے کی تلقین کرتے تھے کہ فکرِ اقبال کا محور و مرکز یہی نکتہ خاص ہے۔ شگفتہ و رنگین مزاج تھے۔ محافل کو اپنی حس مزاح و ظرافت کی بدولت لوٹ لیا کرتے تھے۔ لاہور ہائی کورٹ بنچ میں ان کے ساتھ بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے''(۹۲)

۴۔ ''کچھ یادیں، کچھ باتیں''از امجد اسلام امجد

''ہزاروں لاکھوں میں سے کوئی ایک ایسا انسان ہوتا ہے جو اپنے عظیم ماں باپ کے برابر تو نہ سہی لیکن کسی نہ کسی حد تک نسلی تعلق سے ہٹ کر ان کی وراثت کا امین اور جانشین ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ ذاتی قابلیت و صلاحیت کا کریڈٹ بھی بہت کم مشروط انداز میں ان کے حصے میں آتا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوا کہ دنیاوی سطح پر بہت اچھی اور کامیاب زندگی گزارنے کے ساتھ بطور مصنف کئی بے مثال کتابوں کو سرمایہ ادب کے لیے تحریر کیا لیکن ۹۱ برس کی طویل عمر پانے کے باوجود بھی پہلا تعارف ''فرزندِ اقبال''ہی رہا''(۹۳)

''اقبال کا فرزند ہونا اور اس حوالے سے عام و خاص میں مقبول ہونا کوئی کم درجے کی بات نہیں لیکن اگر اسی اعزاز کی قیمت کے طور پر ان کے اپنے کیے ہوئے شاندار کام کو ایک طرف کر دیا جائے تو اس کے نتائج ایک ایسی نفسیاتی اُلجھن کی صورت میں نکلتے ہیں جس میں فخر اور بے مائیگی کے احساس ایک دوسرے میں ضم ہو جاتے ہیں۔اسی طرح کے اور بہت سے سوالات میرے دماغ کو کچوکے دیتے ہیں۔انھی خیالوں میں گم تھا کہ گاڑی اچانک بریک سے رُک گئی اور میری سوچ کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا''(۹۴)

''راقم (امجد اسلام امجد) ڈاکٹر جاوید اقبال کے جنازے میں شریک ہونے کے لیے گھر سے بروقت روانہ ہوا تھا۔سڑک کی مرمت اور رش کے باعث تاخیر سے پہنچا تاہم نمازِ جنازہ میں شریک ہو گیا۔منیب اور ولید اور اُن کے بچے یوسف سے ملنے کی آس میں دھکے کھاتا رہا مگر ان تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔اور رسمِ قل کے موقع پر اظہار افسوس کر سکا۔مجھے ذاتی طور پر ڈاکٹر جاوید اقبال اور اُن کی اہلیہ محترمہ ناصرہ اقبال سے متعدد ملاقاتوں کا شرف حاصل ہے، علامہ اقبال عظیم مفکر و دانشور اور بے مثال شاعر بھی ہیں لیکن ان کی زندگی تک پاکستان صرف ایک خواب کی شکل تھا۔ان کی وفات کے بعد سے قیام پاکستان تک تحریک پاکستان کئی تاریخی مراحل سے گزری اور جلد ہی یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو کر منصۂ شہود پر آیا''(۹۵)

جلد:۶۲ جنوری-دسمبر۲۰۱۶ء شمارہ:۱-۴

اس شمارہ ''اقبال'' کے حصہ اُردو میں اٹھارہ مضمون ہیں اور حصہ انگریزی میں دو مضامین شامل ہیں.

۱-''اقبال......اکیسویں صدی میں'' از غلام رسول ملک

ہم اکیسویں صدی کے دوسرے عشرے/ دہائی میں ہیں اور جب ہم اقبال کے تعلق سے اپنی ادبی اور ثقافتی روایات کو نظر میں لاتے ہیں تو اسی دلچسپی اور سرگرمی کو دیکھتے ہیں جو تقریباً ۷۵ برس قبل ان کی وفات کے بعد ہماری زندگی کا نمایاں پہلو رہی ہے۔یومِ ولادت اقبال کے سلسلہ اور وفات کے سلسلہ میں تقریبات کا اہتمام ہوتا ہے۔جلسے، سیمینار، مذاکرے ان کی یاد اور خدمات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔دنیا کی تقریباً تمام بڑی زبانوں میں ان پر تصانیف کا

سلسلہ بھی جاری ہے۔صرف مسلم ہی نہیں غیر مسلم بھی ان کے پرستار ہیں۔وہ انسانی تاریخ کے ان عظیم ترین شعرا میں سے ہیں جنھیں انگلیوں پر شمار کیا جاتا ہے۔اقبال بہت بڑے شاعر ہونے کے ساتھ غیر معمولی بصیرت کے مالک دانشور، انسانیت کے غم خوار اور ارتقائے انسانیت کے نغمہ گو بھی تھے۔شاعری اور دانشوری کے نامیاتی ملاپ سے اقبال کو دنیائے علم ادب میں ایک یکتا اور بے مثال مرتبہ ملتا ہے۔

۲- ''ساقی نامہ......ایک مطالعہ'' از سعید اکرم

علامہ اقبال کی شہرہ آفاق نظم ''ساقی نامہ'' ان کی تصنیف ''بانگِ درا'' کا حصہ ہے۔مثنوی کی ہیت اور ترکیب بحر متقارب مثمن مقصود الآخر کا نمونہ ہے۔ یہ ننانوے اشعار اور سات بندوں پر محیط ہے۔ ہر بند دوسرے سے مناسبت و مطابقت بھی رکھتا ہے اور اپنا جداگانہ رنگ و روشنی بھی۔ روانی اور سلاست کا بے نظیر نمونہ بھی۔ پڑھتے ہوئے کہیں ثقیل پن کا احساس نہیں ہوتا۔عربی اور فارسی زبانوں کا گہرا ذوق اور مکمل دسترس مولوی میر حسن اور پروفیسر آرنلڈ کی بے لوث تعلیم و تربیت کے نتیجے میں پروان چڑھا اور اکملیت تک جا پہنچا۔

ترجمانِ فطرت ہونے کے ناطے کائنات میں پھیلی۔خوبصورتی کو بڑے کمال کے ساتھ شاعری کے اُسلوب میں ڈھال دیتے تھے اور فلسفیانہ مزاج کے باعث ان کی اس کوشش کا مقصد، منشا اور دعوتِ فکر کار فرما ہوتی ہے جو قاری کو درجہ بدرجہ سمجھ بوجھ عطا کرتی ہے۔نظم ''ذوق وشوق'' اور ''خضر راہ'' میں بالترتیب ''قلب ونظر کی زندگی'' اور ''گوشہ دل میں چھپے ایک جہان اضطراب'' تک رسائی کے لیے نہایت دلکش پیرایہ اختیار کیا ہے۔دیگر نظمیں بھی اسی منشا کی ترجمانی کرتی ہیں۔

نظم ''ساقی نامہ'' میں کمال درجے کی مصوری اور امیجری کا نایاب نمونہ ہے ۔ پہلے بند میں منظر کشی، دوسرے میں پردہ اُٹھتا ہے تیسرے بند میں لہجہ دعائیہ رنگ میں بدل جاتا ہے۔ چوتھا بند زندگی کی حقیقتوں کو بڑے مفکرانہ اور فلسفیانہ انداز میں بیان کرتا ہے ان سے پردہ اُٹھاتا ہے۔ پانچواں بند ان فلسفیانہ نکات کو ذہن نشین کرانے کی سعی میں مصروف عمل نظر آتا ہے۔ چھٹے بند میں شاعر کا مقصد و منشور اور مطلوب سامنے نظر آتا ہے اور ساتواں بند مرد مومن، خود بین و خود آگاہ سے خطاب کے رنگ میں رنگا ہوا ہے کہ قدرت نے یہ ساری کائنات

تمھارے لیے تخلیق کی ہے۔تا کہ تو معرفت نفس کے ساتھ معرفت خداوندی بھی پائے۔

کلام اقبال زیادہ تر قرآن مجید فرقان حمید کے ابدی اور روحانی پیغام سے کشید شدہ ہے۔ ان کے نزدیک توحیدِ ربانی، توحید انسانی میں حلول کرتی ہے تو انسان طاقت اور ضبطِ نفس کے مراحل کو طے کرتا خلیفۃ فی الارض کے منصب پر فائز ہو جاتا ہے۔ وہ نیابتِ الٰہی اور دینِ محمدی کی سربلندی کے لیے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔ پھر من وتو کے قصے بھی پل بھر میں سمجھ میں آ جاتے ہیں اور انسان بھی اپنی اہمیت، اپنا مقام اور اپنا مرتبہ پہچان سکتا ہے۔

۳۔ ''اقبال کو افلاطون سے کیا اختلاف تھا؟'' از ڈاکٹر اسلم انصاری

ڈاکٹر اسلم انصاری اپنے مضمون ''اقبال کو افلاطون سے کیا اختلاف تھا؟'' میں رقمطراز ہیں:

> ''علامہ اقبال نے افلاطون کا ذکر یوں تو بہت کم کیا، حتیٰ کہ خطبات میں بھی سرسری سا ذکر کیا۔ اپنی مشہور ''اسرارِ خودی'' میں افلاطون کے حوالے سے تفصیلی تنقید کی ہے۔ یہی تنقید ہی اس مضمون کا موضوع بحث ہے۔ یہ بڑے اچنبھے کی بات ہے، افلاطون اور ارسطو میں سے جس کا ذکر ہو ایک دوسرے کے بغیر بات مکمل نہیں ہو۔ افلاطون استاد تھا اور ارسطو شاگرد، دونوں کے فہم وفکر کی جولانیوں نے انھیں اہم مقام ٹھہرا دیا۔ افلاطون کا فلسفہ ''تصوریت'' یا مثالیت پسندی ہے جبکہ ارسطو کا دائرہ فکر ''حقیقت پسندی'' ہے۔ دونوں تصورات اور اندازِ فکر کی بے شمار تعریفات منظر عام کا حصہ بن چکی ہیں تاہم بنیادی مفہوم یکساں ہی ہے'' (۹۶)
>
> ''پندرھویں اور سولہویں صدی کے شہرہ آفاق مصور ریفائل نے ایک فریسکو میں دونوں (افلاطون اور ارسطو) کو ایک ساتھ دکھایا کہ ان کے جسمانی خدوخال سے ان کی سوچ اور افکار کی وضاحت ہو سکے۔ افلاطون کی انگلی اوپر کو اُٹھی ہوئی اور ارسطو کا اشارہ زمین کی جانب ہے۔ دونوں کے افکار کی تعبیر کہ ارسطو کے اشارہ زمین کی طرف علم استقرائی/طریق کار اور مشاہدے اور تجربے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جب کہ افلاطون کا اشارہ عالم بالا تک محدود ہے اور دنیا میں جو کچھ موجود ہے ان کی نقل ہے۔'' (۹۷)

اقبال نے ''اسرارِ خودی'' میں افلاطون کے اسی نظریے کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ افلاطون گو

سفندی مسلک کا پیروکار تھا۔ اس کے تخیلات سے بچنا از حد ضروری ہے۔ تارکِ دنیا فلسفی افلاطون نے بے عملی، نقصان کو نفع، ''جو تھا'' کو ''نہیں تھا'' حقیقت کو سراب اور کائنات کے ہنگاموں سے انکار کیا۔ اور اعیان نامشہود کا خالق بن گیا اور حواسِ خمسہ سے حاصل ہونے والے علم کو بھی رد کر دیا اور اس کی اعتباریت کو کھوٹا سمجھا۔

اس کا فلسفہ بے عملی پر مبنی ہے۔ کیوں کہ افلاطون کے نزدیک عالم اعیان میں ہر چیز مکمل اور کامل ہے اس لیے اس میں تغیر وتبدل کا کوئی امکان نہیں۔ جب کہ اقبال کے نزدیک ''ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں''۔ افلاطون پر اقبال کی تنقید کے پسِ پردہ قرآن حکیم کی بصیرت کارفرما ہے کہ دنیا اور زمین وآسمان کسی کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیے گئے بلکہ حق کے ساتھ تخلیق کیے گئے ہیں۔

Volume: 63 **Jan. - Dec. 2016** **No. 1-4**

1. "Iqbal and The Saudi Scholars" by Mohammad Haneef Shahid

At the time of emergence of Pakistan as second ideological Islamic state after the kingdom of Saudi Arabia, Dr. Asad stated that;

"The Personal conviction of mine has in recent years received a historic support by the establishment of Pakistan."

"The two countries have common Islamic principles and aspirations and scholars and writers of both the countries have played an important role in this regard".

"Allama Iqbal was introduced to the Western world in early twenties, to the Arab world in early thirties and to the Saudi scholars in the late forties.

The first Pakistan Day was celebrated at Jaddah on the 16th August, 1949, afterwards, whether it was 23rd March, 14th August, 11th September or 25th December, special functions were attended not only by government official but also by Saudi literary personalities.

The Pakistan embassy held a function on the 21st April, 1954 at Jeddah. Glowing tributes were paid to the memory of Allama Iqbal. This was the first Iqbal day which was celebrated in the Kingdom.

The second Iqbal day was celebrated on 21st of April 1955 at Jeddah in which a great number of scholars were present.

The most famous and remarkable Iqbal day was held on the 24th March 1957. His Royal Highness Prince Abdullah Al Faisal, the interior, Minister, Presided over the function.

More than ten Saudi writers presented papers on this occasion, we will give a brief account of each.

His Royal Highness Prince Abdullah Al Faisal Ibn Abdul Aziz Al Saud on 24th March, 1957 he paid rich tributes to Iqbal and called him "Batle Khalid."

Muhammad Hassan Awwad, Member Board of Director of Okaz Est, is one of those Saudi Scholars who have written about Iqbal. In his paper presented on the third Iqbal day be called him "Poet of Islam", "Shakespeare of Islam" and "Muarri of the Modern World."

Abdul Quddous Al Ansari, in his paper entitled "Poet of Islam", he discussed on third Iqbal day he paid rich tributes to Iqbal.

Another well known personality who has written about Iqbal is Mohammad Hassan Faki, He contributed a paper dealing with the life and services of Iqbal and called him "Great Reformer".

Mohammad Omar Tawfiq also read a paper entitled "Iqbal as a great man", and "Poet of Humanity".

Al Sheikh Ahmed Ibrahim Al Chazawi also attended the Iqbal day and recited a long "Qusidah" namely "Shuaer Al Islam".

Another literary figure of great repute is Ahmed Mohammad Jamal. He also participated in Iqbal day and presented a paper dealing with poetic and philosophical aspects of Iqbal.Being lover of the "Poet of Islam" Mahmood Arif, contributed an article which dealth with the "Life and works of Iqbal".Hassan Abdul Hai Gazaz presented a paper namely "Artistic picture of the philosophy of Iqbal".

Everyone of the above mentioned Saudi scholars is the torch bearer of the literary history of Saudi Arabia.His Excellency Riaz Al Khateeb was also a lover of Iqbal. He presented a few papers on this occasion, he said;

"In short,Iqbal was a great poet and philosopher. He sacrificed his whole life and energy for the services of Pakistan, Islam and Muslims."

Mohammad saeed Al Amoudi in his article "Shair ul Islam" has discussed life and philosophy of Iqbal.Dr. Mohammad Bin Sad Bin Husain in his article "Shuaer-i-Pakistan Mohammad Iqbal" has given a comparative study of Islamic culture Hindu and Western culture' in a

beautiful way.Lastly, we would like to give a brief account of "Dr. Abdullah Mubasher Al Terazi" a great scholar and thinker of Muslim world. He wrote a research work on the life and philosophy of Iqbal"(98).

2. Iqbal Jadu Gar-e-Hindi Nayad As a Poet

(''اقبال جادو گرِ ہندی نژاد''، بحیثیتِ شاعر'') by Riaz Ahmad Chaudhary

"We thank from the core of our hearts to Riaz Ahmed Chaudhary, who has translated the following article from Urdu to English.

This poetical life of Iqbal is written by our famous contemporary Sheikh Muhammad Abdul Qadir. There was no other writer in the whole Punjab who was more appropriate as he knew the art of writing as an expert.

A few years back a poetical society was established and most of the famous poets of the Punjab attended its meetings. There were some old experts who belonged to Delhi, some were new learners. It was a wresting between the men of poetry. One day the competition was about to reach the stage of poetical wrestling when a young man from among the group of students stood up. His age was nearly above twenty years. According to the custom of time he was clean shaved, with long moustaches, wearing a dress merged in old and new fashion and went straight to chairs where poets used to recite their odes and instantly recited the opening verse of his ode.(99)

تم آزماؤ 'ہاں' کو زباں سے نکال کے
یہ صدقے ہوگی میرے سوال وصال کے (۱۰۰)

"The moment he read this "opening verse" many well acquainted ears became attentive lowards the speaker.A voice came from one side let the poet be introduced first. The young poet said; let me introduce myself. People call me "Iqbal" and the same is my poetic name... May I recite some verses?

Different voices came: welcome, welcome.

Then he started reciting the remaining verses. And when he reached and recite the following verse'':

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے (۱۰۱)

Mirza Arshad Gorgani Dehlawi was seated there. He stood up saying: excellent, Marvelous. And said: Dear me, Mr. Iqbal! In this age! And

(such sublime) poetry.

The least verse of the ode was as under:

اقبال لکھنو سے، نہ دلی سے ہے غرض
ہم تو اسیر ہیں خمِ زلفِ کمال کے (۱۰۲)

"This was the first occasion that the masters of poetry of Lahore got introduced with Iqbal.The first public meeting where the insistence of the friends dragged Iqbal before the public, he recited his poem "Nala-i-Yatim" in heart moving tone, that it was requested to repeat.In April 1901 the publication of the journal 'Makhzan' introduced Iqbal to the people of world who read newspapers.Mr. Sheikh is Kashmiri by race and he belongs to an old Kashmiri family of Pundets. A branch of that family still exists in the original homeland. The first elder who embraced Islam his grand son came to the Punjab and settled there": (103)

غربت کے شعلوں نے وطن کو بھلا دیا
خانہ خراب خاطر الفت شعار کا

"Maulana Sayyid Mir Hassan was a teacher of Arabic and Persian in Scotch Mission College at Sialkot. He was one of those personalities who were blessed with taste of knowledge. He was such a seeker of knowledge that he would get it from anyone, from any where, at any time and never missed to have it".

"It was his habit that he guided the intelligent students to study extra-curricular.And when he got a student like Iqbal, he left no stone unturned to polish the hidden qualities of the diamond which were divinely kept as a trust in his disposition. During this period Iqbal was blessed with boundless development".

"When Iqbal became the student of Nawab Fasihul - Mulk and Nawab Mirza Dagh he started improving his verses in Mukhammas, the Musaddas and Tarji band. The gear he started getting guidance for improving his verse from Hazrat Dagh, there appeared an incident in the life of Iqbal. He became son - in - law in an esteemed family of Punjab. Yet Iqbal was not fortunate in this matter. This turned the glow and grace into cheerlessness. The inner grief flowed out in the form of verses which is called "heart metting", and made Iqbal a perfect poet.However the colour of philosophy become dominant. He was gifted with

philosophical temperament, he passed his B.A exam in philosophy as an elective subject. The popularity of Professor Arnold attracted Iqbal as well".

جادو عجب نگاہ خریدارِ دل میں تھا
بکتا ہے ساتھ بیچنے والا بھی مال کے

"Mr. Arnold was also convinced of the sharp philosophical mind of Iqbal, once he said, that such a student makes the teacher a researcher, and a researcher a better researcher.After passing M.A Iqbal was appointed in the Oriental College and there he continued his services for four years. In prose he was writing an invaluable and exhaustive book on the subject of political science".

"According to Dagh:In his poetry carry the colour of acquaintance but at the same time some people objected his difficult composition but it had adverse effect on the temperament of Iqbal.

Malana Shibli Numani's words encourage Iqbal as he said; "When seats of Azad and Hali will become vacant people will search for you."

Now many such verses came out of the pen of Iqbal which were adorned with simplicity and adorn with full force.

اب مناسب ہے یہی کچھ میں بڑھوں کچھ تو بڑھے

If one side the poet should learn towards his audience, then more than this the audience should increase their taste, expand their information, and follow his high flight".(104)

مجلّہ ''اقبال'' میں علامہ اقبال پر لکھی گئی تصانیف پر تبصرے

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' فکرِ اقبال کی شمعیں روشن کرنے کے ساتھ ساتھ ادب کی ترقی کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔مجلّہ کی یہ کاوش اقبالیاتی ادب اور اُردو ادب کی تاریخ میں سنہرے حروف میں ہمیشہ یادرکھی جائے گی۔سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' افکارِ اقبال کی ترقی اور اشاعت کے ساتھ ساتھ ادب کی ترویج کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دے رہا ہے۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں اقبالیات پر لکھی گئی اُردو کتب پر تبصرے بھی موجود ہیں۔مجلّہ ''اقبال'' کی یہ عظیم کاوش اقبالیات اور اُردو ادب کی تاریخ میں گراں قدر اہمیت کی حامل ہے۔سہ ماہی

مجلّہ ''اقبال'' میں بڑی موقر وممتاز اور دل آویز صنف سخن کے حوالے سے اقبال کی شخصیت و افکار پر مضامین اور اقبالیات پر لکھی گئی کتب پر مضامین موجود ہیں۔ جو نئے آنے والے اسکالرز کے لیے فکرِ اقبال کو سمجھنے اور اس کو آگے بڑھانے میں مشعل راہ کا کام دے گی اور اقبالیاتی ادب کی پرواز بلند سے بلند تر ہوتی جائے گی اور فکرِ اقبال اوج کمال تک پہنچے گی۔ ان شاء اللہ

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۶ء کے مختلف شماروں میں علامہ اقبال پر لکھی گئی تصانیف مختلف کتابوں پر تبصرے مختلف دانشوروں اور مصنفین نے کیے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا، اقبالیات: چند نئی جہات، تبصرہ نگار: تقدیس زہرا/ ج:۴۹ ش:۳، ۴/ جولائی اکتوبر ۲۰۰۲ء/ص:۱۲۳ تا ۱۲۷

(۲) پروفیسر، ڈاکٹر محمد ذکریا، تفہیم ''بالِ جبریل''، تبصرہ نگار: ادارہ/ ج:۵۰ ش:۱/ جنوری ۲۰۰۳ء تا مارچ ۲۰۰۳ء/ص:۴۰ تا ۴۵

(۳) ڈاکٹر محمود احمد غازی، محکمات عالم قرآنی۔ ''جاوید نامہ'' کی روشنی میں، تبصرہ نگار: پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار/ ج:۵۰ ش:۳/ جولائی ۲۰۰۳ء تا ستمبر ۲۰۰۳ء/ص:۱۵ تا ۳۱

(۴) محمد علی صدیقی کی ''تلاشِ اقبال'' کا ایک جائزہ، تبصرہ نگار: عبدالحمید کمالی/ ج:۵۲ ش ۲/ اپریل۔ جون ۲۰۰۵ء/ص:۴۳ تا ۴۸

(۵) ریاض احمد قادری، سلام اے شاعرِ مشرق، تبصرہ نگار: ڈاکٹر محمد آصف اعوان، / ج:۵۵ ش: ۲ تا ۴/ اپریل ۲۰۰۸ء تا اکتوبر ۲۰۰۸ء/ص:۱۷۷ تا ۱۸۲

(۶) ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، علامہ قبال: شخصیت اور فن۔ ایک تعارف، تبصرہ نگار: ڈاکٹر جاوید اصغر/ ج:۵۶ ش:۱ تا ۴/ جنوری ۲۰۰۹ء تا دسمبر ۲۰۰۹ء/ص:۲۵۱ تا ۲۵۳

(۷) بشیر احمد، ایم۔ اے، ''اقبال اور قادیانیت، تحقیق کے نئے زاویے''......ایک مطالعہ، تبصرہ نگار:، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد/ ج:۵۶ ش:۱ تا ۴/ جنوری ۲۰۰۹ء تا دسمبر ۲۰۰۹ء/ص:۲۵۸ تا ۲۶۲

(۸) مولانا صلاح الدین احمد، تصورات اقبال، تبصرہ نگار: میاں محمد عزیز قریشی، / ج:۵۶ ش:۱ تا ۴/ جنوری ۲۰۰۹ء تا دسمبر ۲۰۰۹ء/ص:۲۸۹ تا ۲۹۲

(۹) ڈاکٹر محمد آصف، ''اسلامی اور مغربی تہذیب کی کش مکش (فکرِ اقبال کے تناظر میں)، تبصرہ

نگار: ذیشان تبسم، / ج: ۵۷ش ۱ تا ۳/ جنوری ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۰ء/ ص: ۱۸۳ تا ۱۹۱

(۱۰) پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ''علامہ اقبال: شخصیت اور فن''۔ تبصرہ نگار: سعید اکرم/ ج: ۵۷ش: ۱ تا ۳/ جنوری ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۰ء/ ص: ۱۹۲ تا ۱۹۴

(۱۱) پروفیسر محمد منور مرزا'سفیرِ اقبال، تبصرہ نگار: ڈاکٹر خالد ندیم/ ج: ۵۷ش: ۱ تا ۳/ جنوری ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۰ء/ ص: ۱۹۵ تا ۱۹۸

(۱۲) محمد نعیم بزمی (مرتب)، اشاریہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ایک تعارف (اپریل ۱۹۹۲ء تا اپریل ۲۰۰۷ء) تبصرہ نگار: ڈاکٹر محمد آصف/ ج: ۵۷ش: ۱ تا ۳/ جنوری ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۰ء/ ص: ۱۹۹ تا ۲۰۲

(۱۲) پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر عزیز ابن الحسن (مرتبین)، ''ارمغانِ افتخار احمد صدیقی''۔ تبصرہ نگار: سکندر حیات میکن/ ج: ۵۷ش: ۱ تا ۳/ جنوری ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۰ء/ ص: ۲۰۳ تا ۲۰۶

(۱۳) ڈاکٹر محمد آصف، ''معارف خطبات اقبال'' ......اجمالی تعارف، تبصرہ نگار: محمد نعیم بزمی / ج: ۵۷ش: ۱ تا ۳/ جنوری ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۰ء/ ص: ۲۰۷ تا ۲۰۹

(۱۴) ڈاکٹر جواز جعفری (اصل نام: عزادار حسین جواز)، ''اُردو ادب_ یورپ اور امریکہ میں''، تبصرہ نگار: محمد نعیم بزمی/ ج: ۵۷ش: ۱، ا تا ۳/ جنوری ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۰ء/ ص: ۲۱۰ تا ۲۱۷

(۱۵) محمد نعیم بزمی ''اقبال کی اُردو نظموں میں امیجری'' تبصرہ نگار: ڈاکٹر محمد آصف/ ج: ۵۷/ ۵۸ ش: ۴/ ا تا ۳/ اکتوبر ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۱ء/ ص: ۲۶۵ تا ۲۶۹

(۱۶) ڈاکٹر شفیق عجمی، ''اقبال شناسی__ عالمی تناظر میں'' تبصرہ نگار: سفیر حیدر/ ج: ۵۷/ ۵۸ ش: ۴/ ا تا ۳/ اکتوبر ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۱ء/ ص: ۲۸۵ تا ۲۸۷

(۱۷) پروفیسر زیب النسا، ''کلام اقبال میں انبیائے کرامؑ کا تذکرہ''، تبصرہ نگار: سکندر حیات میکن/ ج: ۵۷/ ۵۸ ش: ۴/ ا تا ۳/ اکتوبر ۲۰۱۰ء تا اکتوبر ۲۰۱۱ء/ ص: ۲۷۰ تا ۲۷۵

(۱۸) ڈاکٹر شفیق عجمی، ''اقبال شناسی...... عالمی تناظر'' کا اجمالی تعارف، تبصرہ نگار: سفیر حیدر، / ج: ۵۷/ ۵۸ ش: ۴/ ا تا ۳/ اکتوبر ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۱ء/ ص: ۲۸۵ تا ۲۸۷

(۱۹) ڈاکٹر خلیل طوق آر، ''اقبال اور ترک (ایک تحقیقی جائزہ) تبصرہ نگار: محمد اسلم بھٹی، / ج: ۵۷/ ۵۸ ش: ۴/ ا تا ۳/ اکتوبر ۲۰۱۰ء تا ستمبر ۲۰۱۱ء/ ص: ۲۸۸ تا ۲۹۲

(۲۴) تسنیم اختر، ڈاکٹر، ڈاکٹر سید عبداللہ کی اہم تصنیف ''مقاصد اقبال'' / ج:۵۹/۶۰ ش:۴/۱
/ اکتوبر ۲۰۱۲ء تا مارچ ۲۰۱۳ء/ص: ۱۱۱ تا ۱۱۸

(۲۵) محمد نعیم بزمیؔ ''فروغ اُردو میں اقبال کی خدمات کا تحقیقی جائزہ'' ایک تعارف/ ج:۵۹/۶۰
ش:۴/۱/ اکتوبر ۲۰۱۲ء تا مارچ ۲۰۱۳ء/ص:۱۱۹ تا ۱۲۲

(۲۶) عبدالواحد معینیؔ ''کلیات اقبال'' سرگذشت/ ج:۶۰/ ۶۱ ش:۲۔۴/ ۱/ اپریل ۲۰۱۳ء تا
مارچ ۲۰۱۴ء/ص: ۱۱۷ تا ۱۲۹

(۲۷) محمد اسلم بھٹی، ''سفر نامہ اقبال''......ایک مطالعہ/ ج:۶۰ / ۶۱ ش:۲۔۴/ ۱/ اپریل ۲۰۱۳ء
تا مارچ ۲۰۱۴ء/ص:۲۷۶ تا ۲۸۰

(۲۸) تسکینہ فاضل، پروفیسر، اقبال کی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' کے تین ترجمے/ ج:۶۰ / ۶۱
ش:۲۔۴/ ۱/ اپریل ۲۰۱۴ء تا مارچ ۲۰۱۵ء/ص:۹ تا ۱۶

(۲۹) ایم۔ ایم خلیل احمد (مرتب)، اشاریہ (مصنف وار) سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' حصہ اُردو/
ج:۶۰ / ۶۱ ش:۲۔۴/ ۱/ اپریل ۲۰۱۴ء تا مارچ ۲۰۱۵ء/ص: ۱۸۵ تا ۲۰۲

(۳۰) محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر، ''نذر وحید'' ایک اجمالی تعارف/ ج:۶۰ / ۶۱ ش:۲۔۴/ ۱/ اپریل
۲۰۱۴ء تا مارچ ۲۰۱۵ء/ص: ۲۴۰ تا ۲۴۲

(۳۱) قمر سلطانہ، ڈاکٹر، خطبات اقبال: تسہیل و تفہیم (ایک تعارفی جائزہ) / ج:۶۲ ش:۲۔۴/
اپریل ۲۰۱۵ء تا دسمبر ۲۰۱۵ء/ص:۲۱۲ تا ۲۲۱

(۳۲) محمد اسلم بھٹی، اپنا گریباں چاک......ایک اجمالی جائزہ/ ج:۶۲ ش:۲۔۴/ اپریل
۲۰۱۵ء تا دسمبر ۲۰۱۵ء/ص: ۲۲۲ تا ۲۲۷

(۳۳) رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت/ ج:۶۳ ش:۱۔۴/ جنوری
تا دسمبر ۲۰۱۶ء/ص:۲۳۱ تا ۲۶۷

(۳۴) محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر، ''بیاد جاوید اقبال'' اور ''اقبال اور فکرِ مغرب'' / ج:۶۳ ش:۱۔
۴/ جنوری تا دسمبر ۲۰۱۶ء/ص: ۲۶۸ تا ۲۷۲

(۳۵) سعید اکرم، ساقی نامہ......ایک مطالعہ/ ج:۶۳ ش:۱۔۴/ جنوری تا دسمبر ۲۰۱۶ء/ص:۱۶۱ تا ۱۶۷

(۳۶) ڈاکٹر شاہدہ یوسف، ''جاوید نامہ'' میں اقبال کی شاعری کا اساطیری پہلو/ ج:۶۳ ش:
۱۔۴/جنوری تا دسمبر ۲۰۱۶ء/ص:۱۶۸ تا ۱۷۵

(۳۷) محمد اکرم، سید، پروفیسر، ڈاکٹر، علامہ اقبال اور احیائے علوم/ ج:۵۱ ش:۲/ اپریل ۲۰۰۴ء
تا جون ۲۰۰۴ء/ص:۹ تا ۵۴

(۳۸) آمنہ سعید، اقبال اور اسلامی ثقافت کی روح/ ج:۵۳ ش:۲/ اپریل ۲۰۰۴ء تا جون
۲۰۰۶ء/ص:۱۷ تا ۲۶

(۳۹) امتیاز حسین، اقبال کا خطبہ ''الاجتہاد فی الاسلام'' ایک مطالعہ/ ج:۵۶ ش:۱ تا ۴/جنوری
۲۰۰۹ء تا دسمبر ۲۰۰۹ء/ص:۷۳ تا ۸۸

(۴۰) تلاشِ اقبال، محمد علی صدیقی، (مجلّہ ''اقبال'' اپریل، جون ۲۰۰۵ء) ص:۴۳

(۴۱) شعر اقبال......معجزہ فن کی عمود، محترمہ بصیرہ عنبرین کا بصیرت افروز مقالہ ہے۔(اپریل جون ۲۰۰۷ء)

(۴۲) علامہ اقبال: شخصیت اور فن......ایک تعارف، (ڈاکٹر جاوید اصغر) از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

(۴۳) اقبال اور قادیانیت، تحقیق کے نئے زاویے......ایک مطالعہ (ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد) از
بشیر احمد۔ ایم اے

(۴۴) ''سرودِ سحر آفریں (فکر وفن اقبال کے چند گوشے)''......ایک مطالعہ از پروفیسر غلام
رسول ملک (ڈاکٹر محمد ایوب)

(۴۵) علم اور مذہبی تجربہ (تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)......ایک نظر از ڈاکٹر آصف اعوان (غلام بشیر اسد)

(۴۶) تصورات اقبال از مولانا صلاح الدین احمد (میاں محمد عزیز قریشی)

(۴۷) سفیرِ اقبال: پروفیسر محمد منور مرزا، (ڈاکٹر خالد ندیم)

(۴۹) معارف خطبات اقبال......اجمالی تعارف، از ڈاکٹر محمد آصف، (محمد نعیم بزمی)

(۵۰) ''برہان اقبال'' از پروفیسر محمد منور مرزا (رانا غلام یٰسین)

(۵۱) ''ایقان اقبال'' از پروفیسر محمد منور مرزا (محمد اسلم بھٹی)

(۵۲) ''علامہ اقبال: مسائل ومباحث''......ایک جائزہ، از ڈاکٹر سید عبداللہ (سلیم اللہ شاہ)

(۵۳) ''مقاصد اقبال'' از ڈاکٹر سید عبداللہ (ڈاکٹر تسنیم اختر)

(۵۴) ''بیادِ جاوید اقبال اور اقبال اور فکرِ مغرب'' (ڈاکٹر محمد آصف اعوان کی نئی کتب کا اجمالی تعارف) از ڈاکٹر محمد نعیم بزمی۔

☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اقبالیاتی جائزے، لاہور: گلوب پبلشرز، ۱۹۹۰ء، ص: ۲۸

۲۔ سلیم اختر، ڈاکٹر (مرتبہ)، اقبال شناسی کے زاویے (منتخب مقالات علامہ اقبال، ۱۹۷۴ء تا ۱۹۸۱ء)، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۸۵ء، ص: ط

۳۔ اختر النساء (مرتبہ)، اشاریہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، لاہور: بزم، فروری ۱۹۹۴ء، ص: ہ

۴۔ گوہر نوشاہی، مرتبہ، علامہ اقبال، منتخبہ مقالات اقبال، لاہور: بزم اقبال، مئی ۱۹۸۳ء، ص: ۵

۵۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اقبال بحیثیتِ شاعر، لاہور: مجلس ترقی ادب، اکتوبر ۲۰۰۷ء، ص: ۱۲

۶۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۴۸، جنوری تا مارچ ۲۰۰۱ء، شمارہ: ۱، لاہور: بزمِ اقبال، ص: ۷

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً، ص: ۸

۹۔ ایضاً، ص: ۸

۱۰۔ ایضاً، ص: ۱۰

۱۱۔ یہ مضمون نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن کے اجلاس میں بروز اتوار، بتاریخ ۱۳ اگست ۲۰۰۰ء پڑھا گیا۔

۱۲۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۴۸، جنوری تا مارچ ۲۰۰۱ء، شمارہ: ۱، ص: ۲۴

۱۳۔ محمد اقبال، شذراتِ فکرِ اقبال، (مرتبہ: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی)، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۸۳ء) ص: ۱۳۳

۱۴۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۴۸، جنوری تا مارچ ۲۰۰۱ء، شمارہ: ۱، ص: ۴۳

۱۵۔ غلام السیدین، خواجہ، اقبال کا فلسفہ تعلیم، ص: ۳۰

۱۶۔ رینان، ابن رشد و فلسفہ ابن رشد، ترجمہ: از نواب معشوق یار جنگ (حیدر آباد، دکن ۱۹۳۹ء) ص: ۱۹۲

۱۷۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۴۹، جنوری تا اپریل ۲۰۰۲ء، شمارہ: ۱، ۲، ص: ۹

۱۸۔ ایضاً، شمارہ: ۳، ۴، ص: ۱۵

۱۹۔ ایضاً، ص: ۹۵

۲۰- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۰، جولائی، ستمبر،۲۰۰۳ء، شمارہ:۳، ص:۳،۴
۲۱- ایضاً، ص:۹ تا ۱۱
۲۲- عبدالمجید سالک، ذکرِ اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۵۵ء، ص:۲۷
۲۳- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۰، جولائی، ستمبر،۲۰۰۳ء، شمارہ:۳ (حصہ انگریزی)، ص:۳
۲۴- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۰، اکتوبر، دسمبر،۲۰۰۳ء، شمارہ:۴، ص:۴۲
۲۵- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۱، جولائی -ستمبر۲۰۰۴ء، شمارہ:۳، ص:۶
۲۶- محمد اقبال، علامہ، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، لاہور: بزم،۱۹۸۳ء، ص:۲۲۳
۲۷- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۲، جنوری تا مارچ ۲۰۰۵ء، شمارہ:۱، ص:۳
۲۸- ایضاً، جلد:۵۲، اکتوبر ۲۰۰۵ء، شمارہ:۴ (حصہ انگریزی، ص:۷
۲۹- ایضاً، جلد:۵۳، اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۶ء، شمارہ:۴، ص:۵
۳۰- عبدالمغنی، ڈاکٹر، اقبال کا نظامِ فن، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص:۱۲
۳۱- جابر علی، سید، پروفیسر، اقبال- ایک مطالعہ، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۸۵ء، ص:۱۱۲

32: Prose and Poetry, The Reading of the Text; Don Shiochi:(Cambridge University Press,U.K:1996)Page:19

۳۳- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۴، جولائی -ستمبر ۲۰۰۷ء، شمارہ:۳، ص:۱۱
۳۴- ایضاً، ص:۱۲ تا ۱۳
۳۵- بشیر احمد، ڈار، انوار اقبال، کراچی: اقبال اکادمی، ۱۹۶۷ء، ص:۲۴۵
۳۶- نذیر نیازی، سید، اقبال کے حضور، جلد اول، کراچی: اقبال اکادمی، ۱۹۷۱ء، ص: (۴۱۱) ۱۱۹
۳۷- مظفر حسین، چودھری، اقبال کے زرعی افکار، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۸۴ء، ص:۱۶
۳۸- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۵/۵۴، اکتوبر ۲۰۰۷ء، جنوری ۲۰۰۸ء، شمارہ:۴/ ۱، ص:۴۶ تا ۴۷
۳۹- ایضاً، ص:۴۷ تا ۴۸
۴۰- ایضاً، جلد:۵۵، اپریل تا اکتوبر ۲۰۰۸ء، شمارہ:۳ تا ۴/ ۱، ص:۵
۴۱- ایضاً، ص:۲۹ تا ۳۱
۴۲- ایضاً، ص:۳۲
۴۳- ایضاً، ص:۱۰۳ تا ۱۰۴
۴۴- ایضاً، ص:۱۰۴ تا ۱۰۵
۴۵- ایضاً، جلد:۵۶، جنوری ۲۰۰۹ء، شمارہ:۱ تا ۴/ ۱، ص:۹۹
۴۶- ایضاً، ص:۹۹ تا ۱۰۰

۴۷- جگن ناتھ آزاد، اقبال اور اس کا عہد (الٰہ آباد: ادارہ انیس اُردو، ۱۹۶۰ء) ص:۳
۴۸- عبدالحق، ڈاکٹر، تنقید اقبال اور دوسرے مضامین (پہاڑ پور: ناشر مسعود احمد، ۱۹۷۶ء) ص:۱۷
۴۹- احمد فاروقی، خواجہ، ڈاکٹر: اقبال کے خطوط (مضمون) مشمولہ ''اقبال آئینہ خانے میں'' (بھوپال: مدھیہ پردیش اُردو اکیڈمی، ۱۹۷۳ء) ص:۱۵۰
۵۰- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۶، جنوری ۲۰۰۹ء، شمارہ: ۱ تا ۴، ص: ۱۳۰
۵۱- ایضاً، ص: ۱۳۱ تا ۱۳۴
۵۲- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۵۷، جنوری تا ستمبر ۲۰۱۰ء، شمارہ: ۱ تا ۳، ص: ۳۵
۵۳- اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر، مطالعہ تلمیحات اشارات اقبال، لاہور: اقبال اکادمی، سن ندارد، ص: ۲۱۱
۵۴- محمد عثمان، پروفیسر، اقبال کا فلسفہء خودی بنیادی تصورات، لاہور: مکتبہ جدید، ۱۹۷۱ء، ص: ۱۳۲
۵۵- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۵۷، جنوری تا ستمبر ۲۰۱۰ء، شمارہ: ۱ تا ۳، ص: ۱۲۱
۵۶- ایضاً، ص: ۱۲۲
۵۷- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۵۷/ ۵۸، اکتوبر ۲۰۱۰ء، شمارہ: ۴/ ۱ تا ۳، ص: ۳۵
۵۸- محمد منور، پروفیسر، میزانِ اقبال، لاہور: اقبال اکادمی ۱۹۸۶ء، ص: ۱۸۹ تا ۱۹۰
۵۹- ایضاً، ص: ۲۰۰ تا ۲۰۱
۶۰- اسلم انصاری، اقبال عہد آفرین''، ملتان: کاروانِ ادب، ۱۹۸۷ء، ص: ۷
۶۱- صابر لودھی، ''محمد منور، مرزا (فاتح اور مفتوح)'' مشمولہ ''بھلایا نہ جائے گا'' خاکے، لاہور: مکتبہ روشن خیال، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۰۶، ۱۱۱
۶۲- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۵۸/ ۵۹، اکتوبر ۲۰۱۱ء تا مارچ ۲۰۱۲ء، شمارہ: ۴/ ۱ تا ۳، ص: ۹۷

63."Iqbal", volume: 58/59, Oct. 2011 to March 2012, No. 4/1 (Lahore, Bazam-e-Iqbal) P:3 to.8

۶۴- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۵۹، اپریل تا ستمبر ۲۰۱۲ء، شمارہ: ۲، ۳، ص: ۸۰
۶۵- ایضاً، ص: ۸۳

66.Roberto,Zavoleoni: Self-Determination, (translated by, Vigillio biasial, Chicago: forum books:1963)Page:6

۶۷- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد: ۵۹، اپریل تا ستمبر ۲۰۱۲ء، شمارہ: ۲، ۳، ص: ۷۰
۶۸- جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۵
۶۹- نسیم امروہوی، مرتبہ، فرہنگ اقبال، لاہور: اظہار سنز، ۱۹۸۹ء، ص: ۲۸۴
۷۰- عزیز احمد، اقبال نئی تشکیل، لاہور: گلوب پبلشرز، ۱۹۶۸ء، ص: ۲۴۴، ۲۴۵

۷۱- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۹/ ۶۰، اکتوبر۲۰۱۲ء، شمارہ:۴/ ا، ص:۱۰۰
۷۲- قرآن مجید، سورہ کہف، آیت نمبر ۵۰
۷۳- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۵۹/ ۶۰، اکتوبر۲۰۱۲ء، شمارہ:۴/ ا، ص:۱۰۱
۷۴- ایضاً، ص:۱۲۲
۷۵- ایضاً

76. Shahid Muhammad Hanif, Mufakkar-i-Pakistan, (Lahore, Sang-i-Meel Publications, 1982) P:58-106
77. Iqbal, P:76-108
78. Iqbal, Dr. Mohammad: Mysteries of selflessness, (translated by Prof. A. J. Araberry. London, John Murray, 1953) P.81
79..Nadvi, Syed Abul Hassan Ali: Glory of Iqbal, translated by M. A. Kidwai, Lucknow, Academy of Islamic Research and Publications.
80. Shahid Muhammad Hanif, Mufakkar-i-Pakistan, P.522 and Glory of Iqbal, P.37
81. Holy Quran: Yusaf: XIII; 2
82. Holy Quran: Zukhruf: XLIII; 3
83. Saudi Gazette (Riyadh), 12th July, 1987, P.6
84. Dar, B.A. (ed. & comp.) Letters and writings of Iqbal, Karachi, Iqbal academy Pakistan, 1967, P.60
85. Ibid.pages 124-125 and The New Era,(Lucknow, 28th July 1917)Page:251
86. Iqbal, Dr. Mohammad: Stray Reflections; a Note Book of Iqbal ed. By Dr. Javed Iqbal. Lahore, Sh. Ghulam Ali and Sons, P.81-82
87. Qureshi, Dr.A.Waheed,(comp:) Muntakhib Mawalaat Iqbal review (July 1960 to January 1983)(Lahroe, Iqbal Academy Pakistan,1983, P.385-386.
88. Iqbal,Volume: 60/61,April 2013 to March 2014,No. 2(Lahore, Bazam e
Iqbal)Page No.2-4

۸۹- سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد:۶۱/ ۶۲، اپریل ۲۰۱۴ء، شمارہ:۲-۴/ ا، ص:۹
۹۰- ایضاً، ص:۱۳
۹۱- ایضاً، ص:۸۵تا ۸۷
۹۲- ایضاً، اپریل ۲۰۱۵ء، شمارہ:۲- ۴/ ا، ص:۹ تا ۱۰

۹۳- ایضاً،ص:۳۱

۹۴- ایضاً،ص:۳۲

۹۵- ایضاً،ص:۳۴

۹۶- ایضاً،جنوری ۲۰۱۶ء،شمارہ:۱-۴،ص:۱۰۳

۹۷- ایضاً،ص:۱۰۳- ۱۰۴

98.Iqbal,Volume: 63,January to December-2016 ,No.1-4 (Lahore, Bazam e Iqbal) Page No.3-9

99. Iqbal,Volume: 63,January to December-2016 ,No.1-4 (Lahore, Bazam e Iqbal) Page No.13-14

۱۰۰- مرتبہ محمد عبداللہ قریشی،حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں،لاہور: بزمِ اقبال،۲ کلب روڈ-۱۹۸۲ء، ص:۷۵

۱۰۱- ایضاً،ص:۲۵۴

۱۰۲- ایضاً،ص:۲۵۴

103. Iqbal,Volume: 63,January to December-2016 ,No.1-4 (Lahore, Bazam e Iqbal) Page No.15

104. Ibid, Page No.17 to 22.

باب سوم

اشاریہ

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'': ۲۰۰۱ء سے ۲۰۲۰ء تک

''علمی و ادبی رسائل کے اشاریے تحقیقی پیش رفت کے لیے ناگزیر سمجھے جاتے ہیں۔
ان اشاریوں کی مدد سے نہ صرف اپنے نئے تحقیقی منصوبوں کو سبک رفتاری سے پایہ
تکمیل کو پہنچا سکتے ہیں، بلکہ نئے تحقیقی موضوعات بھی تلاش کر سکتے ہیں''۔(۱)

''بایں ہمہ تشنگانِ اقبال یہ ضرورت برابر محسوس کرتے رہے ہیں کہ کوئی صورت
ایسی ہونی چاہیے کہ انھیں کسی ایک موضوع پر اقبال کے تمام اشعار یا ان کے حوالے
ایک جگہ مل جائیں۔اشاریہ نے اسی ضرورت کے بطن سے جنم لیا ہے''۔(۲)

اشاریہ سازی کی اس اہمیت کے پیشِ نظر، زیرِ نظر اشاریہ مجلّہ ''اقبال'' سال ۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۶ء کے مجلّوں پر مشتمل ہے۔اس اشاریہ کا مقصد یہ ہے کہ کسی خاص موضوع سے دلچسپی رکھنے والے قاری کو سارے متعلقہ حوالے یکجا مل جائیں۔اس ضمن میں جو موضوع زیادہ اہم، ممتاز اور قریبی محسوس ہوا، مضمون کو اس کے زمرے میں شمار کیا گیا۔اس حصے سے اس بات کا اندازہ بھی ہو سکے گا کہ اقبالیات کے متنوع موضوعات پر کیسے کیسے معیاری اور علمی سطح کے مضامین لکھے گئے۔

مجلّہ ''اقبال'' کی اس فہرست میں متنوع موضوعات کی نسبت سے حوالہ جات کا مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔سال جنوری ۲۰۰۱ء تا دسمبر ۲۰۱۶ء شمارہ وار ترتیب دیا گیا ہے۔اس سے قبل سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' اکتوبر ۱۹۵۲ء تا اکتوبر، جنوری ۱۹۹۲ء کا اشاریہ اختر النساء مرتب کر چکی ہیں، اور یہ ''بزمِ اقبال، لاہور'' کے زیرِ اہتمام فروری ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا تھا۔اس ضمیمہ میں سال جنوری ۲۰۰۱ء تا دسمبر ۲۰۱۶ء کا اشاریہ مرتب کر کے شامل کیا گیا ہے۔ اشاریہ کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے:

۱-شمارہ وار اشاریہ، ۲-مصنف وار اشاریہ، ۳- موضوع وار اشاریہ، ۴-تبصرہ کتب

اشاریہ نمبرا: شمارہ وار اشاریہ

[سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۶ء تک]

اشاریہ نمبر ا میں ہر شمارے کے مندرجات کے زمانی ترتیب سے شمارہ وار اندراج کیا گیا ہے۔ یہ اشاریہ مضامین و مندرجات کا زمانی نقشہ پیش کرتا ہے۔ اس سے یک نظر اندازہ ہو سکے گا کہ مختلف ادوار میں سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں کون کون سے موضوعات و مسائل زیر بحث رہے۔ نیز بزمِ اقبال کو کن کن مبصرین اور مصنفین کا قلمی تعاون حاصل رہا۔

جلد: ۴۸ جنوری-مارچ ۲۰۰۱ء شمارہ: ۱

علامہ اقبال، ہائیڈل برگ اور 'ایک شام'	ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی	۹۔۲۵
اقبال اور آرزوئے انقلاب	ڈاکٹر عبدالحق	۲۶۔۳۸
شرعی قوانین سازی اور علامہ اقبال کا فکری اجتہاد	ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان	۳۹۔۵۶
مطالعۂ قرآن کی نئی جہتیں اور فکرِ اقبال	ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی	۵۷۔۷۰
عصری مسائل کا حل: فکرِ اقبال کے تناظر میں	ڈاکٹر تسکینہ فاضل	۷۱۔۷۸
نظریہ پاکستان اور روحانی جمہوریت	چودھری مظفر حسین	۷ تا ۲۰
مولانا آزاد اور مسلمان	ابراہیم اشک	۲۱ تا ۳۶
اقبال کا پیغام قوت	ڈاکٹر خلیل طوق آر	۳۷ تا ۴۲
اقبال کا اندازِ شعر گوئی	سید مشکور حسین یاد	۴۳ تا ۶۰
علامہ اقبال لاہوری و زبان فارسی	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	۶۱ تا ۶۴
مدیر کے نام قارئین کے چند خطوط		۶۵

اس شمارے میں دو انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۴۸ اپریل-جون ۲۰۰۱ء شمارہ: ۲

اقبال، ایک تخلیقی فن کار	پروفیسر ضیاء الدین احمد	۱۱ تا ۳۱
اقبال، رینان اور جمال الدین افغانی	ڈاکٹر اسلم انصاری	۳۳ تا ۴۱
کلامِ اقبال کا ہدف تخاطب	سیّد مشکور حسین یاد	۴۳ تا ۵۹
اقبال، ایک انسان دوست شاعر	شاہدہ یوسف	۶۱ تا ۶۸
''سفرِ تخلیق'' پر ایک نظر	شریف کنجاہی	۶۹ تا ۷۷

اس شمارے میں دو انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۴۸ جولائی-اکتوبر ۲۰۰۱ء شمارہ: ۳، ۴

قائداعظم سے ملاقات، ایک تاریخ ساز انٹرویو	مسٹر بیورلے نکولس	۱۱ تا ۱۶
''ملّت کا پاسبان'' (فیچر)	ڈاکٹر سلیم اختر	۱۷ تا ۲۴
اقلیمِ ہند: برٹش امپیریلزم کے اہداف (ماضی، حال اور مستقبل کے آئینے میں)	جناب عبدالحمید کمالی	۲۵ تا ۶۶
قائداعظم: تحریک بازیافت کے آخری رہنما	ڈاکٹر سیّد عبداللہ	۶۷ تا ۷۴
قائداعظم کا عظیم المثال کارنامہ: ''تخلیقِ پاکستان''	محمد رضی الدین صدیقی	۷۵ تا ۸۴
امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں قائداعظم کی ایک اہم تاریخی تقریر	''ادارہ''	۸۵ تا ۱۰۲
قائداعظم کی سیاسی زندگی کا ایک فیصلہ کن سال: (۱۹۳۹ء)	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	

جلد: ۴۹ جنوری-اپریل ۲۰۰۲ء شمارہ: ۱، ۲

محو حیرت ہوں......	فیروز الدین احمد فریدی	۹ تا ۱۲

تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ (فکرِ اقبال کی روشنی میں)	پروفیسر عبدالمغنی	۱۳ تا ۴۰
جاوید نامہ: معراج نامۂ خودی، کردار اور عناصر تشکیلی	ڈاکٹر خلیل طوق آر	۴۱ تا ۶۴
پیام اقبال	قاضی عبدالغفار	۶۵ تا ۹۰
اقبال پر ایک محققانہ نظر	مولانا راغب احسن	۹۱ تا ۱۰۰
اقبال اور حدیث (''پیامِ مشرق'' کے حوالے سے)	حافظ ڈاکٹر منیر	۱۰۱ تا ۱۱۴
استحکامِ پاکستان اور روحانی جمہوریت	کے۔ایم۔اعظم	۱۱۵ تا ۱۲۴
روحانی جمہوریت کے بارے میں چند خیالات	مظفر حسین	۱۲۵

جلد: ۴۹ جولائی - اکتوبر ۲۰۰۲ء شمارہ: ۳، ۴

پروفیسر میاں محمد شریف مرحوم کی یاد میں	چیف جسٹس ایس۔اے۔رحمٰن	۷ تا ۸
پاکستان اور قیامِ جمہوریت	کے۔ایم۔اعظم	۹ تا ۱۴
اقبال کا فنی ارتقا	ڈاکٹر شوکت سبزواری	۱۵ تا ۳۰
اقبال کے بعض حالات	میر غلام بھیک نیرنگ	۳۱ تا ۵۴
اقبال شعرائے فارسی کی صف میں	ڈاکٹر سیّد عبداللہ	۵۵ تا ۹۴
توحید کے ارتقائی مدارج	دین محمد شفیقی، عہدی پوری	۹۵ تا ۱۲۲
اقبالیات: چند نئی جہات (تبصرہ)	تقدیس زہرا	۱۲۳

جلد: ۵۰ جنوری - مارچ ۲۰۰۳ء شمارہ: ۱

استحکامِ پاکستان: فکرِ اقبال کی روشنی میں	کے۔ایم۔اعظم	۵ تا ۱۹
اقبال اور حدیث (''بانگِ درا'' سے ماخوذ)	حافظ ڈاکٹر منیر احمد خاں	۲۰ تا ۳۹
تفہیم بالِ جبریل (تالیف: پروفیسر خواجہ محمد ذکریا)	تبصرہ: ادارہ	۴۰ تا ۴۵
اقبال اور مرزا غالب	مدیر	۴۶ تا ۴۸
روح نامہ......فرد کی آپ بیتی' قوم کی سرگذشت	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	۴۹

جلد: ۵۰ اپریل-جون ۲۰۰۳ء شمارہ: ۲

مضمون	مصنف	صفحات
عرضِ حال	مولانا الطاف حسین حالی	۵ تا ۸
یومِ اقبال (۲۱ اپریل ۱۹۶۳ء) سے ایک اقتباس	ڈاکٹر جاوید اقبال	۹ تا ۱۲
لبرل (استعاری) جمہوریت یا روحانی جمہوریت	مظفر حسین	۱۳ تا ۱۵
جمہوریت کے بارے میں علامہ اقبال کا مؤقف	مظفر حسین	۱۶ تا ۲۰
استحکامِ پاکستان: فکرِ اقبال کی روشنی میں	کے۔ایم۔اعظم	۲۱ تا ۳۶
ڈاکٹر محمد حمید اللہ	پروفیسر خورشید احمد	۳۷ تا ۴۲
ڈاکٹر محمد حمید اللہ	شاہ بلیغ الدین	۴۳ تا ۴۶
ایسی بلندی، ایسی پستی!	عرفان صدیقی	۴۷

جلد: ۵۰ جولائی-ستمبر ۲۰۰۳ء شمارہ: ۳

مضمون	مصنف	صفحات
ظہورِ پاکستان اور قائداعظم کے فرمودات	پروفیسر غلام حسین ذوالفقار	۵ تا ۱۳
محکماتِ عالمِ قرآنی...... ''جاوید نامہ'' کی روشنی میں!	ڈاکٹر محمد احمد غازی	۱۵ تا ۳۱
اقبال اور حدیث (''زبورِ عجم'' سے ماخوذ)	ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں	۳۳۔۴۸
علامہ اقبال اور ہندو	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	۴۹۔۶۰

اس شمارے میں دو انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۵۰ اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۳ء شمارہ: ۴

مضمون	مصنف	صفحات
فرمودات: قائداعظم	پروفیسر غلام حسین ذوالفقار	۶۔۱۵
نیا عالمی نظام اور اقبال	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	۱۷۔۴۰
ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم، ایک عالمِ باعمل	پروفیسر عبدالحمید کمالی	۴۱۔۵۴

جلد:۵۱ جنوری-مارچ ۲۰۰۴ء شمارہ:۱

قائداعظم نے فرمایا!	مدیر	۶-۱۰
مکاشفاتِ اقبال (قیامِ پاکستان اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ)	چوہدری مظفر حسین مرحوم	۱۱-۲۶
نفاذِ اسلام اور پاکستان کے معاشرتی تضادات	کے۔ایم۔اعظم	۲۷-۴۴

جلد:۵۱ اپریل-جون ۲۰۰۴ء شمارہ:۲

فرمودۂ اقبال	مدیر	۵-۸
علامہ اقبال اور احیائے علوم	پروفیسر سید محمد اکرم	۹-۵۴
علامہ محمد اقبال کے ایک ترک مدّاح پروفیسر علی نہاد تارلان اور اُن کی فارسی نظم اقبال	ڈاکٹر خلیل طوق آر	۵۵-۷۲
بزمِ اقبال۔مختصر تعارف!	ادارہ، بزمِ اقبال، لاہور	۷۳-۷۷

اس شمارے میں تین انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد:۵۱ جولائی-ستمبر ۲۰۰۴ء شمارہ:۳

اقبال کا روحانی انسان	مظفر حسین	۵-۳۶
اکبر اور اقبال	پروفیسر خواجہ محمد ذکریا	۳۷-۴۹
عالمگیریت اور ثقافتی استعماریت	پروفیسر نعیم احمد	۵۱-۵۶

جلد:۵۱ اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۴ء شمارہ:۴

اقبال......ایک تحریک	پروفیسر سیّد محمد اکرم	۵-۱۵
اُصولِ حرکت اور اقبال کا تصورِ اجتہاد	ڈاکٹر شگفتہ بیگم	۱۷-۵۰
علامہ اقبال کی قطعہ نگاری	پروفیسر منیبہ خانم	۵۱-۶۱
''لینن''......خدا کے حضور میں!	ادارہ	۶۲-۶۶
''نیا عالمی نظام'' اور دنیائے اسلام	جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ	۶۷-۷۱

جلد:۵۲ جنوری-مارچ ۲۰۰۵ء شمارہ:۱

خواتین کی تعلیم وتربیت: اہمیت، مقاصد اور مطلوبہ لائحہ عمل پروفیسر بیگم ثریا علوی ۵-۱۹

اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا (اقبال یادگاری لیکچر) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ۲۱-۳۶

اقبال اور حدیث ڈاکٹر حافظ منیر احمد خاں ۳۷-۶۴

جلد:۵۲ اپریل-جون ۲۰۰۵ء شمارہ:۲

مشفق خواجہ کی یاد میں مدیر ۳-۸

اُردو زبان: مشکلات اور مسائل ڈاکٹر خلیل طوق آر ۱۱-۲۶
(دوسرے ملکوں کی قومی زبان کے تجربات کے تناظر میں)

اسلامی ادب کی ترویج میں اقبال کا کردار ڈاکٹر تحسین فراقی ۲۷-۴۲

محمد علی صدیقی کی ''تلاشِ اقبال'' کا ایک جائزہ عبدالحمید کمالی ۴۳-۴۸

جلد:۵۲ جولائی-ستمبر ۲۰۰۵ء شمارہ:۳

اقبال، زروان اور رروانیت ڈاکٹر محمد اسلم انصاری ۷-۱۹

جنوبی ایشیا کی آزادی اور مسلمانوں کا ملّی تشخص اقبال اور جناح کی نظر میں ڈاکٹر سیّد محمد اکرم اکرام ۲۱-۵۰

اُردو بحیثیتِ ذریعہ تعلیم ڈاکٹر تحسین فراقی ۵۱-۶۰

علامہ اقبال اور تشکیل پاکستان نوشین رشید ۶۱-۶۶

جلد:۵۲ اکتوبر-دسمبر ۲۰۰۵ء شمارہ:۴

مسلمانوں کی آزمائش (بیان: علامہ اقبال، قلم بند: محمد الدین) ۷-۸

اسلام پروفیسر سیّد محمد اکرم ۹-۱۹

اقبال کے تصور شاعری کا ارتقا اور ''حرفِ شیریں'' کی بحث ڈاکٹر محمد اسلم انصاری ۲۱-۳۶

قائداعظم، ادیب اور نظمِ ملّت! ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ۳۷-۴۲

اقبال، جناح اور عالمِ اسلامی	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	۴۳_۴۸
اقبال کی دو انگریزی تحریروں کا اُردو ترجمہ	ڈاکٹر ظہور الدین احمد	۴۹_۵۶

جلد: ۵۳ جنوری-مارچ ۲۰۰۵ء شمارہ: ۱

ساقی نامہ	ڈاکٹر عبدالغنی	۷_۱۲
اقبال کا نظریۂ علم	ڈاکٹر شگفتہ بیگم	۱۳_۳۳
بستہ پیمانِ محبت با جلال	ڈاکٹر محمد اسلم انصاری	۳۴_۳۸
اقبال کی نظم نگاری کا ابتدائی دور	محمد نعیم بزمی	۳۹_۵۷
ذاتِ احمد مجتبیٰ ﷺ، شیرازہ بند ملّت اسلامیہ	کلثوم سلیم	۵۸_۶۶
قابلِ اجمیری (اقبال سے متاثر ایک شاعر)	وحید الرحمان خاں	۶۷_۷۲

جلد: ۵۳ اپریل-جون ۲۰۰۶ء شمارہ: ۲

ساقی نامہ	پروفیسر سید محمد اکرم	۷_۱۱
فکرِ اقبال کا اخلاقی و تربیتی پہلو	ڈاکٹر سید معین نظامی	۱۳_۱۶
اقبال اور اسلامی ثقافت کی روح	آمنہ سعید	۱۷_۲۶
نظم ''خضر راہ'' امیجری کے آئینے میں	محمد نعیم بزمی	۲۷_۴۸
تحقیقِ اسلامی کے تقاضے اور اقبال	ڈاکٹر محمد آصف اعوان	۴۹_۵۷
فکرِ اقبال...... پاکستانی عوام و خواص	ڈاکٹر محمد امجد تھانوی	۵۸_۶۱
مولانا ظفر علی خاں بنام سیّد شمس الحسن	ڈاکٹر زاہد منیر عامر	۶۳_۷۰
اقبال اور غازی امان اللہ خان	ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق	۷۱_۸۴

اس شمارے میں ایک انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد:۵۳ جولائی-ستمبر۲۰۰۶ء شمارہ:۳

زوالِ امت کا عصری منظر نامہ اور اقبال کا تصور بقا وارتقا	پروفیسر محمد عارف خان	۷_۲۷
''پیامِ مشرق'' کا مقدمہ	رابعہ سرفراز	۲۹_۳۳
نطشے کا نظریۂ تکرار ابدی اور اقبال	ڈاکٹر محمد آصف اعوان	۳۵_۴۲
آرنلڈ ٹائن بی کا فلسفۂ تاریخ	پروفیسر عبدالحمید کمالی	۴۳_۵۳
اقبال کا ''ساقی نامہ''......حرکی امیجز کا منظر نامہ	محمد نعیم بزمی	۵۴_۵۸

جلد:۵۳ اکتوبر-دسمبر۲۰۰۶ء شمارہ:۴

اُردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	۹_۱۷
اقبال کی انقلابی اور مزاحمتی شاعری	ڈاکٹر محمد آصف قادری	۱۸_۴۹
اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد کا تہذیبی وتمدنی منظر	ڈاکٹر محمد آصف قادری	۵۰_۵۹
اقبال کا خطابیہ اور مکالماتی نظموں میں امیجری	محمد نعیم بزمی	۶۰_۷۰
اقبال اور جدیدیت	ناصر عباس نیر	۷۱

اس شمارے میں تین انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد:۵۴ جنوری-مارچ۲۰۰۶ء شمارہ:۱

خطباتِ اقبال کی عصری اہمیت	محمد شفیق عجمی	۷_۱۸
اقبال کی غزل کا فنی سراپا	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد	۱۹_۳۰
کلامِ اقبال میں فکری وفنی ہم آہنگی	رابعہ سرفراز	۳۱_۳۷
مظفر علی سید کی اقبال شناسی	ڈاکٹر روبینہ شاہین	۳۸_۴۵
اقبال کا تصورِ تاریخ	آمنہ سعید	۴۶_۵۴
اقبال کی اُردو شاعری میں امیجری	محمد نعیم بزمی	۵۵_۵۹
اقبال اور تربیتِ اطفال	ڈاکٹر محمد آصف اعوان	۶۰_۷۲

تصوف اور اقبال ڈاکٹر شاہد اقبال کامران ۷۳۔۹۷

اس شمارے میں ایک انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد:۵۴ اپریل-جون ۲۰۰۶ء شمارہ:۲

اقبال اور ترک (تاریخی پس منظر میں) ڈاکٹر خلیل طوق آر ۷۔۱۷

شعرِ اقبال......معجزۂ فن کی نمود بصیرہ عنبرین ۱۸۔۲۸

اقبال کا تصورِ وقت ڈاکٹر محمد آصف اعوان ۲۹۔۴۱

اقبال کا تصورِ قومیت اور ذکرِ رسول ﷺ مسز کلثوم سلیم ۴۲۔۴۹

اقبال اور مسئلہ غربت ڈاکٹر فاروق عزیز ۵۰۔۵۶

اقبال اور شیکسپیئر ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان ۵۷۔۵۹

اقبال کی طویل اُردو نظموں میں ''مردِ مومن'' کا امیج محمد نعیم بزمی ۶۰۔۶۵

''اقبال اور ترک'' کی تقریب رونمائی اور ''خیابان'' کا نوادرِ اقبال نمبر روداد/تبصرہ......''ادارہ'' ۶۶۔۶۸

جلد:۵۴ جولائی-ستمبر ۲۰۰۶ء شمارہ:۳

اقبال اور گوئٹے کی جہاں بینی ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام ۱۱۔۱۵

حلاج اور اقبال (اقبال کے فکری رویے کا تدریجی ارتقا) ڈاکٹر تسکینہ فاضل ۱۶۔۲۴

تعبیر وتشریحِ اسلامی کا مسئلہ اور اقبال پروفیسر محمد عارف خان ۲۵۔۴۰

اقبال کا تصورِ اجتہاد ڈاکٹر محمد آصف اعوان ۴۱۔۵۴

اقبال اور زمین کی نجی ملکیت کا تصور ڈاکٹر فاروق عزیز ۵۵۔۶۳

ارمغانِ حجاز، فارسی: تحقیقی مطالعہ (بیاض اور مطبوعہ نسخوں کا موازنہ) محترمہ بصیرہ عنبرین ۶۵۔۸۵

مصنف وار اشاریہ، مجلّہ ''اقبال'' (حصہ اُردو) محمد نعیم بزمی ۸۶۔۱۱۸

جلد:۵۴/۵۵ اکتوبر ۲۰۰۷ء شمارہ:۴/۱

چراغ رہ گزار چل بسا (نظم) اشرف جاوید ۸

مقالات......شخصیت اور فن

عنوان	مصنف	صفحات
ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار......آج وہ، کل ہماری باری ہے	ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا	۹۔۲۱
ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار......ایک شفیق استاد، ایک مخلص دوست	ڈاکٹر ممتاز منگلوری	۲۲۔۳۶
ڈاکٹر ذوالفقار: علمی انہماک کی ایک مثال	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	۳۷۔۴۵
ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (اُردو کا ایک خاموش خدمت گزار)	ڈاکٹر انور سدید	۴۶۔۴۹
ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار......یادیں، ملاقاتیں	ڈاکٹر مظہر معین	۵۰۔۶۱
ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	ڈاکٹر وحید عشرت	۶۲۔۶۳
ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	محمد حمزہ فاروقی	۶۴۔۷۵
پروفیسر غلام حسین ذوالفقار	ڈاکٹر خلیل طوق آر	۷۶۔۷۹
(ترکی میں پاکستانی شناخت کے بہترین نمائندے) جگرِ لخت لخت (ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی آپ بیتی پر ایک نظر)	ڈاکٹر خلیل طوق آر	۸۰۔۸۵
پروفیسر غلام حسین ذوالفقار: نابغۂ روزگار شخصیت	پروفیسر محمد مظفر مرزا	۸۶۔۸۸
ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار۔ اُردو ادب کا نجم رخشندہ	عبدالکریم قاسم	۸۹۔۹۱
''مردم دیدہ و شنیدہ''......ایک مطالعہ	ڈاکٹر خالد ندیم	۹۲۔۹۵
پنجاب، تحقیق کی روشنی میں......اجمالی جائزہ	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد	۹۶۔۱۰۳
نکتہ دانِ اکبر و اقبال رفعت	ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان	۱۰۴۔۱۰۷
''اقبال کا ذہنی و فکری ارتقاء......ایک جائزہ	سلیم اللہ شاہ	۱۰۸۔۱۱۱
چمن مہتاب میں نعتِ خدا سے ہوا اُجالا	تنویر غلام حسین	۱۱۲۔۱۱۵
ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار سے ایک مکالمہ	صفیہ مشتاق	۱۱۷۔۱۲۵
مکتوب بنام محمد خان جونیجو (وزیر اعظم پاکستان)	بازیافت: خواجہ عبدالرحمٰن طارق	۱۲۷۔۱۲۹
ذوالفقار مرحوم کی جرأت رندانہ......	بازیافت: خواجہ عبدالرحمٰن طارق	۱۳۱۔۱۳۵

(مکتوب بنام طارق اقبال پوری، مکتوب بنام جنرل ضیاء الحق)

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار بنام مشفق خواجہ	ترتیب وحواشی: خواجہ عبدالرحمٰن طارق	۱۴۷۔۱۸۳
مکاتیب بنام ڈاکٹر ممتاز منگلوری	ترتیب: ڈاکٹر ممتاز منگلوری	۱۸۵۔۱۸۸
مکاتیب بنام محمد حمزہ فاروقی	ترتیب وحواشی: محمد حمزہ فاروقی	۱۸۹۔۱۹۳
مکاتیب بنام ملک حق نواز خان	ترتیب وحواشی: ملک حق نواز خان	۱۹۴۔۱۹۹
مکاتیب بنام ڈاکٹر خلیل طوق آر (ترکی)	انتخاب: ڈاکٹر خلیل طوق آر ترتیب: محمد نعیم بزمی	۲۰۰۔۲۴۳
مکتوباتِ مشفق بنام ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	انتخاب: خواجہ عبدالرحمٰن طارق ترتیب: محمد نعیم بزمی	۲۴۵۔۲۶۹

وضاحتی فہرست

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی تصنیفات وتالیفات (ایک وضاحتی کتابیات)	مرتب: محمد شاہد حنیف	۲۷۱۔۲۹۱

جلد: ۵۵ اپریل اکتوبر ۲۰۰۸ء شمارہ: ۲ تا ۴

شبلی کی انتقادی فکر کا ثقافتی منظر نامہ	پروفیسر عبدالحق (دہلی)	۷۔۱۶
حضرت امام ابوحنیفہ اور علامہ اقبال	ڈاکٹر وحید عشرت	۱۷۔۲۷
حکیم عنایت اللہ سوہدردی، نیاز مندِ اقبال	ڈاکٹر انور سدید	۲۹۔۳۲
اقبال اور بابر	پروفیسر عبدالجبار شاکر	۳۳۔۴۱
چند اہم مغربی اقبال شناس	ڈاکٹر محمد شفیق عجمی	۴۳۔۶۴
اقبال کی مذہبی شاعری کی متصوفانہ جہت	ڈاکٹر شاہدہ یوسف	۶۵۔۷۲
تشبیہات اقبال	ڈاکٹر بصیرہ عنبرین	۷۳۔۱۰۲
اقبال اور خاقانی	ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان	۱۰۳۔۱۰۷
غیر مسلم مفکرین کا تصور تاریخ اور علامہ اقبال (پہلی قسط)	ڈاکٹر راشد حمید	۱۰۹۔۱۳۹
شکوہ، جواب شکوہ اور خشونت سنگھ	ڈاکٹر جمیل اصغر	۱۴۰۔۱۴۷

حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے ہاں نالۂ نیم شبی	محمد ایوب لِلّٰہ	۱۴۸۔۱۵۶
اقبال اور فرقہ واریت	امتیاز حسین	۱۵۷۔۱۶۶
ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی......اجمالی جائزہ	ڈاکٹر تسنیم اختر	۱۶۷۔۱۷۶
سلام اے شاعر مشرق (صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب)......ایک جائزہ	ڈاکٹر محمد آصف اعوان	۱۷۷۔۱۸۲
نظم ''لالہ صحرا''......امیجری کی روشنی میں	محمد نعیم بزمی	۱۸۳۔۱۸۶
غالب اور اس کا ''پھڑ''	نوید احمد گل	۱۸۷۔۲۰۴

بازیافت

چودھری محمد حسین مرحوم کی ڈائری کے چند اوراق	ڈاکٹر ثاقف نفیس	۲۰۷۔۲۲۵
میرزا ادیب (غیر مطبوعہ خاکہ) بازیافت: صبا مرزا	پروفیسر مرزا محمد منور	۲۲۷۔۲۳۲

جلد: ۵۶ جنوری ۲۰۰۹ء شمارہ: ۱ تا ۴

حرفِ نایاب

چودھری محمد حسین مرحوم کی ڈائری کے چند اوراق (علامہ اقبال سے ملاقاتوں کی تفصیل)	ڈاکٹر ثاقف نفیس	۹۔۱۵

مقالات

انسان کا حیاتیاتی ارتقا اور قرآن	ڈاکٹر محمد آصف اعوان	۱۷۔۳۱
غیر مسلم مفکرین کا تصور تاریخ اور علامہ قبال (اتفاق واختلاف) (قسط دوم)	ڈاکٹر راشد حمید	۳۳۔۶۲
اسلام اور مغرب میں انفرادی آزادی کا تصور (فکرِ اقبال کی روشنی میں ایک تقابلی مطالعہ)	ڈاکٹر محمد آصف	۶۳۔۷۲
اقبال کا خطبہ ''الاجتہاد فی الاسلام''......ایک مطالعہ	امتیاز حسین	۷۳۔۸۸
اقبال کا تصورِ رزق	ڈاکٹر فاروق عزیز	۸۹۔۹۷

اقبال اور قرآن	ڈاکٹر ظہور احمد مخدومی	۹۹۔۱۰۲
اقبال کا تمثیلی اُسلوب	ڈکٹر بصیرہ عنبرین	۱۰۳۔۱۲۹
اقبال کا سکوتِ گویا	نوید احمد گل	۱۳۰۔۱۳۴
ڈاکٹر محمد رفیع الدین......سفر علمی کی روداد	ڈاکٹر شفیق عجمی	۱۳۵۔۱۵۸
بنگلہ دیش میں مطالعۂ اقبال (مشکلات وامکانات)	ڈاکٹر لطف الرحمٰن فاروقی	۱۵۹۔۱۸۵
علامہ اقبال اور سر کشن پرشاد شاد	ڈاکٹر محمد سلیم	۱۸۶۔۱۹۳
مکاتیب اقبال اور بھارتی اقبال شناس	ڈاکٹر جمیل اصغر	۱۹۴۔۱۹۹
اقبال......ترکوں کی نظر میں	ڈاکٹر ضیاء الحسن	۲۰۰۔۲۰۵

بیاد پروفیسر صابر کلوروی

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد	۲۰۷۔۲۱۰
ڈاکٹر صابر کلوروی کی علمی وتحقیقی خدمات	نذر عابد	۲۱۱۔۲۱۶
ڈاکٹر صابر کلوروی......گیسوئے اُردو کا ''ملنگ'' شانہ کش	ملک حق نواز خاں	۲۱۷۔۲۲۶
پروفیسر صابر کلوروی کے چند مکاتیب بنام رفیع الدین ہاشمی	قاسم محمود احمد	۲۲۷۔۲۴۹

مطالعات

''علامہ اقبال: شخصیت اور فن''......ایک تعارف	ڈاکٹر جاوید اصغر	۲۵۱۔۲۵۳
''تحریک آزادی میں اُردو کا حصہ''......ایک نظر	سکندر حیات میکن	۲۵۴۔۲۵۷
''اقبال اور قادیانیت، تحقیق کے نئے زاویے''......ایک مطالعہ	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد	۲۵۸۔۲۶۲
''پروفیسر محمد منور: بطور اقبال شناس''......ایک تعارف	ملک حق نواز خاں	۲۶۳۔۲۶۸
''اُردو غزل کا تکنیکی، ہیئتی اور عروضی سفر''......ایک تجزیہ	ملک حق نواز خاں	۲۶۹۔۲۷۸
''سرودِ سحر آفریں (فکر وفن اقبال کے چند گوشے)'' ایک مطالعہ	ڈاکٹر محمد ایوب لِلّٰہ	۲۷۹۔۲۸۲
''علم اور مذہبی تجربہ (تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)''......ایک نظر	غلام شبیر اسد	۲۸۳۔۲۸۸

بازیافت

''تصورات اقبال (مولانا صلاح الدین احمد)''......ایک نظر　میاں محمد عزیز قریشی　۲۸۹۔۲۹۲

ڈاکٹر انور سدید سے ایک مکالمہ　محمد نعیم بزمی　۲۹۳۔۳۰۴

اس شمارے میں تین انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۵۷　جنوری۔ستمبر ۲۰۱۰ء　شمارہ: ۱ تا ۳

علامہ اقبال کا علامتی اُسلوب　ڈاکٹر بصیرہ عنبرین　۹۔۳۳

تہذیبی تکثیریت و آفاقیت......ایک تحقیقی وتنقیدی مطالعہ　ڈاکٹر محمد آصف　۳۴۔۴۳

امام غزالی......اقبال کی نظر میں　امتیاز حسین　۴۴۔۶۷

علامہ اقبال کا فلسفۂ غلبہ و دعوتِ عمل......دقیق تجزیہ (جدید تقاضوں کی روشنی میں)　خواجہ عبدالرحمٰن طارق　۶۸۔۷۹

اقبال کا تصورِ فقر......معاشی تناظر میں　ڈاکٹر فاورق عزیز　۹۵۔۱۰۰

علامہ اقبال اور اسلامی عقائد وعبادات　خالد مبین　۱۰۱۔۱۱۵

علامہ اقبال اور فرہاد　رانا غلام یٰسین　۱۱۶۔۱۲۰

اقبال کی نعتیہ شاعری کا شاہکار (نظم ''ذوق وشوق'' کا توضیحی مطالعہ)　محمد عامر اقبال صدیقی　۱۲۱۔۱۳۴

بانگِ درا کی توقیت...... چند توجہ طلب امور　عروبہ صدیقی　۱۳۵۔۱۴۲

اقبال کے رنگ......''بہار'' کے سنگ　نوید احمد گِل (مترجم)　۱۴۳۔۱۴۸

اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں اورنگ زیب عالمگیر کا کردار　محمد حنیف شاہد　۱۴۹۔۱۶۴

شعرِ حافظ کی تفہیم چند بنیادی باتیں　ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان　۱۶۵۔۱۷۵

لغتِ آزاد اور ڈاکٹر معین نظامی　طارق حبیب　۱۷۶۔۱۸۲

''اسلامی اور مغربی تہذیب کی کش مکش:　ذیشان تبسم　۱۸۳۔۱۹۱

فکرِ اقبال کے تناظر میں''......ایک تجزیاتی مطالعہ

''علامہ اقبال'' شخصیت اور فن''......ایک نظر | پروفیسر سعید اکرم | ۱۹۲۔۱۹۴
''سفیرِ اقبال: پروفیسر محمد منور مرزا''......ایک نظر | ڈاکٹر خالد ندیم | ۱۹۵۔۱۹۸
اشاریہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''......ایک تعارف | ڈاکٹر محمد آصف | ۱۹۹۔۲۰۲
''ارمغانِ افتخار احمد صدیقی''......ایک مطالعہ | سکندر حیات میکن | ۲۰۳۔۲۰۶
''معارف خطبات اقبال''......اجمالی تعارف | محمد نعیم بزمی | ۲۰۷۔۲۰۹
''اُردو ادب...... یورپ اور امریکہ میں''......ایک نظر | محمد نعیم بزمی | ۲۱۰۔۲۱۷
پروفیسر عبدالجبار شاکر | ڈاکٹر علی محمد خاں | ۲۱۸۔۲۳۰

اس شمارے میں چار انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۵۷/۵۸ اکتوبر–دسمبر ۲۰۱۰ء شمارہ: ۴/۱ تا ۳

اقبال کا تصور جبر وقدر | ڈاکٹر وحید عشرت | ۹۔۱۹
اسلام اور مغرب کے مابین مکالمے کی صورت ......سرسید اور اقبال کے حوالے سے | ڈاکٹر محمد آصف | ۲۰۔۳۴
اقبال اور نوجوانِ ملّتِ اسلامیہ | ڈاکٹر محمد ہارون قادر | ۳۵۔۳۷
میاں محمد بخش اور علامہ محمد اقبال کی فکری مماثلتیں | آصف علی چٹھہ | ۳۸۔۴۸
اقبال کا تصورِ عشق | خالد مبین | ۴۹۔۵۹
اقبال کا تصورِ ساقی | نایلہ انجم | ۶۰۔۷۱
''ضربِ کلیم'' کا فنی مقام | قمر سلطانہ | ۷۲۔۸۸
تحقیق کی معروف اقسام اور اقبالیات | محمد عامر اقبال صدیقی | ۸۹۔۹۳
حاکمیت کے ضابطے، وقت اور اقبال | محمد عارف خان | ۹۴۔۱۱۸
نظریۂ پاکستان......
حضرت قائداعظم اور حضرت علامہ اقبال کے افکار میں | محمد مظفر مرزا | ۱۱۹۔۱۴۸

چند اقبالیاتی مکاتیب	ڈاکٹر خالد ندیم (مرتب)	۱۴۹۔۱۶۹
چند اقبالیاتی خطوط	قاسم محمود (مرتب)	۱۷۰۔۱۸۶
’’شکوہ‘‘ و’’جوابِ شکوہ‘‘ کے انگریزی تراجم......ایک جائزہ	اسد اللہ	۱۸۷۔۲۱۵
مطالعۂ اقبال کے نئے پہلو اور ڈاکٹر اسلم انصاری	محمد افتخار شفیع	۲۱۶۔۲۲۵
اقبال کے بیسویں صدی کے شعر وادب پر اثرات	اظہر اقبال اظہر	۲۲۶۔۲۳۷
اُردو شاعری کا فکری مطالعہ (واقعہ کربلا کے تناظر میں)	صائمہ علی	۲۳۸۔۲۵۰
خطبۂ کلیدی (ڈاکٹر شفیق عجمی کی اقبالیاتی کتب کے تناظر میں)	ڈاکٹر خورشید رضوی	۲۵۱۔۲۵۸
خطبۂ خصوصی (ڈاکٹر شفیق عجمی کی اقبالیاتی کتب کے تناظر میں)	ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا	۲۵۹۔۲۶۳
’’سفیر اقبال: پروفیسر محمد منور مرزا‘‘......ایک مختصر تعارف	ڈاکٹر ارشد محمد ناشاد	۲۶۴
’’اقبال کی اُردو نظموں میں امیجری‘‘......ایک نظر	ڈاکٹر محمد آصف	۲۶۵۔۲۶۹
’’کلام اقبال میں انبیائے کرام کا تذکرہ‘‘......ایک نظر	سکندر حیات میکن	۲۷۰۔۲۷۵
’’معارفِ خطباتِ اقبال‘‘...... بازدید	غلام شبیر اسد	۲۷۶۔۲۸۴
’’اقبال شناسی......عالمی تناظر‘‘ کا اجمالی تعارف	سفیر حیدر	۲۸۵۔۲۸۷
’’اقبال اور ترک‘‘......ایک تعارف	محمد اسلم بھٹی	۲۸۸۔۲۹۲

اس شمارے میں ایک انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۵۸/۵۹ اکتوبر ۲۰۱۱ء-مارچ ۲۰۱۲ء شمارہ: ۴/۱

اقبال کا تصورِ اسلامی ریاست	جسٹس (ر) جاوید اقبال	۷۔۱۱
اقبال بحیثیتِ ممتحن	پروفیسر محمد حنیف شاہد	۱۲۔۳۷
اقبال کی نظموں میں تغزل	ڈاکٹر تسنیم اختر	۳۸۔۴۸
اقبالیات میں تحقیق کی گنجائش، مقاصد اور خصائص	ڈاکٹر محمد آصف	۴۹۔۶۵
علامہ اقبال اور موسیقی	لطیف ساحل	۶۶۔۸۰

علامہ اقبال بطور نقاد	ڈاکٹر مزمّل حسین	۸۱۔۸۵
اقبال کا تصورِ شعر......اقبال کے اشعار کے تناظر میں	علی بابا تاج	۸۶۔۹۱
بیاد پروفیسر محمد منور مرزا		
محمد منور مرزا......اب انھیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر	ڈاکٹر تحسین فراقی	۹۲۔۹۵
نامور استاد......نامور خاکہ نگار	ڈاکٹر محمد ہارون قادر	۹۶۔۹۹
محمد منور مرزا بطورِ شاعر	صبا مرزا	۱۰۰۔۱۰۴
پروفیسر محمد منور مرزا اور ''برہانِ اقبال''	رانا غلام یٰسین	۱۰۵۔۱۱۴
''الامانت سے الامین تک''......ایک تعارف	شاہ بانو شاہد	۱۱۵۔۱۲۴
''ایقانِ اقبال''......ایک مطالعہ	محمد اسلم بھٹی	۱۲۵۔۱۲۹

اس شمارے میں دو انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۵۹ اپریل-ستمبر ۲۰۱۲ء شمارہ: ۲،۳

علامہ اقبال بطور عاشقِ رسول ﷺ	پروفیسر محمد حنیف شاہد	۷۔۱۰
فکرِ قرآن وفکرِ جدید کی باہم تطبیق اور اقبال	ڈاکٹر محمد عارف خان	۱۱۔۳۲
اقبال کا تصورِ ارتقا	قمر سلطانہ	۳۳۔۴۳
علامہ اقبال اور ''پاکستان سکیم''	ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان	۴۹۔۶۹
مسلم فلسطین کی گم شدہ میراث اور علامہ اقبال	محمد افتخار شفیع	۷۰۔۷۹
علامہ اقبال اور ملتِ اسلامیہ کی نشاۃِ ثانیہ	محمد شفیق اعوان	۸۰۔۸۸
علامہ اقبال کے دو اہم نظریات (خودی اور جبر وقدر)		
......ڈاکٹر عندلیب شادانی کی نظر میں	ڈاکٹر اشتیاق احمد	۸۹۔۱۰۱
پروفیسر محمد اکرم رضا بطور اقبال شناس	اظہر اقبال اظہر	۱۰۲۔۱۱۸
مظفر حسین برنی کی اقبال شناسی......ایک جائزہ	محمد عامر اقبال صدیقی	۱۱۹۔۱۲۶

''علامہ اقبال: مسائل ومباحث''......ایک جائزہ　سلیم اللہ شاہ　۱۲۷۔۱۲۹
اسلامی تصوف میں خواتین صوفیا کا کردار......این میری شمل کی نظر میں　عروبہ صدیقی　۱۳۰۔۱۳۶

اس شمارے میں ایک انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۶۰/۵۹　اکتوبر-دسمبر۲۰۱۲ء　شمارہ: ۱/۴

اقبال اور عصر جدید میں اسلامی ریاست کا تصور　جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال　۷۔۲۶
پنجاب آبزرور......تاریخی پس منظر　پروفیسر محمد حنیف شاہد　۲۷۔۵۷
اقبال اور انجمن حمایتِ اسلام　محمد حمزہ فاروقی　۵۸۔۶۳
غلام رسول مہر کے علامہ اقبال سے روابط　محمد حمزہ فاروقی　۶۴۔۸۰
جوئے آب (تحقیقی وتنقیدی مطالعہ)　ڈاکٹر محمد آصف　۸۱۔۹۲
اقبال کے اشکوں سے ارضِ پاک کی سیرابی　جسٹس (ر) منیر احمد مغل　۹۳۔۹۹
اقبال کا فکری نظام اور فلسفۂ ابلیس......اجمالی جائزہ　محمد عامر اقبال صدیقی　۱۰۰۔۱۱۰
ڈاکٹر سید عبداللہ کی ایک اہم تصنیف......''مقاصدِ اقبال''　ڈاکٹر تسنیم اختر　۱۱۱۔۱۱۸
''فروغِ اُردو میں اقبال کی خدمات کا تحقیقی جائزہ''......ایک تعارف　محمد نعیم بزمی　۱۱۹۔۱۲۲

گوشۂ خصوصی بیادسر شیخ عبدالقادر

اقبال......جادوگر ہندی نژاد　سر شیخ عبدالقادر　۱۲۳۔۱۲۹
سر شیخ عبدالقادر......معاصرین کی نظر میں　مرتب: پروفیسر محمد حنیف شاہد　۱۳۰۔۱۴۰
اُردو شعر وادب پر اقبال کے اثرات　سر شیخ عبدالقادر/محمد زاہد اعوان　۱۴۱۔۱۴۸
اقبال اور تہذیب جدید　سر شیخ عبدالقادر/ خالد حسین راؤ　۱۴۹۔۱۵۳

بازیافت

مشرقی لٹریچر مغرب میں کیونکر پہنچا؟　سر ڈینی سن راس/فیض احمد فیض　۱۵۴۔۱۵۹

اس شمارے میں ایک انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۶۱/۶۰　　اپریل جون ۲۰۱۳ء　　شمارہ: ۲-۴/۱

قندِ مکرّر

اقبال کا نظریۂ مقصود ہنر	شاہد حسین رزاقی	۷_۱۹
تصوف اور اقبال	محمد عبدالغنی نیازی	۲۰_۶۵
اکبر: پیش رو اقبال	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	۶۶_۱۰۳
اقبال: افغانستان میں	حافظ عباداللہ فاروقی	۱۰۴_۱۱۶
''کلیاتِ اقبال'' کی سرگذشت	عبدالواحد معینی	۱۱۷_۱۲۹
اقبال کے اُردو کلام میں زرتشتی اور ایرانی عناصر	اے ڈی ارشد	۱۳۰_۱۷۱

افکارِ نو

علامہ اقبال اور قادیانیت	پروفیسر محمد حنیف شاہد	۱۷۲_۱۹۲
اقبالیاتی ادب...... حالیہ پیش رفت	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	۱۹۳_۲۳۷
ملکیتِ زمین: اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر خالد مبین	۲۳۸_۲۵۰
علامہ اقبال کا فلسفۂ تعلیم	مسز ابتسام ٹھاکر	۲۵۱_۲۶۴
علامہ اقبال اور ولیم شیکسپیئر کی علامت نگاری	محمد اعجاز الحق	۲۶۵_۲۷۵
''سفر نامۂ اقبال''...... ایک مطالعہ	محمد اسلم بھٹی	۲۷۶_۲۸۰

اس شمارے میں ایک انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۶۲/۶۱　　اپریل ۲۰۱۴ء　　شمارہ: ۲-۴/۱

اقبالؔ کی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' کے تین ترجمے	پروفیسر تسکینہ فاضل	۹_۱۶
علامہ اقبال اور اتحادِ انسانیت (عصری عالمی منظرنامے کی روشنی میں)	ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی	۱۷_۲۵
علامہ اقبال کا فکر و فن	غلام رسول ملک	۲۶_۴۲

اقبالیاتی ادب......مزید پیش رفت ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ۴۳۔۵۷
تحقیق اور اقبالیاتی تحقیق ڈاکٹر شفیق عجمی ۵۸۔۶۹
کلامِ اقبال (اُردو) کے عروضی مطالعات کا ایک جائزہ ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد ۷۰۔۹۸
تصورِ موت: فرائڈ اور اقبال کی نظر میں ڈاکٹر خالد الماس ۹۹۔۱۱۳
سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
(عصر حاضر میں فکرِ اقبال کی تعبیر اور اطلاق کی صورتیں) قمر سلطانہ ۱۱۴۔۱۲۴
اسلام کے اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی خصائص
......نگارشاتِ اقبال کی روشنی میں (۱۹۱۰ء تک) ڈاکٹر خالد مبین ۱۲۵۔۱۴۶
اقبال کی عائلی زندگی عظمیٰ سیٹھی ۱۴۷۔۱۵۹
اقبال کا فکرِ اجتہاد ولید انور ۱۶۰۔۱۷۹
''علامہ اقبال کا تصورِ ریاست اور دوسرے مضامین''......ایک جائزہ ڈاکٹر سکندر حیات میکن ۱۸۰۔۱۸۴
اشاریہ (مصنف وار)......سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' (حصہ اُردو)
(جولائی ۲۰۰۷ء تا ستمبر ۲۰۱۲ء) ایم۔ایم خلیل احمد (مرتب) ۱۸۵۔۲۰۲
علامہ شبلی کی نادر تحریریں پروفیسر محمد حنیف شاہد ۲۰۳۔۲۲۰
مولانا الطاف حسین حالی: شاعر اور مصلحِ قوم ڈاکٹر سلیم اللہ شاہ ۲۲۱۔۲۳۱
پروفیسر عبدالحمید کمالی...... عالمی شہرت یافتہ فلسفی انجینئر مسعود اصغر ۲۳۲۔۲۳۹
''نذرِ وحید''......ایک اجمالی تعارف ڈاکٹر محمد نعیم بزمی ۲۴۰۔۲۴۲
محمد اقبال: قصائد مختارۃ ودراسات (عربی مضمون) پروفیسر مظہر معین ۲۴۳۔۲۴۷

جلد:۶۲ اپریل ۲۰۱۵ء شمارہ:۲-۴
جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال محمد رفیق تارڑ (سابق صدر) ۹۔۱۰
جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ۱۱۔۲۰

ترجمانِ بے مثال: ڈاکٹر جاوید اقبال | ڈاکٹر اسلم انصاری | ۲۱۔۲۴
حق مغفرت کرے...... | ڈاکٹر شفیق احمد | ۲۵۔۳۰
کچھ یادیں، کچھ باتیں | امجد اسلام امجد | ۳۱۔۳۳
جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کی شخصیت | مرزا بشیر شاکر | ۳۴۔۴۰
جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال | جسٹس (ر) منظور حسین سیال | ۴۱۔۴۵
جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال | جسٹس (ر) منیر احمد مغل | ۴۶۔۸۴
علم ودانش کے امین، روحِ اقبال، زندہ جاوید: ڈاکٹر جاوید اقبال | ڈاکٹر ظہیر احمد بابر | ۸۵۔۸۷
ڈاکٹر جاوید اقبال | امجد علی شاکر | ۸۸۔۹۳
جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال: چند یادیں، چند تاثرات | اسلم کمال | ۹۴۔۹۷
دو یادیں | ڈاکٹر ثاقف نفیس | ۹۸۔۱۰۰
جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال | محمد عامر اقبال صدیقی | ۱۰۱۔۱۰۹
ڈاکٹر جاوید اقبال اور سخنانِ لالہ فام (انٹرویو) | ڈاکٹر زاہد منیر عامر | ۱۱۰۔۱۳۱
علامہ اقبال سے منیب اقبال تک (منیب اقبال سے ایک انٹرویو) | ناصر زیدی | ۱۳۲۔۱۴۰
مکاتیب ڈاکٹر جاوید اقبال بنام سیّد نور محمد قادری | سیّد محمد عبداللہ قادری | ۱۴۱۔۱۷۱
مکاتیبِ ڈاکٹر جاوید اقبال بنام ڈاکٹر محمد آصف اعوان | ڈاکٹر محمد آصف اعوان | ۱۷۲۔۱۷۵
جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کے خطوط، پروفیسر محمد حنیف شاہد کے نام | پروفیسر محمد حنیف شاہد | ۱۷۶۔۲۱۱
خطباتِ اقبال: تسہیل وتفہیم (ایک تعارفی تجزیہ) | ڈاکٹر قمر سلطانہ | ۲۱۲۔۲۲۱
اپنا گریباں چاک......ایک اجمالی جائزہ | محمد اسلم بھٹی | ۲۲۲۔۲۲۷

اس شمارے میں ایک انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

جلد: ۶۳ جنوری ۲۰۱۶ء شمارہ: ۱-۴

علامہ اقبال، ہائیڈل برگ اور 'ایک شام' | ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی | ۹۔۲۵

اقبال اور آرزوئے انقلاب	ڈاکٹر عبدالحق	۲۶۔۳۸
شرعی قوانین سازی اور علامہ اقبال کا فکری اجتہاد	ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان	۳۹۔۵۶
مطالعۂ قرآن کی نئی جہتیں اور فکرِ اقبال	ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی	۵۷۔۷۰
عصری مسائل کا حل: فکرِ اقبال کے تناظر میں	ڈاکٹر تسکینہ فاضل	۷۱۔۷۸
اقبال......اکیسویں صدی میں	غلام رسول ملک	۷۹۔۸۶
اقبال کی تعلیمی بصیرت	ڈاکٹر خالد الماس	۸۷۔۱۰۲
اقبال کو افلاطون سے کیا اختلاف تھا؟	ڈاکٹر اسلم انصاری	۱۰۳۔۱۱۰
ہنٹنگٹن اور اقبال	ڈاکٹر محمد آصف	۱۱۱۔۱۲۹
اقبال کا تصور خودی اور لائبنز کا تصور موناد (مسئلہ زمان کے تناظر میں)	قمر سلطانہ	۱۳۰۔۱۴۷
علامہ اقبال اور ولیم شیکسپیر کا تصور فطرت	محمد اعجاز الحق	۱۴۸۔۱۶۰
ساقی نامہ......ایک مطالعہ	سعید اکرم	۱۶۱۔۱۶۷
''جاوید نامہ'' میں اقبال کی شاعری کا اساطیری پہلو (مذہبی اور ایرانی اساطیر)	ڈاکٹر شاہدہ یوسف	۱۶۸۔۱۷۵
اقبال کا تصورِ ادب وفن	ڈاکٹر خالد مبین	۱۷۶۔۱۹۱
فرزندِ اقبال کا علمی مقام	ڈاکٹر شفیق عجمی	۱۹۲۔۲۱۱
خواجہ عبدالوحید: اقبال کی صحبت یافتہ ایک شخصیت	خواجہ عبدالرحمٰن طارق	۲۱۲۔۲۳۰
کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت (نئی کتابوں کا تعارف اور تجزیہ)	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	۲۳۱۔۲۶۷
''بیاد جاوید اقبال'' اور ''اقبال اور فکرِ مغرب'' (ڈاکٹر محمد آصف اعوان کی نئی کتب کا اجمالی تعارف)	ڈاکٹر محمد نعیم بزمی	۲۶۸۔۲۷۶

اس شمارے میں ایک انگریزی مضامین بھی شامل ہیں۔

......

English Section

Jan 2001 to Dec, 2016

List of Topics

Vol:48 Jan-Mar,2001 No:1

1.Iqbal as a Reformer Professor Ziauddin Ahmad/3-16

2.THE REHABILITATION OF ISLAMIC THOUGHT (IQBAL MEMORIAL LECTURE 2000 A.D) Professor William C.Chittick/17-40

Vol:48 Apr,2001 No:2

1.Iqbal's Message for Muslim Ummah.

Prof. Ziauddin Ahmad/1-13

.2.Iqbal. Ahmad Shawki, & Yahya Kemal

Dr. Huseyin Yazier

Vol:48 Jul-Oct,2001 No:3.4

1.An Interview with a Giant. Mr. Beverley Nicholas/5-10

2.Quaid-i-Azam: A Dynamic Leader and Statesman

Prof. Ziauddin Ahmed/11-20

3.Pakistan Resolution: From Two Sovereign Muslim Homelands to One Pakistan Prof. Muhammad Ali Sidiqui/21-32

4.Quaid-i-Azam: On Education Dr. S. M. Zaman/33-84

5.Democratic Welfare State as Visualized by the Quaid-i-Azam

Prof. Dr. Rafique Ahmed/85-90

6.Quaid-i-Azam's Abiding Interest in Armed Forces

Col. (R) Ghulam Sarwar. S.ı(m)/91-104

7.Quaid-i-Azam And The Constitution of Pakistan
Muhammad Hanif Shahid/105-112

8.What did the Turks think about the Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah
Doc. Dr. Halil Toker/113-122

Vol:49 Jan-Apr,2002 No:1,2

1.A Message to the West, From the East. Allama Muhammad Iqbal(Persian)
(English Tr.) M. Hadi Hussain/5-14

2.Democratic Welfare State as Visualized by the Quaid-i-Azam
Prof. Dr. Rafique Ahmad/15-26

3.The Concept of Mystical Union
Prof. Mrs. Aalia Sohail Khan/27-44

4.Iqbal's Message And Philosophy
Prof. Ziauddin Ahmad/45-64

5.The English Translations of Iqbal's Poetry, (An Evaluation)
Dr. Abdul Ghani/65-78

6.Naim Siddique's Translation of Bal-i-Jibril
Dr. Abdul Ghani/79-88

7.Iqbal's And Ahmad Shawaqi's Understanding of Ataturk
Dr. Huseyin Yazici/89-100

8.Islamic Background of Iqbal's Thought
Prof. Abdul Hamid Kamali/101-118

Vol:49 Jul-Oct,2002 No:3,4

1.Editorial (July 1952) Prof. M. M. Sharif/5-8

2.What Ails the Spirit of the East?
Ch. Muhammad Ali/9-36

3.The Economic vision of Islam K. M. Azam/37-38

4.Socialistic Trends in Islam Mazharuddin Siddiqui/65-95

5.The Genesis of Iqbal's Aesthetic
Prof M. M. Sharif/96-128

6.Islamic Background of Iqbal's Thought (Part-II)

Abdul Hamid Kamali/129-168

7.Iqbal's Perfect Man Jamila Khatoon/169-182

8.Iqbal As a Great Universal Teacher

Miss Gulnihal Kuken/183-197

9.Some Notes of Iqbal on Arabic Poetry

Abid Yasher Kodjak/198-206

10.The Language of State in Mawlana Jalal Al-Din Al-Rumi

Dr Ibrahim Emiroglu/207-223

Vol:50 Jan-Mar,2003 No:1

1.Iqbal's Concept of History and Man

Dr. Aslam Ansari/3-13

2.The Language of State in Mawlana Jalal Al-Din Al-Rumi

Dr. Ibrahim Emiroglu/14-48

Vol:50 Apr-Jun,2001 No:2

1.Basics of the Public Order in Islam

Prof. A. H. Kamali, Karachi/3-30

2.Iqbal English Transalation of His Own Poetry

Prof. Dr. Abdul Ghani, Rawalpindi/31-38

3.After Emergence of Pakistan:Some Glimpses, From the Speeches of Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah./39-46

Vol:50 Jul-Sep,2003 No:3

1.Man's Situation in the Religious Consciousness of Islam

Prof. Abdul Hamid Kamali /3-31

2.The Status of Iqbal Studies in Turkey

Dr. Ahmet Albayrak/33-49

Vol:50 Oct-Dec,2003 No:4

1.Sayings of the Quaid-e-Azam: Interview to Duncan Hooper,Correspondent Of

Reuter,Karachi,October 25, 1947 ---/3

2.Iqbal's Critique of Democracy Mujibur Rahman,/11

3.Democratization and Universalisation of Mankind in Islam

Prof. Abdul Hamid Kamali/31

Vol:51 Jan-Mar,2004 No:1

1.A Living Message of Quaid-e-Azam

---/3-7

2.Democratization And Universalisation of Mankind in Islam (Part - II)

Prof. A. Ah. Kamali/9-30

3.The Islamic Culture and It's influence on the Divine Comedy

Gulnihal Kuken/31-43

4.The Secrets of the Self, R.A. Nicholson,

Prof. Dr. Abdul Ghani,/45-57

Vol:51 Apr-Jun,2004 No:2

1.Economic Philosophy of Allama Iqbal

Prof. Dr. Khawaja Amjad Saeed/1-18

2.Iqbal's Living message to the Youth

Prof. Dr. ghulam Hussain Zulfiqar/19-27

3.A.J. Arberry's Transalation of Romooz-i-Bekhude

Prof. Dr. Abdul Ghani/28-35

Vol:51 Jun-Sep,2004 No:3

1.Iqbal's Concept of Spiritual Democracy

Dr. Shagufta Begum/3-16

2.Iqbal's Concept of Mard-i-Momin

Prof. Ziauddin Ahmad/17-29

3.Iqbal's Main Message Saiyed Abdul Hai/31-34

4.The Islamic Culture & its Influence on The Devine Comedy

Gulnihal Kuken/35-45

Vol:51 Oct-Dec,2004 No:4

1.Iqbal: As a Reformer Professor Zia-ud-din Ahmad /2-15

2.The Idea of Nature and Evolution in the History of Muslim Philosophy

Gulnihal Kuken/16-33

Vol:52 Jan-Mar,2005 No:1

1.Mawlana (Rumi) and His Thoughts about Women

Gulnihal Kuken/2-10

2.Islam, Prototypes and Muslim Civilization

Professor Abdul Hameed Kamali/11-34

3.Review:A Dream made Possible

Mohammad Raza Kazmi/35-37

Vol:52 Apr-Jun,2005 No:5

1.The Rod of Moses (The only translation of Zarb-i-Kalim)

Prof. Dr. Abdul Ghani/3-13

2.A Messenger of New Life A. Anwar Beg/14-25

3.Iqbal, Islam and the Modern Age

Jagan Nath Azad/26-56

Vol:52 Jul-Sep,2005 No:3

1.Iqbal Studies And Prof. Ziauddin Ahmad

Dr. M. Basharat Ali/3-13

2.Iqbal and Goethe Anne Marie Schimmel/15-29

Vol:52 Oct-Dec,2005 No:4

1.Significance of Iqbal's Allahabad Address.

Professor Zia-ud-Din Ahmad/3-17

2.Tradition of Resistance in Urdu Poetry

Justice Aftab Alam/19-40

Vol:53 Jan-Mar,2006 No:1

1.Analysis of Legal Construction A.H. Kamali/3-22

Vol:53 Apr-Jun,2006 No:2

1.Iqbal's Message of Hope to the New World

Dr. Ghulam Hussain Zulfaqar/1-25

Vol:53 Jul-Sep,2006 No:3

1.Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah Pays Homage to Iqbal

3

2.Message of Quaid-i-Azam 4-6

3.Preface to the Mysteries of Selflessness

Prof. Arthur J. Arberry/7-14

4.The Mysteries of Selflessness (A Critical Study)

Dr. Abdul Ghani/15-22

Vol:53 Oct-Dec,2006 No:4

1.Last Speech of the Quaid-i-Azam 3-5

2.Last Message of Quaid-i-Azam to the Nation

6-7

3.The Quaid's Vision of Pakistan

Dr. Muhammad Asif Awan/8-13

Vol:54 Jan-Mar,2007 No:1

1.An Erudite Critique M/S Shahida Yusaf/1-5

Vol:54/55 Oct 2007, Jan2008 No:4/1

1.I Missed my Dear Teacher Very Much!

Prof. Dr. Huseyin Yazici/3-7

2.Dr. Ghulam Huseyin Zulfiqar Dr. Nuriya Bilik/8

3.Dr. Ghulam Hussain Zulfiqar: As a Research-oriented Translator

By Dr. Muhammad Asif Qadri/9-29

Vol:54 Apr-Jun,2007 No:2

1.Epilogue to the Cosmological View of Space Time in Islam
Abdul Hameed Kamali /3-17

2.Resistance Themes in Iqbal's Poetry
Dr. Muhammad Asif Qadri/ 18-27

Vol:56 Jan-Dec,2009 No:1-4

1.Literature Written in English by Speakers of other Languages: towards Breaking Cultural Hegemony Aalia Sohail Khan/3-9

2.Allama Iqbal As a Versatile Politician
Prof. Muhammad Muzaffar Mirza/10-18

3.The Pebbled Shore Syed Mahbub Murshid /19-33

Vol:57 Jan-Sep,2010 No:1-3

1.Iqbal's Idea of Democracy Muhammad Munawwar Mirza /3-14

2.Impact of the Holy Quran on Allama Iqbal's Poetry
Muhammad Munawwar Mirza /15-25

3.Magnitude and the World-Feelings of Muslim Culture and Western Soul
Prof. Abdul Hameed Kamali/27-46

4.Iqbal the Prophet of Muslim Renaissance
S.A. Rahman/47-49

Vol:57/58 Oct 2010-Sep 2011 No:1/4 to 3

1.Iqbal on Man's Metaphorical Death
Muhammad Munawwar Mirza/3-23

Vol:58/59 Oct 2011 to Mar 2012 No:1/4

1.Dr. Sir Muhammad Iqbal's Interview with the "Bombay Chronicle" Allama Iqbal/Bombay Chronicle 3-8

2.Allama Iqbal as Spiritual Catalyst for Muslim Ummah

Muhammad Muzaffar Mirza/9-31

Vol:59 Apr-Sep,2012 No: 2,3

1.Allama Iqbal and the Punjab Legislative Council

Muhammad Haneef Shahid/3-23

Vol:59/60 Oct 2012-Mar 2013 No: 1/4

1.Importance of Arabic Language and Dr. Muhammad Iqbal

Muhammad Haneef Shahid/3-9

Vol:60/61 Apr 2013-Mar 2014 No: 2-1 /4

1.Educational Philosophy of Iqbal

Mrs. Ibtasam Thakur/2-4

Vol:62 Apr-Dec,2015 No:2-4

1.The Significance of Muslim Unity in the Political Philosophy of Muhammad Iqbal Dr. Javid Iqbal/3-29

Vol:63 Jan-Dec,2016 No:1-4

1.Iqbal and the Saudi Scholars Muhammad Haneef Shahid/3-11

2.Iqbla Jadu Gare Hindi Nayad, as a Poet (''اقبال جادوگرِ ہندی نژاد'' بحیثیتِ شاعر)

Tr.Riaz Ahmad Chaudha/12-23

☆☆☆

......

اشاریہ نمبر۲: مصنف وار اشاریہ

[سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۶ء تک]

اس اشاریہ میں جملہ تحریروں کے حوالے مصنف وار مرتب کیے گئے ہیں۔ اس حصہ میں مجلّہ ''اقبال'' میں ایک مصنف کی شائع شدہ تمام تحریروں (تبصرے، تراجم، مضامین اور منظومات) کے حوالے یکجا ملیں گے۔

مصنّفین کے ناموں کو الفبائی ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔ ایک مصنف کی ایک سے زائد نگارشات کے حوالے زمانی ترتیب سے مرتب کیے گئے ہیں۔

آصف علی چٹھہ: میاں محمد بخش اور علامہ اقبال کی فکری مماثلتیں/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۳۸ تا ۴۸

آمنہ سعید: اقبال کا تصورتاریخی/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص ۴۶ تا ۵۴

اظہر اقبال اظہر: پروفیسر محمد اکرم رضا بطور اقبال شناس/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۱۰۲ تا ۱۱۸

ارشد محمد ناشاد، پروفیسر، ڈاکٹر: ''اقبال اور قادیانیت، تحقیق کے نئے زاویے''......ایک مطالعہ/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۸ تا ۲۶۲

ایم۔ ایم۔ خلیل احمد: اشاریہ (مصنف وار) سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' حصہ اُردو/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۸۵ تا ۲۰۲

ابراہیم رشک: مولانا آزاد اور مسلمان/ جنوری ۲۰۰۱ء/ص: ۲۱ تا ۳۶

امتیاز حسین: اقبال اور فرقہ واریت/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۵۷ تا ۱۶۶۔

ارشاد شاکر اعوان، ڈاکٹر: علامہ اقبال اور ''پاکستان سکیم'' / اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۴۹ تا ۶۹

اشتیاق احمد: علامہ اقبال کے دو اہم نظریات (خودی اور جبر وقدر) / اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۸۹ تا ۱۰۱

اے ڈی ارشد: اقبال کے اُردو کلام میں زرتشتی اور ایرانی عناصر/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۳۰ تا ۱۷۱

ارشاد شاکر اعوان، ڈاکٹر: شرعی قوانین سازی اور علامہ اقبال کا فکری اجتہاد/ جنوری ۲۰۱۶ء/ ص ۳۹ تا ۵۶

اسلم انصاری: اقبال ......اور جمال الدین افغانی / اپریل ۲۰۰۱ء/ص:۳۳ تا ۴۱

انور سدید: حکیم عنایت اللہ، سوہدروی، نیاز مند اقبال/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۲۹ تا ۳۰

امتیاز حسین: امام غزالی: اقبال کی نظر میں/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص:۲۴ تا ۲۷

ارشد محمود ناشاد، پروفیسر، ڈاکٹر: اقبال کا ایک شاگرد اور مقلّد اسلام/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۸۰ تا ۹۴

اسلم انصاری: اقبال کو افلاطون سے کیا اختلاف تھا؟/ ج ۶۳ ش: ۱ تا ۴/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص:۱۰۳ تا ۱۱۰

ادارہ: ''اقبال اور ترک'' کی تقریب رونمائی اور ''خیابان'' کا نوادر اقبال نمبر/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۶۶ تا ۶۸

اسد اللہ: ''شکوہ'' و''جواب شکوہ'' کے انگریزی تراجم......ایک جائزہ/ اکتوبر ۲۰۱۰ تا ستمبر ۲۰۱۱ء/ص: ۱۸۷ تا ۲۱۵

ایس اے رحمٰن: پروفیسر میاں محمد شریف مرحوم کی یاد میں/ جولائی/۲۰۰۲ء/ ۷ تا ۸

اسلام بیگ مرزا: نیا عالمی نظام اور دنیائے اسلام/ اکتوبر ۲۰۰۴ء/ص: ۶۷ تا ۷۱

ڈاکٹر انور سدید: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (اُردو کا ایک خاموش خدمت گزار)/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص:۴۶ تا ۴۹

امجد اسلام امجد: کچھ یادیں۔ کچھ باتیں/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۳۱ تا ۳۳

اسلم کمال: جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال: چند یادیں، چند تاثرات/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص:۹۴ تا ۹۷

بصیرہ عنبرین: ''ارمغانِ حجاز''، فارسی...... تحقیقی مقالہ/ ج ۵۴ ش:۳/ جولائی ۲۰۰۷ء/ ۲۵ تا ۸۵

بیور لے نکولس: قائداعظم سے ملاقات ایک تاریخ ساز انٹرویو/ جولائی ۲۰۰۱ء/ص ۴۹ تا ۶۳

تسنیم اختر: ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی ......اجمالی جائزہ/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۶۷ تا ۱۷۶

تسکینہ فاضل: اقبال کی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' کے تین ترجمے/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۹ تا ۱۶

تنویر غلام حسین: چمن مہتاب میں نعمتِ خدا سے ہوا اُجالا/ ۵۴/ ۵۵، ش:۴/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص:۱۱۴ تا ۱۱۵

تحسین فراقی: اُردو بحیثیتِ ذریعہ تعلیم/ جولائی ۲۰۰۵ء/ص: ۵۱ تا ۶۰

ثریا علوی: خواتین کی تعلیم وتربیت، اہمیت، مقاصد، رکاوٹیں اور مطلوبہ لائحہ عمل/ جنوری ۲۰۰۵ء/ص ۵ تا ۱۹

ثاقب نفیس: چودھری محمد حسین مرحوم کی ڈائری کے چند اوراق/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص ۹ تا ۱۵

جاوید اقبال: اقبال کا تصورِ اسلامی ریاست/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۷ تا ۱۱

جمیل اصغر: شکوہ، جواب شکوہ اور خشونت سنگھ/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۴۰ تا ۱۴۷

حق نواز خان: ''اُردو غزل کا تکنیکی ہیئتی اور عروضی سفر''...... ایک تجزیہ/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

خلیل طوق آر: اقبال کا پیغام قوت/ جنوری ۲۰۰۱ء/ص: ۳۷ تا ۴۲

خالد مبین: اقبال کا تصورِ عشق/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۹ تا ۵۹

خالد الماس: تصور موت: فرائڈ اور اقبال کی نظر میں/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۲۳ تا ۵۷

خالد محمود سنجرانی: علامہ اقبال، ہائیڈل برگ اور ایک شام،/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۹ تا ۲۵

خالد ندیم: چند اقبالیاتی مکاتیب/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۱۴۹ تا ۱۶۹

خورشید رضوی: خطبۂ کلیدی (ڈاکٹر شفیق عجمی کی اقبالیاتی کتب کے تناظر میں)/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۵۱ تا ۲۵۸

خواجہ محمد ذکریا: خطبۂ خصوصی (ڈاکٹر شفیق عجمی کی اقبالیاتی کتب کے تناظر میں)/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۵۹ تا ۲۶۳

خورشید احمد: ڈاکٹر محمد حمید اللہ/ جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۳۷ تا ۴۲

دین محمد: توحید کے ارتقائی مدارج/ جولائی۔اکتوبر ۲۰۰۲ء/ص: ۹ تا ۱۴

ڈینی سن راس: مشرقی لٹریچر مغرب میں کیونکر پہنچا؟/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۱۵۴ تا ۱۵۹

ذیشان تبسم: ''اسلامی اور مغربی تہذیب کی کش مکش: فکرِ اقبال کے تناظر میں''/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۸۳ تا ۱۹۱

ذکریا خواجہ، ڈاکٹر: اکبر اور اقبال/ جولائی ۲۰۰۴ء/ص: ۳۷ تا ۴۹

روبینہ شاہین: مظفر علی سید کی اقبال شناسی/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص: ۳۸ تا ۴۵

رابعہ سرفراز: ''پیامِ مشرق'' کا مقدمہ/ اکتوبر ۲۰۰۶ء/ص: ۲۹ تا ۳۳

رفیع الدین ہاشمی: کاروان اقبالیات: حالیہ پیش رفت/ جنوی تا دسمبر ۲۰۱۶ء/ص: ۲۳۱ تا ۲۶۷

راغب احسن: اقبال پر ایک محققانہ نظر اور اُن کی نفسیاتی تشریح/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۹۱ تا ۱۰۰

رانا غلام یٰسین: علامہ اقبال اور فرہاد/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۱۶ تا ۱۲۰

راشد حمید: غیر مسلم مفکرین کا تصور تاریخ اور علامہ اقبال (پہلی قسط)/ اپریل ۲۰۰۸ء/ ۲۰۰۸ء/ص: ۱۰۹ تا ۱۵۵

سعید اکرم: سفیر اقبال: پروفیسر محمد منور مرزا ایک نظر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۹۲ تا ۱۹۴

سکندر حیات میکن: ''کلام اقبال میں انبیائے کرام کا تذکرہ''...... ایک جائزہ/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۷۰ تا ۲۷۵

سفیر حیدر: ''اقبال شناسی...... عالمی تناظر'' کا اجمالی تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۸۵ تا ۲۸۷

سلیم اللہ شاہ: اقبال کا ذہنی ارتقا......ایک جائزہ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۱۰۸ تا ۱۱۱
شاہدہ یوسف: اقبال، ایک انسان شاعر/ اپریل ۲۰۰۱ء/ص: ۶۱ تا ۶۸
شکور حسین یاد: کلام اقبال کا ہدف تخاطب/ اپریل ۲۰۰۱ء/ص: ۴۳ تا ۵۹
شگفتہ بیگم: اُصولِ حرکت اور اقبال کا تصورِ اجتہاد/ اکتوبر ۲۰۰۴ء/ص: ۱۷ تا ۵۰
شاہد حسین رزاقی: اقبال کا نظریہ مقصود و ہنر/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۷ تا ۱۹
شفیق عجمی: فرزند اقبال کا علمی مقام/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۹۲ تا ۲۱۱
شریف کنجاہی: سفرِ تخلیق پر ایک نظر/ اپریل ۲۰۰۱ء/ص: ۶۹ تا ۷۷
شوکت سبزواری: اقبال کا فنی ارتقاء/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۱۵ تا ۳۰
شاہ بلیغ الرحمٰن: ڈاکٹر حمید اللہ/ جنوری ۲۰۰۳/ص: ۴۳ تا ۴۶
شیخ عبدالقادر: اقبال...... جادوگر ہندی نژاد/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۱۲۳ تا ۱۲۹
صائمہ علی: اُردو شاعری کا فکری مطالعہ (واقعہ کربلا کے تناظر میں)/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۳۸ تا ۲۵۰
صبا مرزا: محمد منور مرزا بطور شاعر/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۱۰۰ تا ۱۰۴
صفیہ مشتاق: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار سے ایک مکالمہ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۱۱۷ تا ۱۲۵
ضیاء الدین احمد: اقبال ایک تخلیقی فن کار/ اپریل ۲۰۰۱ء/ص: ۱۱ تا ۳۱
ظہور الدین احمد: اقبال کی دو انگریزی تحریروں کا اُردو ترجمہ/ اکتوبر ۲۰۰۵ء/ص: ۴۹ تا ۵۶
ظہور احمد مخدومی: اقبال اور قرآن/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۹۹ تا ۱۰۲
عبدالغفار قاضی: پیام اقبال/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۸۵ تا ۹۰
عظمیٰ سیٹھی: اقبال کی عائلی زندگی/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۴۷ تا ۱۵۹
عبدالحمید کمالی: محمد علی صدیقی ''تلاشِ اقبال'' کا ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۰۵ء/ص: ۴۳ تا ۴۸
عبدالواحد معینی: ''کلیات اقبال'' سرگزشت/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۱۷ تا ۱۲۹
عبدالمغنی: تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ (فکرِ اقبال کی روشنی میں) جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۱۳ تا ۴۰
علی بابا تاج: اقبال کا تصورشعر/ ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۱ء ص: ۸۶ تا ۹۱
عبدالحق ڈاکٹر: اقبال اور آرزوئے انقلاب/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۲۶ تا ۳۸

عبداللہ سید: اقبال شعرائے فارسی کی صف میں/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۵۵ تا ۹۴
عبدالرؤف رفیقی: اقبال اور غالی امان اللہ/ اپریل ۲۰۰۶ء/ص: ۷۱ تا ۸۴
عبدالجبار شاکر: اقبال اور بابر/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۳۳ تا ۴۱
عبدالرحمٰن طارق خواجہ: خواجہ عبدالوحید: اقبال کی صحبت یافتہ ایک شخصیت/ ج ۶۳ ش: ۱-۴/
جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۲۱۲ تا ۲۳۰
عبدالغنی ڈاکٹر: ساقی نامہ/ جنوری ۲۰۰۶/ص: ۷ تا ۱۲
عروبہ صدیقی: ''بانگِ درا'' کی توقیت...... چند وتوجہ طلب امور/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۸۰ تا ۹۴
عباد اللہ فاروقی: اقبال: افغانستان/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۰۴ تا ۱۱۶
علی محمد خان: پروفیسر عبدالجبار شاکر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۲۱۸ تا ۲۳۰
عرفان صدیقی: ایسی بلندی، ایسی پستی/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۴۷ تا ۵۴
غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: علامہ اقبال لاہوری وفارسی زبان/ جنوری ۲۰۰۱ء/ص: ۶۱ تا ۶۴
غلام رسول ملک: اقبال اکیسویں صدی میں/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۷۹ تا ۸۶
غلام شبیر اسد: ''معارف خطبات اقبال''...... بازدید/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۷۶ تا ۲۸۴
راغب احسن، مولانا: اقبال پر ایک محققانہ نظر اور اُن کی نفسیاتی تشریح/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۹۱ تا ۱۰۰
غلام شبیر احمد: ''علم اور مذہبی تجزیہ (تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)''......ایک نظر/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷
فیض احمد فیض: مشرقی لٹریچر میں کیونکر پہنچا/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/
فیروز الدین احمد فریدی: محوِ حیرت ہوں/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۹ تا ۱۲
فاروق عزیز: اقبال اور مسئلہ غربت ساقی نامہ/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۵۰ تا ۵۶
قاسم محمود احمد: چند اقبالیاتی خطوط/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۱۷۰ تا ۱۸۶
قمر سلطانہ: اقبال کا تصورِ خودی اور لائبنز کا تصورِ موناد/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۳۰ تا ۱۴۷
کے ایم اعظم: استحکامِ پاکستان: فکرِ اقبال کی روشنی میں/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۲۱ تا ۳۶
لطیف ساحل: علامہ اقبال اور موسیقی/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص ۶۶ تا ۸۰
لطف الرحمٰن فاروقی: بنگلہ دیش میں مطالعۂ اقبال (مشکلات وامکانات)/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۱۹۴ تا ۱۹۹

محمد شفیق عجمی: چند اہم مغربی اقبال شناس/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۴۳ تا ۶۴
محمد عامر اقبال صدیقی: مظفر حسین برنی کی اقبال شناسی......ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۱۱۹ تا ۱۲۶
محمد ذکریا: تفہیم ''بالِ جبریل''/ جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۴۰ تا ۴۵
محمود احمد غازی: محکمات عالم قرآنی ''جاوید نامہ'' کی روشنی میں/ جولائی ۲۰۰۳ء/ص: ۱۵ تا ۳۱
محمد آصف اعوان: سلام اے شاعر مشرق (صدارتی ایوار یافتہ کتاب) ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۷۷ تا ۱۸۲
میاں محمد عزیز قریشی: ''تصورات اقبال'' (مولانا صلاح الدین احمد) ایک نظر/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۸۹ تا ۲۹۶
محمد آصف: اشاریہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ایک تعارف/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۹۹ تا ۲۰۲
محمد نعیم بزمی: ''معارف خطبات اقبال''......اجمالی تعارف/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۲۰۷ تا ۲۰۹
محمد اسلم بھٹی: ''اقبال اور ترک''......ایک تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۸۸ تا ۲۹۶
مظفر حسین: جمہوریت کے بارے میں علامہ اقبال کا مؤقف/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۱۶ تا ۲۰
محمد اسلم انصاری: اقبال، زروان اور زروانیت/ جولائی ۲۰۰۵ء/ص: ۷ تا ۱۹
محمد عارف خان: زوال امت کا عصری منظر نامہ اور اقبال کا تصور بقا ارتقا/ جولائی ۲۰۰۶ء/ص: ۷ تا ۲۷
محمد آصف قادری: اقبال کی انقلابی اور مزاحمتی شاعری/ اکتوبر ۲۰۰۶ء/ص: ۱۸ تا ۴۹
محمد اکرم اکرام: اقبال اور گوئٹے کی جہاں بینی/ جولائی ۲۰۰۷ء/ص: ۱۱ تا ۱۵
محمد ہارون قادر: اقبال اور نوجوان ملتِ اسلامیہ/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۳۵ تا ۳۷
محمد افتخار شفیع: مسئلہ فلسطین کی گم شدہ میراث اور علامہ اقبال/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۷۰ تا ۷۹
محمد شفیق اعوان: علامہ اقبال اور ملتِ اسلامی کی نشاۃ ثانیہ/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۸۰ تا ۸۸
منیر احمد مغل: اقبال کے اشکوں سے ارض پاک کی سیرابی/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۹۳ تا ۹۹
محمد عبدالغنی نیازی: تصوف اور اقبال/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۲۰ تا ۶۵
محمد حنیف شاہد: علامہ اقبال اور قادیانیت/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۷۲ تا ۱۹۲
مشتاق احمد گنائی: علامہ اقبال اور اتحاد انسانیت/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۷ تا ۲۵
محمد اعجاز الحق: علامہ اقبال اور ولیم شیکسپیئر کا تصور فطرت/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۴۸ تا ۱۶۰

میر غلام بھیک نیرنگ: اقبال کے بعض حالات/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۵ تا ۳۶

مظفر حسین: اقبال کا روحانی انسان/ جولائی ۲۰۰۴ء/ص: ۵ تا ۳۶

محمد حنیف شاہد: علامہ اقبال بطور عاشق رسول ﷺ/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۷ تا ۱۰

محمد ایوب لِلّہ: حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے ہاں ..../ اپریل ۲۰۰۸ تا اکتوبر ۲۰۰۸ء/ص: ۱۴۸ تا ۱۵۶

محمد سلیم: علامہ اقبال اور سر کشن پرشاد/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۱۸۶ تا ۱۹۳

محمد حمزہ فاروقی: غلام رسول مہر کے علامہ اقبال سے روابط/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۹۴ تا ۸۰

منیر احمد خان: اقبال اور حدیث/ جنوری ۲۰۰۵ء/ص: ۳۷ تا ۶۴

منیبہ خانم: اقبال کی قطعہ نگاری/ اکتوبر ۲۰۰۴ء/ص: ۵۱ تا ۶۱

معین نظامی: فکرِ اقبال کا اخلاقی وتربیتی پہلو/ اپریل ۲۰۰۶ء/ص: ۱۳ تا ۱۶

محمد مظفر مرزا: نظریہ پاکستان ...... حضرت قائداعظم اور حضرت علامہ اقبال کے افکار/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۱۱۹ تا ۱۴۸

مزمل حسین: علامہ اقبال بطور نقاد/ ا اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۸۱ تا ۸۵

محمد حمزہ فاروقی: اقبال اور انجمن حمایت السلام/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۵۸ تا ۶۳

محمد آصف: جوئے آب (تحقیقی وتنقیدی مطالعہ)/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۸۱ تا ۹۲

محمد اعجاز الحق: علامہ اقبال اور ولیم شیکسپئر کی علامت نگاری/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۲۶۵ تا ۲۷۵

محمد ایوب لِلّہ: سرودِ سحر آفرین (فکر وفن اقبال کے چند گوشے) ...... ایک مطالعہ/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

محمد اسلم بھٹی: اپنا گریباں چاک ...... ایک اجمالی جائزہ/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۲۲۲ تا ۲۲۷

محمد رضی الدین صدیقی: قائداعظم کا عظیم المثال کارنامہ ''تخلیق پاکستان''/ جولائی ۲۰۰۱ء/ص: ۵۷ تا ۵۴

مسعود اصغر: پروفیسر عبدالحمید کمالی ...... عالمی شہرت یافتہ فلسفی/ اپریل ۲۰۱۴ء

محمد الدین فوق: مسلمانوں کی آزمائش/ اکتوبر ۲۰۰۵ء/ص: ۷ تا ۸

ممتاز منگوری: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ...... ایک شفیق استاد، ایک مخلص دوست/ اکتوبر ۲۰۰۷ تا جنوری ۲۰۰۸ء/ص: ۲۲ تا ۳۶

مظہر حسین: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار...... یادیں، ملاقاتیں/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۵۰ تا ۶۱
مظہر معین: محمد اقبال: قصائد مختار و دراسات (عربی مضمون) اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۲۲۳ تا ۲۲۷
محمد ہارون قادر: نامور استاد...... نامور خاکہ نگار/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۹۶ تا ۹۹
محمد زاہد اعوان: اُردو شعر و ادب پر اقبال کے اثرات/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/صفحہ نمبر ۱۴۱ تا ۱۴۸
محمد رفیق تارڑ: جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۹ تا ۱۰
منظور حسین سیال: جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۲۱ تا ۲۵
محمد عبداللہ قادری: مکاتیب ڈاکٹر جاوید اقبال بنام سید نور محمد قادری/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۱۴۱ تا ۱۷۱
نذر عابد: ڈاکٹر صابر کلوروی کی علمی و تحقیقی خدمات/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۱۱ تا ۲۱۶
نوید احمد گل: غالب اور اس کا ..../ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۸۷ تا ۲۰۴
نعیم احمد: عالمگیریت اور ثقافتی استعماریت/ جولائی ۲۰۰۴ء/ص: ۵۱ تا ۵۶
نائلہ انجم: اقبال کا تصور ساقی/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۶۰ تا ۷۱
ناصر عباس نیر: اقبال اور جدیدیت/ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۶ء/ص: ۱۸ تا ۲۹
وحید عشرت: اقبال کا تصور جبر و قدر/ ۱ تا ۳/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۹ تا ۱۹
ولید انور: اقبال کا فکر اجتہاد/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۴۰ تا ۱۷۹
وحید الرحمٰن خان: قابل اجمیری (اقبال سے متاثر ایک شاعر)/ جنوری ۲۰۰۶ء/ص: ۶۷ تا ۷۶

......

اشاریہ نمبر۳: موضوع وار اشاریہ

[سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۶ء تک]

مجلّہ ''اقبال'' بزمِ اقبال، لاہور کا ایک ممتاز ادبی، علمی مجلّہ ہے۔ اس فہرست میں متنوع موضوعات کی نسبت سے حوالہ جات کا مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔ اس کی تقسیم مندرجہ ذیل دو عنوانات کے تحت ہے:-

الف) اقبالیاتی موضوعات (ب) عمومی موضوعات

سال ۲۰۰۱ء- ۲۰۱۶ء شمارہ وار ترتیب دیا گیا ہے۔ اشاریے کے ہر حصے میں مندرجہ ذیل معلومات فراہم کی گئی ہے۔ مصنف کا نام، مضمون کا نام، جلد نمبر، شمارہ نمبر، تاریخ اشاعت، صفحات نمبر، انگریزی شماروں کی فہرست علیحدہ ترتیب دی گئی ہے۔ علمی و ادبی رسائل کے اشاریے تحقیقی پیش رفت کے لیے ناگزیر سمجھے جاتے ہیں۔ ان اشاریوں کی مدد سے محققین، مبصرین نہ صرف اپنے تحقیقی منصوبوں کو سبک رفتاری سے پایہ تکمیل کو پہچا سکتے ہیں بلکہ نئے تحقیقی منصوبوں کو سبک رفتاری سے پایہ تکمیل کو پہنچا سکتے ہیں بلکہ نئے تحقیقی موضوعات بھی تلاش کر سکتے ہیں۔ زیرِ نظر اشاریہ مجلّہ ''اقبال'' سال ۲۰۰۱ء- ۲۰۱۶ء کے مجلوں پر مشتمل ہے۔ اس اشاریہ کا مقصد کسی خاص موضوع سے دلچسپی رکھنے والے قاری کو سارے متعلقہ حوالے یکجا مل جائیں۔ یہ اشاریہ مرتب کرتے وقت خاصی دِقت پیش آئی کیوں کہ کچھ مضامین اس میں اس قسم کے تھے جو بیک وقت مختلف موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔ اس ضمن میں جو موضوع زیادہ اہم، ممتاز اور قریبی محسوس ہوا، مضمون کو اس کے زمرے میں شمار کیا گیا۔ اس حصے سے اس بات کا اندازہ بھی ہو سکے گا کہ اقبالیات کے متنوع موضوعات پر کیسے کیسے معیاری اور علمی سطح کے مضامین لکھے گئے۔

موضوعی فہرست

(ب)	(الف)
﴾عمومی موضوعات﴿	﴾اقبالیاتی موضوعات﴿
(۱) آپ بیتی	(۱) اقبال بحیثیتِ شاعر
(۲) انٹرویو/ مکالمہ	(۲) اقبال شناسی
(۳) تصانیف پر تبصرے	(۳) تصانیف
(۴) شخصیات	(۴) تصورات
(۵) متفرقات	(۵) سوانح اور شخصیت
	(۶) شخصیات
	(۷) متفرقات
	(۸) نثر
	(۹) نظریہ فن

اقبالیاتی موضوعات

۱-اقبال بحیثیتِ شاعر

(۱) غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: علامہ اقبال لاہوری و فارسی زبان/ جنوری ۲۰۰۱ء/ص: ۶۱ تا ۶۴

(۲) ضیاء الدین احمد، پروفیسر: اقبال، ایک تخلیقی فن کار/ اپریل ۲۰۰۱ء/ص: ۱۱ تا ۳۱

(۳) شاہدہ یوسف: اقبال، ایک انسان دوست شاعر/ اپریل ۲۰۰۱ء/ص: ۶۱ تا ۶۸

(۴) عبدالغفار قاضی: پیام اقبال/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۸۵ تا ۹۰

(۵) عظمیٰ سیٹھی: اقبال کی عائلی زندگی/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۴۷ تا ۱۵۹

(۶) غلام رسول ملک: اقبال...... اکیسویں صدی میں/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۷۹ تا ۸۶

۲-اقبال شناسی

(۱) روبینہ شاہین، ڈاکٹر: مظفر علی سید کی اقبال شناسی/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص: ۳۸ تا ۴۵

(۲) محمد شفیق عجمی، ڈاکٹر: چند اہم مغربی اقبال شناس/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۴۳ تا ۶۴

(۳) تسنیم اختر، ڈاکٹر: ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی...... اجمالی جائزہ/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۶۷ تا ۱۷۶

(۴) حق نواز خان، ملک: پروفیسر محمد منور بطور اقبال شناس...... ایک تعارف/ جنوری ۲۰۰۸ء/ ص/ ۲۶۳ تا ۲۶۸

(۵) اظہر اقبال اظہر: پروفیسر محمد اکرم رضا بطور اقبال شناس/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۱۰۲ تا ۱۱۸

(۶) محمد عامر اقبال صدیقی: مظفر حسین برنی کی اقبال شناسی...... ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص/ ۱۱۹ تا ۱۲۶

۳-تصانیف

(۱) تقدیس زہرہ: اقبالیات: چند نئی جہات (تبصرہ)/ جولائی ۲۰۰۲ء

(۲) محمد ذکریا، ڈاکٹر: تفہیم ''بالِ جبریل''/ جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۴۰ تا ۴۵

(۳) محمود احمد غازی، ڈاکٹر: محکمات عالم قرآنی۔ ''جاوید نامہ'' کی روشنی میں جولائی ۲۰۰۳ء/ص: ۱۵ تا ۳۱

(۴) عبدالحمید کمالی: محمد علی صدیقی کی ''تلاشِ اقبال'' کا ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۰۵ء/ص: ۴۳ تا ۴۸

(۵) ظہور الدین احمد، ڈاکٹر: اقبال کی دو انگریزی تحریروں کا اُردو ترجمہ/ اکتوبر ۲۰۰۵ء/ص: ۴۹ تا ۵۶

(۶) رابعہ سرفراز: ''پیامِ مشرق'' کا مقدمہ/ اکتوبر ۲۰۰۶ء/ص: ۲۹ تا ۳۳

(۷) بصیرہ عنبرین: ''ارمغانِ حجاز''، فارسی...... تحقیقی مقالہ/ جولائی ۲۰۰۷ء/ص: ۲۵ تا ۸۵

(۸) محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: سلام اے شاعر مشرق (صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب) ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۷۷ تا ۱۸۲

(۹) جاوید اصغر، ڈاکٹر: علامہ اقبال: شخصیت اور فن۔ ایک تعارف/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۱ تا ۲۵۳

(۱۰) ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر: ''اقبال اور قادیانیت، تحقیق کے نئے زاویے'' ......ایک مطالعہ/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۸ تا ۲۶۲

(۱۱) میاں محمد عزیز قریشی: ''تصورات اقبال'' (مولانا صلاح الدین احمد) ایک نظر/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۸۹ تا ۲۹۲

(۱۲) ذیشان تبسم: ''اسلامی اور مغربی تہذیب کی کش مکش: فکرِ اقبال کے تناظر میں''/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۸۳ تا ۱۹۱

(۱۳) سعید اکرم، پروفیسر: سفیر اقبال: پروفیسر محمد منور مرزا'' ......ایک نظر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۹۲ تا ۱۹۴

(۱۴) خالد ندیم، ڈاکٹر: ''علامہ اقبال: شخصیت اور فن'' ......ایک نظر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۹۵ تا ۱۹۸

(۱۵) محمد آصف، ڈاکٹر: اشاریہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ایک تعارف/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۹۹ تا ۲۰۲

(۱۶) سکندر حیات میکن: ''ارمغان افتخار احمد صدیقی'' ......ایک مطالعہ/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۲۰۳ تا ۲۰۶

(۱۷) محمد نعیم بزمی: ''معارف خطبات اقبال'' ......اجمالی تعارف/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۲۰۷ تا ۲۰۹

(۱۸) ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر: ''سفیر اقبال: پروفیسر محمد منور مرزا'' ......ایک مختصر تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۶۲

(۱۹) محمد آصف، ڈاکٹر: ''اقبال کی اُردو نظموں میں امیجری'' ......ایک نظر/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۶۵ تا ۲۶۹

(۲۰) سکندر حیات میکن: ''کلام اقبال میں انبیائے کرام کا تذکرہ'' ......ایک جائزہ/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۷۰ تا ۲۷۵

(۲۱) غلام شبیر اسد: ''معارف خطبات اقبال'' ......بازدید/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۷۶ تا ۲۸۴

(۲۲) سفیر حیدر: ''اقبال شناسی ...... عالمی تناظر'' کا اجمالی تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۸۵ تا ۲۸۷

(۲۳) محمد اسلم بھٹی: ''اقبال اور ترک'' ......ایک تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۸۸ تا ۲۹۲

(۲۴) تسنیم اختر، ڈاکٹر: ڈاکٹر سید عبداللہ کی اہم تصنیف ''مقاصد اقبال''/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۱۱۱ تا ۱۱۸

(۲۵) محمد نعیم بزمی: ''فروغ اُردو میں اقبال کی خدمات کا تحقیقی جائزہ'' ایک تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۱۱۹ تا ۱۲۲

(۲۶) عبدالواحد معینی: ''کلیات اقبال'' سرگذشت/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۱۷ تا ۱۲۹

(۲۷) محمد اسلم بھٹی: ''سفر نامہ اقبال'' ......ایک مطالعہ/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۲۷۶ تا ۲۸۰

(۲۸) تسکینہ فاضل، پروفیسر: اقبال کی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' کے تین ترجمے/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۹ تا ۱۶

(۲۹) ایم۔ایم خلیل احمد: اشاریہ (مصنف وار) سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' حصہ اُردو/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۸۵ تا ۲۰۲

(۳۰) محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: ''نذر وحید'' ایک اجمالی تعارف/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۲۴۰ تا ۲۴۲

(۳۱) قمر سلطانہ، ڈاکٹر: خطبات اقبال: تسہیل و تفہیم (ایک تعارفی جائزہ)/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۲۱۲ تا ۲۲۱

(۳۲) محمد اسلم بھٹی: اپنا گریباں چاک......ایک اجمالی جائزہ/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۲۲۲ تا ۲۲۷

(۳۳) رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۲۳۱ تا ۲۶۷

(۳۴) محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: ''بیاد جاوید اقبال'' اور ''اقبال اور فکرِ مغرب''/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۲۶۸ تا ۲۷۲

(۳۵) سعید اکرم: ساقی نامہ......ایک مطالعہ/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۶۱ تا ۱۶۷

(۳۶) شاہدہ یوسف، ڈاکٹر: ''جاوید نامہ'' میں اقبال کی شاعری کا اساطیری پہلو/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۶۸ تا ۱۷۵

۴۔تصورات

۱۔مظفر حسین، چودھری: نظریہ پاکستان اور روحانی جمہوریت/ جنوری ۲۰۰۱ء/ص: ۷ تا ۲۰

۲۔ابراہیم رشک: مولانا آزاد اور مسلمان/ جنوری ۲۰۰۱ء/ص: ۲۱ تا ۳۶

۳۔خلیل طوق آر، ڈاکٹر: اقبال کا پیغام قوت/ جنوری ۲۰۰۱ء/ص: ۳۷ تا ۴۲

۴۔مشکور حسین یاد، سید: کلام اقبال کا ہدف تخاطب/ اپریل ۲۰۰۱ء/ص: ۴۳ تا ۵۹

۵۔عبدالمغنی، ڈاکٹر: تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ (فکرِ اقبال کی روشنی میں)/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۱۳ تا ۴۰

۶۔مظفر حسین: جمہوریت کے بارے میں علامہ اقبال کا مؤقف/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۱۶ تا ۲۰

۷۔غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: نیا عالمی نظام اور اقبال/ اکتوبر ۲۰۰۳ء/ص: ۱۷ تا ۴۰

۸۔شگفتہ بیگم، ڈاکٹر: اُصولِ حرکت اور اقبال کا تصورِ اجتہاد/ اکتوبر ۲۰۰۴ء/ص: ۷

۹۔تحسین فراقی، ڈاکٹر: اسلامی ادب کی ترویج میں اقبال کا کردار/ اپریل ۲۰۰۵ء/ص: ۲۷ تا ۴۲

۱۰۔نوشین رشید: علامہ اقبال اور تشکیل پاکستان/ جولائی ۲۰۰۵ء/ص: ۶۱ تا ۶۶

۱۱۔محمد اسلم انصاری، ڈاکٹر: اقبال، زروان اور زروانیت/ جولائی ۲۰۰۵ء/ص: ۷ تا ۱۹

۱۲۔محمد اسلم انصاری، ڈاکٹر: اقبال کا تصور شاعری کا ارتقا اور ''حرف شیریں'' کی بحث/ اکتوبر

۲۰۰۵ء/ص:۲۱ تا ۳۶

۱۳-شگفتہ بیگم، ڈاکٹر: اقبال کا نظریہ علم/ جنوری ۲۰۰۶ء/ص:۱۳ تا ۳۳

۱۴-محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: تحقیق اسلامی کے تقاضے اور اقبال/ اپریل ۲۰۰۶ء/ص: ۴۹ تا ۵۷

۱۵-محمد امجد تھانوی، ڈاکٹر: فکرِ اقبال...... پاکستانی عوام وخواص/ اپریل ۲۰۰۶ء/ص: ۵۸ تا ۶۱

۱۶-محمد عارف خان، پروفیسر: زوال امت کا عصری منظر نامہ اور اقبال کا تصور بقا و ارتقاء/ جولائی ۲۰۰۶ء/ص: ۷ تا ۲۷

۱۷-محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: نٹشے کا نظریہ تکرار ابدی اور اقبال/ جولائی ۲۰۰۶ء/ص: ۳۵ تا ۴۲

۱۸- ناصر عباس نیر: اقبال اور جدیدیت/ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۶ء/ص: ۷۱ تا ۸۰

۱۹-محمد آصف قادری، ڈاکٹر: اقبال کی انقلابی اور مزاحمتی شاعری/ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۶ء/ص: ۱۸ تا ۴۹

۲۰-محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: اقبال کے خطبہ الٰہ آباد کا تہذیبی وتمدنی منظر/ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۶ء/ص: ۵۰ تا ۵۹

۲۱-محمد شفیق عجمی: خطبات اقبال کی عصری اہمیت/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص: ۷ تا ۱۸

۲۲-آمنہ سعید: اقبال کا تصور تاریخی/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص: ۴۶ تا ۵۴

۲۳-محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: اقبال اور تربیتِ اطفال/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص: ۶۰ تا ۷۲

۲۴-شاہد اقبال کامران، ڈاکٹر: تصوف اور اقبال/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص: ۷۳ تا ۹۷

۲۵-محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: اقبال کا تصورِ وقت/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۲۹ تا ۴۱

۲۶-مسز کلثوم سلیم: اقبال کا تصورِ قومیت اور ذکرِ رسول ﷺ/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۴۲ تا ۴۹

۲۷-محمد اکرم اکرام، ڈاکٹر، سید: اقبال اور گوئٹے کی جہاں بینی/ جولائی ۲۰۰۷ء/ص: ۱۱ تا ۱۵

۲۸-محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: اقبال کا تصورِ اجتہاد/ جولائی ۲۰۰۷ء/ص: ۴۱ تا ۵۴

۲۹-فاروق عزیز، ڈاکٹر: اقبال اور زمین کی نجی ملکیت کا تصور/ جولائی ۲۰۰۷ء/ص: ۵۵ تا ۶۳

۳۰-سلیم اللہ شاہ: اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا...... ایک جائزہ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۱۰۸ تا ۱۱۱

۳۱-شاہدہ یوسف، ڈاکٹر: اقبال کی مذہبی شاعری کی متصوفانہ جہت/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۶۵ تا ۷۲

۳۲-امتیاز حسین: اقبال اور فرقہ واریت/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۵۷ تا ۱۶۶

۳۳-راشد حمید، ڈاکٹر: غیر مسلم مفکرین کا تصور تاریخ اور علامہ اقبال/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۳۳ تا ۶۲

۳۴-محمد آصف، ڈاکٹر: اسلام اور مغرب میں انفرادی آزادی کا تصور/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۶۳ تا ۲۷

۳۵-فاروق عزیز، ڈاکٹر: اقبال کا تصورِ رزق/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۸۹ تا ۹۷

۳۶-ظہور احمد مخدومی، ڈاکٹر: اقبال اور قرآن/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۹۹ تا ۱۰۲

۳۷-عبدالرحمٰن طارق، خواجہ: علامہ اقبال کا فلسفۂ غلبہ و دعوت عمل...... دقیق تجزیہ/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۶۸ تا ۷۹:

۳۸-فاروق عزیز، ڈاکٹر: اقبال کا تصور فقر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۹۵ تا ۱۰۰

۳۹-خالد مبین: علامہ اقبال اور اسلامی عقاید وعبادات/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۰۱ تا ۱۰۵

۴۰-وحید عشرت، ڈاکٹر: اقبال کا تصور جبر وقدر/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۹ تا ۱۹

۴۱-خالد مبین: اقبال کا تصورِ عشق/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۹ تا ۵۹

۴۲-نائلہ انجم: اقبال کا تصور ساقی/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۶۰ تا ۷۱

۴۳-محمد ہارون قادر، ڈاکٹر: اقبال اور نوجوانانِ ملّت اسلامیہ/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۳۵ تا ۳۷

۴۴-جاوید اقبال، ڈاکٹر، جسٹس (ر): اقبال کا تصورِ اسلامی ریاست/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۷ تا ۱۱

۴۵-لطیف ساحل: علامہ اقبال اور موسیقی/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۶۶ تا ۸۰

۴۶-علی بابا تاج: اقبال کا تصور شعر/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۸۶ تا ۹۱

۴۷-محمد عارف خان، ڈاکٹر: فکر قرآن وفکر جدید کی باہم تطبیق اور اقبال/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۱۱ تا ۳۲

۴۸-قمر سلطانہ: اقبال کا تصور ارتقاء/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۳۳ تا ۴۸

۴۹-ارشاد شاکر اعوان، ڈاکٹر: علامہ اقبال اور ''پاکستان سکیم'' / اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۴۹ تا ۶۹

۵۰-محمد افتخار شفیع: مسئلہ فلسطین کی گم شدہ میراث اور علامہ اقبال/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۷۰ تا ۷۹

۵۱-محمد شفیق اعوان: علامہ اقبال اور ملتِ اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۸۰ تا ۸۸

۵۲-اشتیاق احمد، ڈاکٹر: علامہ اقبال کے دو اہم نظریات (خودی اور جبر وقدر)/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۸۹ تا ۱۰۱

۵۳-جاوید اقبال، ڈاکٹر، جسٹس (ر): اقبال اور عصر جدید میں اسلامی ریاست کا تصور/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۷ تا ۲۶

۵۴-منیر احمد مغل، ڈاکٹر، جسٹس (ر): اقبال کے اشکوں سے ارض پاک کی سیرابی/ اکتوبر

۲۰۱۲ء/ص:۹۳ تا ۹۹

۵۵-محمد عامر اقبال صدیقی: اقبال کا فکری نظام اور فلسفہ ابلیس......اجمالی جائزہ/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۱۰۰ تا ۱۱۰

۵۶-شاہد حسین رزاقی: اقبال کا نظریہ مقصود و ہنر/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۷ تا ۱۹

۵۷-محمد عبدالغنی نیازی: تصوف اور اقبال/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۲۰ تا ۶۵

۵۸-اے ڈی ارشد: اقبال کے اُردو کلام میں زرتشتی اور ایرانی عناصر/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۳۰ تا ۱۷۱

۵۹-محمد حنیف شاہد، پروفیسر: علامہ اقبال اور قادیانیت/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۷۲ تا ۱۹۲

۶۰-مشتاق احمد گنائی، پروفیسر: علامہ اقبال اور اتحاد انسانیت/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۷ تا ۲۵

۶۱-غلام رسول ملک: علامہ اقبال کا فکر و فن/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۲۶ تا ۴۲

۶۲-رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: اقبالیاتی ادب، مزید پیش رفت/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۴۳ تا ۵۷

۶۳-خالد الماس، ڈاکٹر: تصورموت: فرائڈ اور اقبال کی نظر میں/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۴۳ تا ۵۷

۶۴-ولید انور: اقبال کا فکر اجتہاد/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۴۰ تا ۱۷۹

۶۵-سکندر حیات میکن، ڈاکٹر: علامہ اقبال کا تصور ریاست اور دوسرے مضامین۔ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۸۰ تا ۱۸۱

۶۶-عبدالحق، ڈاکٹر: اقبال اور آرزوئے انقلاب/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۲۶ تا ۳۸

۶۷-ارشاد شاکر اعوان، ڈاکٹر: شرعی قوانین سازی اور علامہ اقبال کا فکری اجتہاد/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۳۹ تا ۵۶

۶۸-تسکینہ فاضل، ڈاکٹر: عصری مسائل کا حل: فکرِ اقبال کے تناظر میں/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۷ تا ۸۷

۶۹-قمر سلطانہ، ڈاکٹر: اقبال کا تصور خودی اور لائبنز کا تصور موناد/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۳۰ تا ۱۴۷

۷۰-محمد اعجاز الحق: علامہ اقبال اور ولیم شیکسپیئر کا تصورِ فطرت/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۴۸ تا ۱۶۰

۷۱-خالد مبین، ڈاکٹر: اقبال کا تصور ادب و فن/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۷۶ تا ۱۹۱

۵-سوانح اور شخصیت

۱-راغب احسن، مولانا: اقبال پر ایک محققانہ نظر اور اُن کی نفسیاتی تشریح/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۹۱ تا ۱۰۰

۲-میر غلام بھیک نیرنگ: اقبال کے بعض حالات/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۳۱ تا ۵۴

۳-مظفر حسین: اقبال کا روحانی انسان/ جولائی ۲۰۰۴ء/ص: ۵ تا ۳۶

۴-محمد حنیف شاہد، پروفیسر: علامہ اقبال بطور عاشق رسولؐ/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۷ تا ۱۰

۶-شخصیات

۱-اسلم انصاری، ڈاکٹر: اقبال رینان اور جمال الدین افغانی/ اپریل ۲۰۰۱ء/ص: ۳۳ تا ۴۱

۲-عبداللہ، سید، ڈاکٹر: اقبال شعرائے فارسی کی صف میں/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۵۵ تا ۹۴

۳-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: اقبال اور مرزا غالب/ جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۲۶ تا ۴۸

۴-رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: علامہ اقبال اور ہندو/ جولائی ۲۰۰۳ء/ص: ۴۹ تا ۶۰

۵-خلیل طوق آر: علامہ محمد اقبال کے ایک ترک مداح پروفیسر ڈاکٹر علی نہاد تارلان اور اُن کی فارسی نظم اقبال/ اپریل۔ جون ۲۰۰۴ء/ص: ۵۵ تا ۷۲

۶-ذکریا، خواجہ، ڈاکٹر: اکبر اور اقبال/ جولائی ۲۰۰۴ء/ص: ۳۷ تا ۴۹

۷-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: اقبال، جناح اور عالمِ اسلامی/ اکتوبر ۲۰۰۵ء/ص: ۴۳ تا ۴۸

۸-وحید الرحمان خاں: قابل اجمیری (اقبال سے متاثر ایک شاعر)/ جنوری ۲۰۰۶ء/ص: ۶۷ تا ۷۶

۹-عبدالرؤف رفیقی، ڈاکٹر: اقبال اور غازی امان اللہ/ اپریل ۲۰۰۶ء/ص: ۷۱ تا ۸۴

۱۰-خلیل طوق آر (ترکی)، ڈاکٹر: اقبال اور ترک (تاریخی پس منظر میں)/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۷ تا ۱۷

۱۱-وحید الرحمٰن خان، ڈاکٹر: اقبال اور شیکسپیئر/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۵۷ تا ۵۹

۱۲-تسکینہ فاضل، ڈاکٹر: حلاج اور اقبال کے فکری رویے کا تدریجی ارتقا/ جولائی ۲۰۰۷ء/ص: ۱۶ تا ۲۴

۱۳-وحید عشرت، ڈاکٹر: حضرت امام ابوحنیفہ اور علامہ اقبال/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۷ تا ۱۷

۱۴-انور سدید، ڈاکٹر: حکیم عنایت اللہ، سوہدروی، نیاز مندِ اقبال/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۲۹ تا ۳۰

۱۵-عبدالجبار شاکر، پروفیسر: اقبال اور بابر/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۳۳ تا ۴۱

۱۶-وحید الرحمٰن خان، ڈاکٹر: اقبال اور خاقانی/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۰۳ تا ۱۰۷

۱۷-جمیل اصغر، ڈاکٹر: شکوہ، جواب شکوہ اور خشونت سنگھ/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۴۰ تا ۱۴۷

۱۸-محمد ایوب لِلّٰہ: حافظ شیرازی اور علامہ اقبال کے ہاں نالہ نیم شبی/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۴۸ تا ۱۵۶

۱۹-محمد سلیم، ڈاکٹر: علامہ اقبال اور سرکشن پرشاد/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۱۸۶ تا ۱۹۳

۲۰-ضیاء الحسن، ڈاکٹر: اقبال ......ترکوں کی نظر میں/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۰۰ تا ۲۰۵

۲۱-امتیاز حسین: امام غزالی ......اقبال کی نظر میں/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۴۴ تا ۶۷

۲۲-رانا غلام یٰسین: علامہ اقبال اور فرہاد/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۱۶ تا ۱۲۰

۲۳-آصف علی چٹھہ: میاں محمد بخش اور علامہ اقبال کی فکری مماثلتیں/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۳۸ تا ۴۸

۲۴-محمد افتخار شفیع: مطالعۂ اقبال کے نئے پہلو اور ڈاکٹر اسلم انصاری/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۱۶ تا ۲۵۶

۲۵-محمد حمزہ فاروقی: غلام رسول مہر کے علامہ اقبال سے روابط/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۶۴ تا ۸۰

۲۶-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: اکبر: پیش رو اقبال/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۶۶ تا ۱۰۳

۲۷-محمد آصف، ڈاکٹر: ہنٹنگٹن اور اقبال/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۱۱ تا ۱۲۹

۲۸-عبدالرحمٰن طارق، خواجہ: خواجہ عبدالوحید: اقبال کی صحبت یافتہ ایک شخصیت/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۲۱۲ تا ۲۳۰

۷-متفرقات

۱-منیر احمد خاں، ڈاکٹر، حافظ: اقبال اور حدیث (''پیامِ مشرق'' کے حوالے سے)/ جنوری ۲۰۰۶ء/ص: ۱۰۱ تا ۱۱۴

۲-منیر احمد خاں، ڈاکٹر، حافظ: اقبال اور حدیث (''بانگِ درا'' سے ماخوذ)/ جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۲۰ تا ۳۹

۳-منیر احمد خاں، ڈاکٹر، حافظ: اقبال اور حدیث (''زبورِ عجم'' سے ماخوذ)/ جولائی ۲۰۰۳ء/ص: ۳۳ تا ۴۸

۴-منیر احمد خاں، ڈاکٹر، حافظ: اقبال اور حدیث/ جنوری ۲۰۰۵ء/ص: ۳۷ تا ۶۴

۵-محمد اکرم اکرام، سید، ڈاکٹر: جنوبی ایشیا کی آزادی اور مسلمانوں کا ملّی تشخص۔اقبال و جناح کی نظر میں/ جولائی ۲۰۰۵ء/ص: ۲۱ تا ۵۰

۶-محمد اسلم انصاری، ڈاکٹر: بستہ پیمان محبت با جلال/ جنوری ۲۰۰۶ء/ص: ۳۴ تا ۳۸

۷-عبدالغنی، ڈاکٹر: ساقی نامہ/ جنوری ۲۰۰۶ء/ص: ۷ تا ۱۲

۸-محمد اکرام، ڈاکٹر، سید: ساقی نامہ/ جنوری ۲۰۰۶ء/ص: ۷ تا ۱۱

۹-فاروق عزیز، ڈاکٹر: اقبال اور مسئلہ غربت ساقی نامہ/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۵۰ تا ۵۶

۱۰-محمد عارف خاں، پروفیسر: تعبیر وتشریح اسلامی کا مسئلہ اور اقبال/ جولائی ۲۰۰۷ء/ص: ۲۵ تا ۴۰

۱۱-عبدالحق، ڈاکٹر (دہلی): شبلی کی انتقادی فکر کا ثقافتی منظر نامہ/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۷ تا ۱۶

۱۲-راشد حمید، ڈاکٹر: غیر مسلم مفکرین کا تصور تاریخ اور علامہ اقبال (پہلی قسط)/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۰۹ تا ۱۸۵

۱۳-لطف الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر: بنگلہ دیش میں مطالعۂ اقبال (مشکلات و امکانات)/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۱۹۴ تا ۱۹۹

۱۴-جمیل اصغر، ڈاکٹر: مکاتیب اقبال اور بھارتی اقبال شناس/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۱۹۴ تا ۱۹۹

۱۵-ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر: اقبال کا ایک شاگرد اور مقلد۔ اسلم/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۸۰ تا ۹۴

۱۶-عروبہ صدیقی: ''بانگِ درا کی توقیت''...... چند توجہ طلب امور/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۳۵ تا ۱۴۲

۱۷-محمد عامر اقبال صدیقی: تحقیق کی معروف اقسام اور اقبالیات/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۸۹ تا ۹۳

۱۸-خالد ندیم، ڈاکٹر: چند اقبالیاتی مکاتیب/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۱۴۹ تا ۱۶۹

۱۹-قاسم محمود احمد (مرتب): چند اقبالیاتی خطوط/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۱۷۰ تا ۱۸۶

۲۰-خورشید رضوی، ڈاکٹر: خطبۂ کلیدی (ڈاکٹر شفیق عجمی کی اقبالیاتی کتب کے تناظر میں)/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۵۱ تا ۲۵۸

۲۱-خواجہ محمد ذکریا: خطبۂ خصوصی (ڈاکٹر شفیق عجمی کی اقبالیاتی کتب کے تناظر میں)/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۵۹ تا ۲۶۳

۲۲-محمد آصف، ڈاکٹر: اقبالیات میں تحقیق کی گنجائش، مقاصد اور خصائص/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۴۹ تا ۶۵

۲۳-محمد حنیف شاہد، پروفیسر: پنجاب آبز رور...... تاریخی پس منظر/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۲۷ تا ۵۷

۲۴-حافظ عباد اللہ فاروقی: اقبال: افغانستان/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۰۴ تا ۱۱۶

۲۵-خالد محمود سنجرانی، ڈاکٹر: علامہ قبال، ہائیڈل برگ اور 'ایک شام'/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۹ تا ۲۵

۲۶-اسلم انصاری، ڈاکٹر: اقبال کو افلاطون سے کیا اختلاف تھا؟/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۰۳ تا ۱۱۰

۲۷-شفیق عجمی، ڈاکٹر: فرزند اقبال کا علمی مقام/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۹۲ تا ۲۱۱

۸-نثر

۱-محمد اکرم، سید، ڈاکٹر: علامہ اقبال اور احیائے علوم/ اپریل ۲۰۰۴ء/ص: ۹ تا ۵۴

۲-آمنہ سعید: اقبال اور اسلامی ثقافت کی روح/ اپریل ۲۰۰۴ء/ص: ۱۷ تا ۲۶

۳-امتیاز حسین: اقبال کا خطبہ ''الاجتہاد فی الاسلام'' ایک مطالعہ/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۳۷ تا ۸۸

۹-نظریہ فن

۱-مشکور حسین یاد، سید: اقبال کا اندازِ شعر گوئی/ جنوری ۲۰۰۱ء/ص: ۴۳ تا ۶۰

۲-شریف کنجاہی: ''سفرِ تخلیق'' پر ایک نظر/ اپریل ۲۰۰۱ء/ص: ۶۹ تا ۷۷

۳-خلیل طوق آر، ڈاکٹر: جاوید نامہ، معراج نامہ، خودی، کردار اور عناصر تشکیلی/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۴۱ تا ۶۴

۴-شوکت سبزواری: اقبال کا فنی ارتقاء/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۱۵ تا ۳۰

۵-محمد اکرم اکرام، سید، ڈاکٹر: اقبال۔ایک تحریک/ اکتوبر ۲۰۰۴ء/ص: ۵ تا ۱۵

۶-منیبہ خانم، پروفیسر: اقبال کی قطعہ نگاری/ اکتوبر ۲۰۰۴ء/ص: ۵۱ تا ۶۱

۷-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا/ جنوری ۲۰۰۵ء/ص: ۲۱ تا ۳۶

۸-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: اقبال کی نظم نگاری کا ابتدائی دور/ جنوری ۲۰۰۵ء/ص: ۳۹ تا ۵۷

۹-کلثوم سلیم: ذات احمد مجتبیٰ ﷺ، شیرازہ بند ملتِ اسلامیہ/ جنوری ۲۰۰۵ء/ص: ۵۸ تا ۶۶

۱۰-معین نظامی، سید، ڈاکٹر: فکر اقبال کے اخلاقی و تربیتی پہلو/ اپریل ۲۰۰۶ء/ص: ۱۳ تا ۱۶

۱۱-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: نظم ''خضر راہ'' امیجری کے آئینے میں/ اپریل ۲۰۰۶ء/ص: ۲۷ تا ۴۸

۱۲-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: اقبال کا ''ساقی نامہ''......حرکی امیجز کا منظر نامہ/ جولائی ۲۰۰۶ء/ص: ۵۴ تا ۵۸

۱۳-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: اقبال کا خطابیہ اور مکالماتی نظموں میں امیجری/ اکتوبر ۲۰۰۶ء/ص: ۶۰ تا ۷۰

۱۴-رابعہ سرفراز: کلام اقبال میں فکری و فنی ہم آہنگی/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص: ۳۱ تا ۳۷

۱۵-ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر: اقبال کی غزل کا فنی سراپا/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص: ۱۹ تا ۳۰

۱۶-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: اقبال کی اُردو شاعری میں امیجری/ جنوری ۲۰۰۷ء/ص: ۵۵ تا ۵۹

۱۷-بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر: شعر اقبال......معجزۂ فن کی نمود/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۱۸ تا ۲۸

۱۸-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: اقبال کی طویل اُردو نظموں میں ''مردِ مومن'' کا امیج/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۶۰ تا ۶۵

۱۹-ادارہ: ''اقبال اور ترک'' کی تقریب رونمائی اور ''خیابان'' کا نوادر اقبال نمبر/ اپریل ۲۰۰۷ء/ص: ۶۶ تا ۶۸

۲۰-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: مصنف وار اشاریہ مجلّہ ''اقبال'' (حصہ اُردو) اپریل ۱۹۹۲ تا اپریل ۲۰۰۷ء/ جولائی ۲۰۰۷ء/ص: ۸۶ تا ۱۱۸

۲۱-ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر: پنجاب، تحقیق کی روشنی میں......اجمالی جائزہ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۹۶ تا ۱۰۳

۲۲-وحید الرحمٰن خان، ڈاکٹر: مکتبہ دانِ اکبر و اقبال رفت/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص:۱۰۴ تا ۱۰۷

۲۳-تنویر غلام حسین: چمن مہتاب میں نعت خدا سے ہوا اُجالا/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص:۱۱۲ تا ۱۱۵

۲۴-بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر: تشبیہاتِ اقبال/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص:۳۷ تا ۱۰۲

۲۵-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: نظم ''لالہ صحرا'' امیجری کی روشنی میں/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص:۱۸۳ تا ۱۸۶

۲۶-بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر: اقبال کا تمثیلی اُسلوب/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص:۱۰۳ تا ۱۲۹

۲۷-نوید احمد گل: اقبال کا سکوتِ گویا/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۱۳۰ تا ۱۳۴

۲۸-بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر: علامہ اقبال کا علامتی اُسلوب/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۹ تا ۳۳

۲۹-محمد عامر اقبال صدیقی: اقبال کی نعتیہ شاعری کا شاہکار (نظم ''ذوق و شوق'' کا توضیحی مطالعہ)/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۲۱ تا ۱۳۴

۳۰-نوید احمد گل (مترجم): اقبال کے رنگ...... ''بہار'' کے سنگ/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص:۱۴۳ تا ۱۴۸

۳۱-قمر سلطانہ: ''ضربِ کلیم'' کا فنی مقام/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۷ تا ۸۸

۳۲-محمد عارف خان: حاکمیت کے ضابطے، وقت اور اقبال/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص:۹۴ تا ۱۱۸

۳۳-محمد مظفر مرزا: نظریہ پاکستان......حضرت قائداعظم اور حضرت علامہ اقبال کے افکار میں/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۱۱۹ تا ۱۴۸

۳۴-اسداللہ: ''شکوہ'' و ''جواب شکوہ'' کے انگریزی تراجم......ایک جائزہ/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۱۸۷ تا ۲۱۵

۳۵-اظہر اقبال اظہر: اقبال کے بیسویں صدی کے شعر و ادب پر اثرات/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۲۶ تا ۲۳۷

۳۶-محمد حنیف شاہد، پروفیسر: اقبال بحیثیتِ ممتحن/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۱۲ تا ۳۷

۳۷-تسنیم اختر، ڈاکٹر: اقبال کی نظموں میں تغزل/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۳۸ تا ۴۸

۳۸-مزمل حسین، ڈاکٹر: علامہ اقبال بطور نقاد/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۸۱ تا ۸۵

۳۹-محمد حمزہ فاروقی: اقبال اور انجمن حمایت اسلام/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۵۸ تا ۶۳

۴۰-محمد آصف، ڈاکٹر: جوئے آب (تحقیقی وتنقیدی مطالعہ)/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۸۱ تا ۹۲

۴۱-رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: اقبالیاتی ادب/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۹۳ تا ۲۳۷

۴۲-خالد مبین، ڈاکٹر: ملکیت زمین: اقبال کی نظر/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۹۳ تا ۲۳۷

۴۳-مسز ابتسام ٹھاکر: علامہ اقبال کا فلسفۂ تعلیم/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۲۵۱ تا ۲۶۴

۴۴-محمد اعجاز الحق: علامہ اقبال اور ولیم شیکسپیئر کی علامت نگاری/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۲۶۵ تا ۲۷۵

۴۵-شفیق عجمی، ڈاکٹر: تحقیق اور اقبالیاتی تحقیق/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۷۰ تا ۹۸

۴۶-ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر: کلام اقبال (اُردو) کے عروضی مطالعات کا ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۷۰ تا ۹۸

۴۷-قمر سلطانہ: سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۱۴ تا ۱۲۴

۴۸-مشتاق احمد گنائی، ڈاکٹر: مطالعہ قرآن کی نئ جہتیں اور فکرِ اقبال/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۵۷ تا ۷۰

۴۵-خالد الماس، ڈاکٹر: اقبال کی تعلیمی بصیرت/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۸۷ تا ۱۰۲

عمومی موضوعات

۱-آپ بیتی

۱-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: روح نامہ.....فرد کی آپ بیتی، قوم کی سرگزشت/ جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۴۹ تا ۶۳

۲-انٹرویو/ مکالمہ

۱-بیورلے نکولس: قائداعظم سے ملاقات ایک تاریخ ساز انٹرویو/ جولائی ۲۰۰۱ء/ص: ۴۹ تا ۶۳

۲-صفیہ مشتاق: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار سے ایک مکالمہ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۱۱۷ تا ۱۲۵

۳-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: ڈاکٹر انور سدید سے ایک مکالمہ/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۹۳ تا ۳۰۴

۴-محمد آصف، ڈاکٹر: اسلام اور مغرب کے مابین مکالمے کی صورت.....سرسید اور اقبال کے حوالے سے/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۰ تا ۳۴

۵-زاہد منیر عامر، ڈاکٹر: ڈاکٹر جاوید اقبال اور سخنانِ لالہ فام (انٹرویو)/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۱۱۰ تا ۱۳۱

۶-ناصر زیدی: علامہ اقبال سے منیب اقبال تک (منیب اقبال سے ایک انٹرویو/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۱۳۲ تا ۱۴۰

۳-تصانیف پر تبصرے

۱-سکندر حیات میکن: ''تحریک آزادی میں اُردو کا حصہ''.....ایک نظر/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۲-حق نواز خان، ملک: ''اُردو غزل کا تکنیکی ہیتی اور عروضی سفر''.....ایک تجزیہ/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۳-محمد ایوب لِلّٰہ، ڈاکٹر: ''سرودِ سحر آفریں (فکر وفن اقبال کے چند گوشے) ...... ایک مطالعہ''/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۴-غلام شبیر احمد: ''علم اور مذہبی تجربہ (تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)'' ......ایک نظر/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۵-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: ''اُردو ادب، یورپ اور امریکہ میں'' ایک نظر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۶-سلیم اللہ شاہ: ''علامہ اقبال: مسائل ومباحث ......ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۱۲۷ تا ۱۲۹

۷-عروبہ صدیقی: ''اسلامی تصوف میں خواتین صوفیا کا کردار'' ......این میری شمل کی نظر میں/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۱۳۰ تا ۱۳۶

۸-قمر سلطانہ، ڈاکٹر: خطبات اقبال: تسہیل وتفہیم (ایک تعارفی تجزیہ)/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۲۱۲ تا ۲۲۱

۹-محمد اسلم بھٹی: اپنا گریباں چاک ......ایک اجمالی جائزہ/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۲۲۲ تا ۲۲۷

۴-شخصیات

۱-عبداللہ، سید، ڈاکٹر: قائداعظم تحریک بازیافت کے آخری رہنما/ جولائی ۲۰۰۱ء/ص: ۶۷ تا ۷۴

۲-محمد رضی الدین صدیقی، ڈاکٹر: قائداعظم کا عظیم المثال کارنامہ: ''تخلیق پاکستان''/ جولائی ۲۰۰۱ء/ص: ۷۵ تا ۸۴

۳-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: قائداعظم کی سیاسی زندگی کا ایک فیصلہ کن سال: ۱۹۳۹ء/ جولائی ۲۰۰۱ء/ص: ۱۰۳ تا ۱۲۱

۴-ایس اے رحمٰن، ڈاکٹر: پروفیسر میاں محمد شریف مرحوم کی یاد میں/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۷ تا ۸

۵-شاہ بلیغ الدین: ڈاکٹر محمد حمید اللہ/ جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۴۳ تا ۴۶

۶-خورشید احمد، پروفیسر: ڈاکٹر محمد حمید اللہ/ جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۳۷ تا ۴۲

۷-عبدالحمید کمالی، پروفیسر: ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایک عالم باعمل/ اکتوبر ۲۰۰۳ء/ص: ۴۱ تا ۵۴

۸-شفیق عجمی، ڈاکٹر: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ......سفر علمی کی روداد/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۱۳۵ تا ۱۵۸

۹-علی محمد خان، ڈاکٹر: پروفیسر عبدالجبار شاکر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۲۱۸ تا ۲۳۰

۱۰-محمد حنیف شاہد پروفیسر: علامہ شبلی کی نادر تحریریں/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۲۰۳ تا ۲۲۰

۱۱-سلیم اللہ شاہ، ڈاکٹر: مولانا الطاف حسین حالی: شاعر اور مصلح قوم/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۲۲۱ تا ۲۳۰

۱۲-مسعود اصغر، انجینئر: پروفیسر عبدالحمید کمالی......عالمی شہرت یافتہ فلسفی/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۲۳۲ تا ۲۳۹

۵- متفرقات

۱-مدیر کے نام: قارئین کے چند خطوط/ جنوری ۲۰۰۱ء/ص: ۶۵-۶۹

۲-سلیم اختر، ڈاکٹر: ''ملت کا پاسبان'' (فیچر)/ جولائی ۲۰۰۱ء/ص: ۱۷ تا ۲۴

۳-عبدالحمید کمالی: اقلیم ہند: برٹش امپریلزم کے اہداف/ جولائی ۲۰۰۱ء/ص: ۲۵ تا ۶۶

۴-ادارہ ''بزمِ اقبال'': امپیریلزم لیجسلیٹو کونسل میں قائداعظم کی ایک اہم تاریخی تقریر/ جولائی ۲۰۰۱ء/ص: ۸۵ تا ۱۰۲

۵-فیروز الدین احمد فریدی: محو حیرت ہوں/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۹ تا ۱۲

۶-کے۔ایم۔اعظم: استحکام پاکستان اور روحانی جمہوریت/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۱۱۵ تا ۱۲۴

۷-مظفر حسین: روحانی جمہوریت کے بارے میں چند خیالات/ جنوری ۲۰۰۲ء/ص: ۱۲۵ تا ۱۳۳

۸-کے۔ایم۔اعظم: پاکستان اور قیام جمہوریت/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۹ تا ۱۴

۹-دین محمد شفیقی، عہدی پوری: توحید کے ارتقائی مدارج/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۹ تا ۱۴

۱۰-ایس ایم رحمٰن، چیف جسٹس: پروفیسر میاں محمد شریف مرحوم کی یاد میں/ جولائی ۲۰۰۲ء/ص: ۷ تا ۸

۱۱-کے ایم اعظم: استحکام پاکستان فکرِ اقبال کی روشنی میں/ جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۵ تا ۱۹

۱۲-عرفان صدیقی: ایسی بلندی، ایسی پستی/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۴۷ تا ۵۲

۱۳-الطاف حسین حالی، مولانا: عرض حال/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۴۷ تا ۵۲

۱۴-جاوید اقبال، ڈاکٹر: یوم اقبال ۲۱ اپریل ۱۹۶۳ء سے ایک اقتباس/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۹ تا ۱۲

۱۵-مظفر حسین: لبرل (استعماری) جمہوریت یا روحانی جمہوریت/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۱۳ تا ۱۵

۱۶-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: قائداعظم نے فرمایا/ جنوری ۲۰۰۴ء/ص: ۶ تا ۱۰

۱۷-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: ظہور پاکستان اور قائداعظم کے فرمودات/ جولائی ۲۰۰۳ء/ص: ۵ تا ۱۳

۱۸-کے ایم اعظم: استحکام پاکستان: فکرِ اقبال کی روشنی میں/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۲۱ تا ۳۶

۱۹-مظفر حسین چودھری : مکاشفات اقبال (قیام پاکستان اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ)/ جنوری ۲۰۰۴ء/ص:۱۱ تا ۲۶

۲۰-کے ایم اعظم: نفاذ اسلام اور پاکستان کے معاشرتی تضادات/ جنوری ۲۰۰۴ء/ص: ۲۷ تا ۴۴

۲۱-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: فرمودۂ اقبال/ اپریل ۲۰۰۴ء/ص:۲

۲۲-نعیم احمد، ڈاکٹر: عالمگیریت اور ثقافتی استعماریت/ جولائی ۲۰۰۴ء/ص: ۵۱ تا ۵۶

۲۳-اسلم بیگ، مرزا، جنرل (ر): نیا عالمی نظام اور دنیائے اسلام/ اکتوبر ۲۰۰۴ء/ص: ۶۷ تا ۷۱

۲۴-ادارہ ''بزمِ اقبال'': ''لینن'' ......خدا کے حضور/ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۴ء/ص: ۶۲ تا ۶۶

۲۵-ثریا علوی، پروفیسر: خواتین کی تعلیم وتربیت، اہمیت، مقاصد، رکاوٹیں اور مطلوبہ لائحہ عمل/ جنوری ۲۰۰۵ء/ص: ۵ تا ۱۹

۲۶-خلیل طوق آر، ڈاکٹر: اُردو زبان: مشکلات اور مسائل/ اپریل ۲۰۰۵ء/ص:۱۱ تا ۲۶

۲۷-تحسین فراقی، ڈاکٹر: اُردو بحیثیتِ ذریعہ تعلیم/ جولائی ۲۰۰۵ء/ص:۵۱ تا ۶۰

۲۸-غلام حسین ذوالفقار: قائداعظم، ادیب اور نظریہ ملّت !/ اکتوبر ۲۰۰۵ء/ص: ۳۷ تا ۴۲

۲۹-محمد اکرم، سید، ڈاکٹر: اسلام/ اکتوبر ۲۰۰۵ء/ص: ۹ تا ۱۹

۳۰-زاہد خیری، ڈاکٹر: مولانا ظفر علی خاں بنام شمس الحسن/ اپریل ۲۰۰۶ء/ص: ۶۳ تا ۷۰

۳۱-عبدالحمید کمالی، پروفیسر: آرنلڈ ٹائن بی کا فلسفۂ تاریخ / جولائی ۲۰۰۶ء/ص: ۴۳ تا ۵۳

۳۲-غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر: اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ/ اکتوبر ۲۰۰۶ء/ص: ۹ تا ۱۷

۳۳-صائمہ علی: اُردو شاعری کا فکری مطالعہ (واقعۂ کربلا کے تناظر میں)/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۳۸ تا ۲۵۰

۳۴-غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: مشفق خواجہ کی یاد میں/ اپریل ۲۰۰۵ء/ص: ۳ تا ۸

۳۵-محمد الدین فوق: مسلمانوں کی آزمائش/ اکتوبر ۲۰۰۵ء/ص: ۷ تا ۸

۳۶-خواجہ محمد ذکریا، ڈاکٹر: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار...... آج وہ، کل ہماری باری ہے/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۹ تا ۲۱

۳۷-ممتاز منگوری، ڈاکٹر: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار...... ایک شفیق استاد، ایک مخلص دوست/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۲۲ تا ۳۶

۳۸-رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار......علمی انہماک کی ایک مثال/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۳۷ تا ۴۵

۳۹-انور سدید، ڈاکٹر: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (اُردو کا ایک خاموش خدمت گزار)/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۴۶ تا ۴۹

۴۰-مظہر حسین، ڈاکٹر: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار......یادیں، ملاقاتیں/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۵۰ تا ۶۱

۴۱-وحید عشرت، ڈاکٹر: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۶۲ تا ۶۳

۴۲-محمد حمزہ فاروقی: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۶۴ تا ۵۷

۴۳-خلیل طوق آر، ڈاکٹر: پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (ترکی میں پاکستانی شناخت کے بہترین نمائندے)/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۶۷ تا ۹۷

۴۴-خلیل طوق آر، ڈاکٹر: جگر لخت لخت (ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی آپ بیتی پر ایک نظر)/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۸۰ تا ۸۵

۴۵-محمد مظفر مرزا، پروفیسر: پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار: نابغۂ روزگار شخصیت/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۸۶ تا ۸۸

۴۶-عبدالکریم قاسم: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار......اُردو ادب کا درخشندہ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۸۹ تا ۹۱

۴۷-خالد ندیم، ڈاکٹر: مردم دیدہ وشنیدہ ......ایک مطالعہ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ص: ۹۲ تا ۹۵

۴۸-ثاقب نفیس، ڈاکٹر: چودھری محمد حسین مرحوم کی ڈائری کے چند اوراق/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۹ تا ۱۵

۴۹-محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: انسان کا حیاتیاتی ارتقا اور قرآن/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۱۷ تا ۳۱

۵۰-نوید احمد گل: غالب اور اس کا ''پھر''/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۸۷ تا ۲۰۴

۵۱-ثاقب نفیس، ڈاکٹر: چودھری محمد حسین مرحوم کی ڈائری کے چند اوراق/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۲۰۷ تا ۲۲۵

۵۲-محمد منور مرزا، پروفیسر: میرزا ادیب (غیر مطبوعہ خاکہ)/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۲۲۷ تا ۲۳۲

۵۳-محمد آصف، ڈاکٹر: تہذیبی تکثریت وآفاقیت......ایک تحقیقی وتنقیدی مطالعہ/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۳۴ تا ۴۳

۵۴-محمد حنیف شاہد: اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں اورنگ زیب عالمگیر کا کردار/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۴۹ تا ۱۶۴

۵۵-ارشاد شاکر اعوان، ڈاکٹر: شعر حافظ کی تفہیم چند بنیادی باتیں/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۶۵ تا ۱۷۵

۵۶-طارق حبیب :لغتِ آزاد اور ڈاکٹر معین نظامی/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص:۱۷۶ تا ۱۸۲

۵۷-سر ڈینی سن راس/ فیض احمد فیض: مشرقی لٹریچر مغرب میں کیونکر پہنچا؟/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص:۱۵۴ تا ۱۵۹

۵۸-خالد مبین، ڈاکٹر: اسلام کے اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی خصائص/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۲۵ تا ۱۴۶

۵۹-مظہر معین، ڈاکٹر: محمد اقبال: قصائد مختارۃ و دراسات (عربی مضمون)/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص:۲۴۳ تا ۲۴۷

۶ - بیاد پروفیسر صابر کلوروی

۱-ارشد محمود ناشاد: ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۰۷ تا ۲۱۰

۲-نذر عابد: ڈاکٹر صابر کلوروی کی علمی و تحقیقی خدمات/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۱۱ تا ۲۱۶

۳-ملک حق نواز خاں: ڈاکٹر صابر کلوروی ...... گیسوئے اُردو کا ’’ملنگ‘‘ شانہ کش/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۱۷ تا ۲۲۶

۴-مرتب: قاسم محمود احمد: پروفیسر صابر کلوروی کے چند مکاتیب بنام رفیع الدین ہاشمی/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۲۷ تا ۲۴۹

۷۔ بیاد پروفیسر محمد منور مرزا

۱-ڈاکٹر تحسین فراقی: محمد منور مرزا......اب انھیں ڈھونڈ چراغِ رخ زیبا لے کر/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص:۹۲ تا ۹۵

۲-ڈاکٹر محمد ہارون قادر: نامور استاد......نامور خاکہ نگار/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۹۶ تا ۹۹

۳-صبا مرزا: محمد منور مرزا بطور شاعر/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۱۰۰ تا ۱۰۴

۴-رانا غلام یٰسین: پروفیسر محمد منور مرزا اور ’’برہان اقبال‘‘/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۱۰۵ تا ۱۱۴

۵-شاہ بانو شاہد: ’’الامانت سے الامین تک‘‘......ایک تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۱۱۵ تا ۱۲۴

۶-محمد اسلم بھٹی: ’’ایقان اقبال‘‘......ایک مطالعہ/ اکتوبر ۲۰۱۱ء/ص: ۱۲۵ تا ۱۲۹

۸۔ گوشۂ خصوصی بیادِ سر شیخ عبدالقادر

۱-سر شیخ عبدالقادر: اقبال......جادوگر ہندی نژاد/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/صفحہ نمبر ۱۲۳ تا ۱۲۹

۲-پروفیسر محمد حنیف شاہد: سر شیخ عبدالقادر......معاصرین کی نظر میں/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/صفحہ نمبر ۱۳۰ تا ۱۴۰

۳-سر شیخ عبدالقادر/ محمد زاہد اعوان: اُردو شعر و ادب پر اقبال کے اثرات/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ صفحہ نمبر ۱۴۱ تا ۱۴۸

۴-سر شیخ عبدالقادر/ خالد حسین راؤ: اقبال اور تہذیب جدید/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ صفحہ نمبر ۱۴۹ تا ۱۵۳

۹۔ مکاتیب ذوالفقار

۱-بازیافت: عبدالرحمٰن طارق، خواجہ: مکتوب بنام محمد خان جونیجو (وزیر اعظم پاکستان)/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ ص: ۱۲۷ تا ۱۲۹

۲-بازیافت: عبدالرحمٰن طارق، خواجہ: قہر درویش......ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی جرأت مندانہ اور جذبۂ حب الوطنی پر مبنی دو خط/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ ص: ۱۳۱ تا ۱۳۵

۳-ترتیب و حواشی: عبدالرحمٰن طارق، خواجہ: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار بنام مشفق خواجہ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ ص: ۱۸۵ تا ۱۸۸

۴-ترتیب و حواشی: محمد حمزہ فاروقی: مکاتیب بنام ملک حق نواز خان/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ ص: ۱۹۴ تا ۱۹۹

۵-انتخاب: خلیل طوق آر (مرتب: محمد نعیم بزمی): مکاتیب بنام ڈاکٹر خلیل طوق آر (ترکی)/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ ص: ۲۲۰ تا ۲۴۳

۶-انتخاب: عبدالرحمٰن طارق (مرتب: محمد نعیم بزمی): مکتوبات مشفق بنام ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ ص: ۲۴۵ تا ۲۶۹

۷-مرتب: محمد شاہد حنیف: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی تصنیفات و تالیفات (ایک وضاحتی کتابیات)/ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ ص: ۲۷۱ تا ۲۹۱

۱۰- جاوید اقبال پر مضامین

۱-محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان): جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال/ اپریل ۲۰۱۵ء/ ص: ۹ تا ۱۰

۲-رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال/ اپریل ۲۰۱۵ء/ ص: ۱۱ تا ۲۰

۳-اسلم انصاری، ڈاکٹر: ترجمان بے مثال: ڈاکٹر جاوید اقبال/ اپریل ۲۰۱۵ء/ ص: ۱۱ تا ۲۰

۴-شفیق احمد، ڈاکٹر: حق مغفرت کرے....../ اپریل ۲۰۱۵ء/ ص: ۲۵ تا ۳۰

۵-امجد اسلام امجد: کچھ یادیں، کچھ باتیں/ اپریل ۲۰۱۵ء/ ص: ۳۱ تا ۳۳

۶-بشیر شاکر، مرزا: جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کی شخصیت/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۳۴ تا ۴۰
۷-منظور حسین سیال، جسٹس (ر): جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۴۱ تا ۴۵
۸-منیر احمد مغل، جسٹس (ر): جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کی شخصیت/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۴۶ تا ۸۴
۹-ظہیر احمد بابر، ڈاکٹر: علم و دانش کے امین، روح اقبال، زندہ جاوید: ڈاکٹر جاوید اقبال/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۸۵ تا ۳۷
۱۰-امجد علی شاکر: جاوید اقبال، ڈاکٹر/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۸۸ تا ۹۳
۱۱-اسلم کمال: جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال: چند یادیں، چند تاثرات/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۹۴ تا ۹۷
۱۲-ثاقب نفیس، ڈاکٹر: دو یادیں/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۹۸ تا ۱۰۰۔
۱۳-محمد عامر اقبال صدیقی: جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۱۰۱ تا ۱۰۹
۱۴-محمد عبداللہ قادری، سید: مکاتیب ڈاکٹر جاوید اقبال بنام سید نور محمد قادری/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۱۴۱ تا ۱۷۱
۱۵-محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: مکاتیب ڈاکٹر جاوید اقبال بنام ڈاکٹر آصف اعوان/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۱۷۲ تا ۱۷۵
۱۶-محمد حنیف شاہد، پروفیسر: جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کے خطوط، پروفیسر محمد حنیف شاہد کے نام/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۱۷۶ تا ۲۱۱

☆☆☆

......

اشاریہ نمبر۴: تبصرہ کتب

[سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۶ء تک]

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں جن کتابوں پر تبصرے شائع ہوئے، زیرِ نظر اشاریے میں ان کی فہرست ابجدی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے۔ ''سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'''' ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۶ء تک کے دوران جن کتب پر دانشوروں کے تبصرے شائع ہوئے ہیں، زیرِ نظر اشاریہ میں ان کی فہرست شمارہ وار ترتیب سے مرتب کی گئی ہے۔

اقبالیاتی کتب

۱-تقدیس زہرہ: اقبالیات: چند نئی جہات (تبصرہ)/ جولائی ۲۰۰۲ء

۲-محمد ذکریا، ڈاکٹر: تفہیم ''بالِ جبریل'' / جنوری ۲۰۰۳ء/ص: ۴۰ تا ۴۵

۳-محمود احمد غازی، ڈاکٹر: محکمات عالم قرآنی۔ ''جاوید نامہ'' کی روشنی میں جولائی ۲۰۰۳ء/ص: ۱۵ تا ۳۱

۴-عبدالحمید کمالی: محمد علی صدیقی کی ''تلاشِ اقبال'' کا ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۰۵ء/ص: ۴۳ تا ۴۸

۵-ظہور الدین احمد، ڈاکٹر: اقبال کی دو انگریزی تحریروں کا اُردو ترجمہ/ اکتوبر ۲۰۰۵ء/ص: ۴۹ تا ۵۶

۶-رابعہ سرفراز: ''پیامِ مشرق'' کا مقدمہ/ اکتوبر ۲۰۰۶ء/ص: ۲۹ تا ۳۳

۷-بصیرہ عنبرین: ''ارمغانِ حجاز''، فارسی...... تحقیقی مقالہ/ جولائی ۲۰۰۷ء/ص: ۲۵ تا ۸۵

۸-محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: سلام اے شاعر مشرق (صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب) ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۰۸ء/ص: ۱۷۷ تا ۱۸۲

۹-جاوید اصغر، ڈاکٹر: علامہ قبال: شخصیت اور فن۔ ایک تعارف/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۱ تا ۲۵۳

۱۰-ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر: ''اقبال اور قادیانیت، تحقیق کے نئے زاویے'' ...... ایک مطالعہ/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۸ تا ۲۶۲

۱۱-میاں محمد عزیز قریشی: ''تصورات اقبال''(مولانا صلاح الدین احمد) ایک نظر/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۸۹ تا ۲۹۲

۱۲-ذیشان تبسم: ''اسلامی اور مغربی تہذیب کی کش مکش: فکرِ اقبال کے تناظر میں''/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۸۳ تا ۱۹۱

۱۳-سعید اکرم، پروفیسر: سفیر اقبال: پروفیسر محمد منور مرزا''......ایک نظر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۹۲ تا ۱۹۴

۱۴-خالد ندیم، ڈاکٹر: ''علامہ اقبال: شخصیت اور فن''......ایک نظر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۹۵ تا ۱۹۸

۱۵-محمد آصف، ڈاکٹر: اشاریہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ایک تعارف/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۱۹۹ تا ۲۰۲

۱۶-سکندر حیات میکن: ''ارمغان افتخار احمد صدیقی''......ایک مطالعہ/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۲۰۳ تا ۲۰۶

۱۷-محمد نعیم بزمی: ''معارف خطبات اقبال''......اجمالی تعارف/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۲۰۷ تا ۲۰۹

۱۸-ارشد محمود ناشاد، ڈاکٹر: ''سفیر اقبال: پروفیسر محمد منور مرزا''......ایک مختصر تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۶۲

۱۹-محمد آصف، ڈاکٹر: ''اقبال کی اُردو نظموں میں امیجری''......ایک نظر/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۶۵ تا ۲۶۹

۲۰-سکندر حیات میکن: ''کلام اقبال میں انبیائے کرام کا تذکرہ''......ایک جائزہ/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۷۰ تا ۲۷۵

۲۱-غلام شبیر اسد: ''معارف خطبات اقبال''......بازدید/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۷۶ تا ۲۸۴

۲۲-سفیر حیدر: ''اقبال شناسی......عالمی تناظر'' کا اجمالی تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۸۵ تا ۲۸۷

۲۳-محمد اسلم بھٹی: ''اقبال اور ترک''......ایک تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۰ء/ص: ۲۸۸ تا ۲۹۲

۲۴-تسنیم اختر، ڈاکٹر: ڈاکٹر سید عبداللہ کی اہم تصنیف ''مقاصد اقبال''/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۱۱۱ تا ۱۱۸

۲۵-محمد نعیم بزمیؔ: ''فروغ اُردو میں اقبال کی خدمات کا تحقیقی جائزہ'' ایک تعارف/ اکتوبر ۲۰۱۲ء/ص: ۱۱۹ تا ۱۲۲

۲۶-عبدالواحد معینی: ''کلیات اقبال'' سرگذشت/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۱۱۷ تا ۱۲۹

۲۷-محمد اسلم بھٹی: ''سفرنامہ اقبال''......ایک مطالعہ/ اپریل ۲۰۱۳ء/ص: ۲۷۶ تا ۲۸۰

۲۸-تسکینہ فاضل، پروفیسر: اقبال کی فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' کے تین ترجمے/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۹ تا ۱۶

۲۹-ایم۔ایم خلیل احمد (مرتب): اشاریہ (مصنف وار) سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' حصہ اُردو/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۱۸۵تا۲۰۲

۳۰-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: ''نذر وحید'' ایک اجمالی تعارف/ اپریل ۲۰۱۴ء/ص: ۲۴۰ تا ۲۴۲

۳۱-قمر سلطانہ، ڈاکٹر: خطبات اقبال، تسہیل وتفہیم (ایک تعارفی جائزہ)/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص:۲۱۲ تا ۲۲۱

۳۲-محمد اسلم بھٹی: اپنا گریباں چاک ......ایک اجمالی جائزہ/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۲۲۲ تا ۲۲۷

۳۳-رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص:۲۳۱ تا ۲۶۷

۳۴-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: ''بیادِ جاوید اقبال'' اور ''اقبال اور فکرِ مغرب''/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۲۶۸ تا ۲۷۲

۳۵-سعید اکرم: ساقی نامہ......ایک مطالعہ/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۶۱ تا ۱۶۷

۳۶-شاہدہ یوسف، ڈاکٹر: ''جاوید نامہ'' میں اقبال کی شاعری کا اساطیری پہلو/ جنوری ۲۰۱۶ء/ص: ۱۶۸ تا ۱۷۵

عمومی کتب

۱-سکندر حیات میکن: ''تحریک آزادی میں اُردو کا حصہ''......ایک نظر/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۲-حق نواز خان، ملک: ''اُردو غزل کا تکنیکی ہیتی اور عروضی سفر''......ایک تجزیہ/ جنوری ۲۰۰۹ء/ ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۳-محمد ایوب لِللّٰہ، ڈاکٹر: ''سرودِ سحر آفریں (فکر وفن اقبال کے چند گوشے)......ایک مطالعہ''/ جنوری ۲۰۰۹ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۴-غلام شبیر احمد: ''علم اور مذہبی تجزیہ (تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)'' ......ایک نظر/ جنوری ۲۰۰۹ء/ ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۵-محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: ''اُردو ادب ......یورپ اور امریکہ میں'' ایک نظر/ جنوری ۲۰۱۰ء/ص: ۲۵۴ تا ۲۵۷

۶-سلیم اللہ شاہ: ''علامہ اقبال: مسائل ومباحث ......ایک جائزہ/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۱۲۷ تا ۱۲۹

۷-عروبہ صدیقی: ''اسلامی تصوف میں خواتین صوفیا کا کردار'' ......این میری شمل کی نظر میں/ اپریل ۲۰۱۲ء/ص: ۱۳۰ تا ۱۳۶

۸-قمر سلطانہ، ڈاکٹر: خطبات اقبال: تسہیل وتفہیم (ایک تعارفی تجزیہ)/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۲۱۲ تا ۲۲۱

۹-محمد اسلم بھٹی: اپنا گریباں چاک ......ایک اجمالی جائزہ/ اپریل ۲۰۱۵ء/ص: ۲۲۲ تا ۲۲۷

۱۰-عرفان صدیقی: ایسی بلندی، ایسی پستی/ اپریل ۲۰۰۳ء/ص: ۴۷ تا ۵۲

۲۰۱۷ءتا ۲۰۲۰ء کے مقالات کا جائزہ

بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کا ۲۰۱۷ء تا ۲۰۲۰ء صرف ایک شمارہ شائع ہو سکا ہے، جس کی فہرست و اشاریہ اور تعارف درج ذیل ہے۔

جلد: ۶۴ جنوری-جون ۲۰۱۷ء شمارہ: ۱، ۲

عنوان	مصنف	صفحات
اداریہ	ڈاکٹر محمد نعیم بزمی	۶-۸
علامہ اقبال کا ایک جرمن معاصر: مختصر حالاتِ زندگی	ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی	۹-۳۳
مکتوبِ اقبال کا اِک حوالہ...... ہائی پیشیا (Hypatia)	ڈاکٹر خالد الماس	۳۴-۴۲
سلطان ٹیپو شہید: افکارِ اقبال کی روشنی میں	پروفیسر محمد حنیف شاہد	۴۳-۵۳
انسانی ہستی کی نوعیت: اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر قمر سلطانہ	۵۴-۷۰
ترکی میں ترجمے کی روایت اور تراجم نظم و نثر اقبال	ڈاکٹر خالد مبین	۷۱-۸۹
اقبال کا تصورِ خودی...... متنوع تعبیریں	ڈاکٹر فرزانہ ریاض	۹۰-۹۵
اقبال کی شاعری میں آزادیٔ نسواں کا مغربی فریب	ڈاکٹر ناصر پرویز	۹۲-۹۹
مثنوی مسافر	ڈاکٹر قاسم محمود احمد	۱۰۰-۱۱۰
ذخیرۂ اقبالیات روز افزوں ہے		
(نئی کتابوں کا تعارف)	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	۱۱۱-۱۴۲
صد سالہ یومِ پیدائشِ اقبال		
یادگاری ڈاک ٹکٹ اور یادگاری سکے	میاں ساجد علی	۱۴۳-۱۵۱
آہنگِ اقبال		
(ریڈیو پاکستان لاہور کی ایک اہم پیش کش)	ڈاکٹر شفیق عجمی	۱۵۲-۱۶۶

اس شمارے میں درج ذیل ایک انگریزی مضمون بھی شامل ہیں۔

English Section (From English Side):

1. Sociological Problems Solving in Pakistani Society under "Quranic Laws" and "Allama Iqbal's Teachings" Mahboob Alam Nutkani/3-14

ڈاکٹر محمد نعیم بزمی نے بزمِ اقبال کا سہ ماہی علمی و تحقیقی مجلّہ ''اقبال'' (جلد:۶۴، جنوری تا جُون ۲۰۱۷ء، شمارہ:۱،۲) کا اداریہ لکھا ہے۔ بہت اچھے انداز سے لکھا ہے۔ آپ رقم طراز ہیں:

''اکیسویں صدی، فکرِ اقبال کے بہتر ادراک اور اطلاق کی صدی ہے۔ یہ صدی آج بھی فکرِ اقبال کی تابانی محسوس کر رہی ہے اور اس کے ذریعے اپنے بہت سے مسائل کا حل چاہتی ہے۔ ایک بڑا مسئلہ جس سے پاکستانی قوم آج بھی دوچار ہے، وہ وحدتِ افکار و اعمال کا نہ ہونا ہے۔ ہمارے قومی رویے ہنوز تشکیل و تعمیر کے متقاضی ہیں۔ایسے میں ہمارے پاس فکرِ اقبال ایک شیرازہ بند قوت کی مثل ہے کہ جس کو بروئے کار لا کر ہم قومی رویوں کی تشکیل ممکن بنا سکتے ہیں اور عہدِ حاضر کے بہت سے چیلنجز کا سامنا کر سکتے ہیں۔ آج پاکستان کی تعمیر کا خواب فکرِ اقبال کے نفاذ کے بغیر ناممکن نظر آتا ہے۔

تعلیم و تربیت کے مسائل سے لے کر اتحادِ عالم اسلام کے خوابِ دیرینہ کی تعبیر تک افکارِ اقبال ایک قابل اعتماد اور قابل عمل وژن اور راہ فراہم کرتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے آج فکرِ اقبال کی تشریح وتعبیر کے ساتھ ساتھ اس کے اطلاق و نفاذ کے لیے ٹھوس اقدام کیے جائیں تاکہ اس ملک میں قومی رویے پنپ سکیں۔ اکیسویں صدی میں ایک اہم مسئلہ جسے عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، وہ کلام اقبال میں نسل نو کی عدم دلچسپی ہے۔ اس عدم دلچسپی کی کئی وجوہات ہیں۔ ان وجوہات میں سے ایک اُردو اور فارسی کی جانب نئی نسل کی بے رغبتی ہے۔ دوسرے فکر اقبال کو مؤثر انداز میں نصابات کا حصہ نہیں بنایا جا رہا اور تیسرے تعلیمی اداروں میں ماہرینِ اقبال اور فروغِ فکر اقبال کے حوالے سے سرگرمیوں کا فقدان ہے۔ کلام اقبال اور فکر اقبال کو زندہ رکھنے کے لیے قومی زبان اردو (اور کسی حد تک فارسی زبان) کو زندہ رکھنا بھی ضروری ہے۔ آج انگریزی زبان بی اے کی سطح تک تو لازمی مضمون کی حیثیت سے جامعات کے نصابات کا حصہ

ہے لیکن بدقسمتی سے اردو زبان کی بساط انٹر کی سطح ہی پر لپیٹ دی جاتی ہے۔ فی زمانہ انٹر کرنے والا طالب علم بوجوہ اردو زبان میں وہ مہارت نہیں رکھتا جو اسے اظہارِ خیال کرنے اور فکرِ اقبال کو سمجھنے کے قابل بنا سکے۔ اُردو زبان کے حوالے سے بالعموم اور اقبال فہمی کے حوالے سے بالخصوص ضروری ہو چکا ہے کہ اردو زبان کو بی ایس یا بی اے کی سطح پر لازمی قرار دیا جائے۔ مزید برآں، ملک میں اردو زبان کا بہ طور دفتری زبان نفاذ بھی فکرِ اقبال کا ایک اطلاقی زاویہ ہے۔

علامہ اقبال نے اپنی مادری زبان پنجابی ہونے کے باوجود پنجاب میں اردو زبان کے نفاذ کی تائید کی تھی۔ فکرِ اقبال کے اس پہلو کو تعمیر پاکستان اور قومی رویے کی تشکیل کے حوالے سے کسی طور بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہنے دیجیے کہ قومی زبان کا نفاذ، پاکستان میں فکرِ اقبال کے اطلاق کا اہم مرحلہ ہے۔

آج کا پاکستان فرقہ واریت کے راستے دہشت گردی کا شکار ہو چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فرقہ واریت اور دہشت گردی کے اس عفریت سے موثر انداز میں نمٹنے کے لیے فکرِ اقبال سے بھرپور راہنمائی لی جائے۔ اقبال کے اُن اشعار کو مدرسوں سمیت تعلیمی اداروں کے نصابات کا حصہ بنایا جائے، جو فرقہ واریت کی نفی کرتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ اس طرح کچے اذہان کو شر پسند عناصر کے ہاتھوں گمراہ ہونے سے اور دہشت گردی کی جنگ میں افواجِ پاکستان اور عوام کی قربانیوں کو رائیگاں جانے سے بچایا جا سکے گا۔ وحدتِ ملت اسلامیہ اور تعمیر پاکستان ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ فرقہ واریت اور دیگر تعصّبات سے پاک پاکستان ہی فکر اقبال کی روشنی میں وحدتِ ملت کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر سکتا ہے۔ آج مختلف اسلامی مما لک فرقہ بندی اور دیگر مناقشات کی وجہ سے باہم دست وگریبان ہیں۔ اس انتشار وافتراق کے بد اثرات سے پاکستان کو محفوظ رکھنا اور غیر جانبدار رہتے ہوئے برادر اسلامی مما لک کے مابین مصالحت کی کوشش کرنا وقت کی اہم ضرورت اور فکرِ اقبال کے عین مطابق ہے۔''

پروفیسر محمد حنیف شاہد نے مضمون سلطان ٹیپو شہید (افکارِ اقبال کی روشنی میں) لکھا۔ حضرت علامہ اقبال نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا:

''شاعر کے لٹریری اور پرائیویٹ خطوط سے اس کلام پر روشنی پڑتی ہے اور اعلیٰ

درجے کے شعرا کے خطوط شائع کرنا لٹریری اعتبار سے مفید ہے۔''

آپ نے سب سے زیادہ استفادہ قرآن کریم، خاندانِ نبوتؐ اور صحابہ کرامؓ سے حاصل کیا۔ بادشاہوں میں سلطان صلاح الدین ایوبی، ہارون الرشید، سلطان محمد فاتح، اورنگ زیب عالمگیر، سلطان قطب الدین ایبک، امیر امان اللہ خان، احمد شاہ ابدالی، نادر شاہ اور سلطان ٹیپو شہید سے خاص طور پر متاثر ہوئے۔ حضرت علامہ اقبال نہ صرف ان سے روحانی طور پر متاثر تھے بلکہ انھوں نے ''مثنوی رومی'' سے اکتسابِ علم کیا۔ یہی نہیں ان کے رنگ میں رنگے گئے اور پھر ان سے متاثر ہو کر جو کچھ تحریر کیا اسے دوام حاصل ہوا۔ جرمنی کے شاعر گوئٹے کی ہمہ گیر شخصیت سے حضرت علامہ اقبال اس قدر متاثر تھے کہ اس کے شہرۂ آفاق ''دیوان مغرب'' کے جواب میں ''پیامِ مشرق'' لکھی اور اسے ''شاعرِ حیات'' کے لقب سے یاد کیا۔ علاوہ ازیں لا تعداد ایسی تاریخی اور ممتاز اور قد آور شخصیات ہیں جن سے انھوں نے متاثر ہو کر اپنے کلام میں نہ صرف جگہ دی ہے بلکہ انھیں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

علامہ اقبال نے ''ضربِ کلیم'' میں ''سلطان ٹیپو شہید کی وصیت'' کے عنوان سے ایک مختصر نظم درج کی ہے جس میں اگرچہ علامہ اقبال نے ٹیپو شہید کی زبان سے کچھ باتیں کہلوائی ہیں لیکن درحقیقت وہ زرّیں مشورے ہیں جو سلطان ٹیپو شہید کی زندگی کے اپنے سیاق وسباق سے کامل مطابقت رکھتے ہیں لیکن دراصل یہی اقوال علامہ اقبال کے اپنے فکر ونظر کی بہترین ترجمانی کرتے ہیں:

تُو رہِ نوردِ شوق ہے، منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

اے جُوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تُند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول

کھویا نہ جا صَنم کدۂ کائنات میں
محفل گداز! گرمیِ محفل نہ کر قبول

صُبحِ اَزل یہ مُجھ سے کہا جبرئیلؑ نے
جو عقل کا غلام ہو، وہ دل نہ کر قبول

باطل دُوئی پسند ہے، حق لا شریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

[کلیات اقبال اردو، ضرب کلیم، شیخ غلام علی ایڈیشن، ۱۹۳۷ء، صفحہ ۸۶/۵۸۶]

ڈاکٹر ناصر پرویز نے ''اقبال کی شاعری میں آزادیِ نسواں کا مغربی فریب'' مضمون لکھا۔ اقبال کی شاعری قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ کا آئینہ ہے۔ اسلام نے عورت کو ایک اعلیٰ وارفع مقام عطا کیا ہے۔ اقبال اپنی شاعری کے ذریعے عورت کو ان خطرات سے آگاہ کر تے ہیں جو آزادیِ نسواں کے نام پر اس کی عصمت و حرمت کے لیے بڑا خطرہ بن چکے ہیں۔ یہ عورت ہی ہے جو ازل سے مرد کی رفیق کار رہی ہے اور ابد تک ساتھ نبھائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کی رفاقت اور دل جوئی کے لیے انھی میں سے حضرت حوّا کو بھی پیدا کیا۔ پس عورت کے وجود کے بغیر اس کائنات کا وجود ناممکن ہے۔ کائنات کی گردش اور انسانی زندگی کی ہنگامہ خیزیاں وجودِ زن کی ہی مرہونِ منت ہیں:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

اقبال کے مجموعۂ کلام ''ضرب کلیم'' کے سرسری مطالعے اور اس میں شامل عورت کے تعلق سے اقبال کی شاعری کے تجزیے کے بعد یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اقبالؔ کی شاعری میں عورت کا موضوع نہایت اہم ہے۔ اقبالؔ نے مغرب کی اندھی تقلید کو عورت کی نسوانیت کے لیے شدید خطرہ تصور کیا ہے نیز آزادیِ نسواں کے نام پر جو فریب عورت کو دیا جارہا ہے اس پر سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔ ہماری قوم کی ہر عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن اور کلامِ اقبال کا مطالعہ کرے اور اس پر عمل کر کے خود کو متاعِ کوچ و بازار بننے سے بچائے۔ عورت صرف اور صرف مرد کی نگہبانی ہی میں محفوظ رہ سکتی ہے۔ اقبال کا یہ فیصلہ حرفِ آخر کا درجہ رکھتا ہے:

ے نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی
نِسوانیّت زن کا نگہباں ہے فقط مرد

......

نتیجہ بحث

سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' (اُردو) ایک اہم علمی و ادبی رسالہ ہے۔ یہ مجلّہ علامہ اقبال کی زیست، ان کے کلام و پیام اور ان کے افکار و فلسفے کی تفہیم و ترویج اور فروغ کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے اور اقبال ہی کے نام سے موسوم ہے۔ مجلّہ ''اقبال'' کا بنیادی مقصد علامہ اقبال کی حیات، شاعری، فکر و فن اور علم و ادب کے ان شعبہ جات کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ ہے جن سے اقبال کو گہرا شغف تھا۔ مثلاً فلسفہ، تاریخ، اسلامیات، عمرانیات/ سماجیات، مذہب، علم، ادب اور فن وغیرہ۔

ان متنوع مضامینِ علم و ادب ہی کا مجموعہ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' ہے۔ اس میں کئی قسم کے علمی، فکری اور تنقیدی مقالات کے ساتھ ساتھ مختلف کتب اور رسائل و جرائد پر تبصرے بھی شامل ہوتے ہیں۔ سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' میں اقبالیاتی موضوعات کے تحت جو مضامین شائع ہوتے ہیں ان میں اقبال بحیثیتِ شاعر، ان کی تصانیف، افکار و تصورات، نثر پارے، خطوط، مقالات، سوانحی حالات اور شخصیت سرفہرست ہیں۔ جبکہ دیگر موضوعات جو کہ مجلّہ ''اقبال'' کی وقعت کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ ان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات و حیاتِ مبارکہ، ادبیات (فارسی، عربی، اُردو) تاریخ و سیاست، تہذیب و تمدن، تعلیمی افکار، سائنس، فلسفہ و تصوف، فنون لطیفہ اور شخصیات وغیرہ قاری کے ذوق کی تسکین، معلومات میں اضافے اور دعوتِ فکر دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

تاہم ایک بات کی تشنگی محسوس ہوتی ہے کہ درج بالا مضامین مجلّہ ''اقبال'' کی زینت بنتے رہے ہیں۔ نئے موضوعات کی کمی محسوس ہونے لگی ہے۔ تحقیق کے سلسلے میں نئی راہیں ضرور ہموار ہوئی ہیں لیکن موضوعات میں وقت کے ساتھ ساتھ وسعت نہیں آئی، اور نہ ہی تنقیدی نظریات میں سنجیدہ کاوش کی آب یاری دیکھنے کو ملی حالانکہ اُردو شاعری اور نثر کو پرکھنے کا مغربی

معیاروں سے الگ کوئی معیار یا پیمانہ ہونا چاہیے۔ جس کی بدولت اقبالیات اور دیگر قومی ادب کو اس کے مطابق جانچا جا سکے۔

ویسے تو سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' بڑی جانفشانی اور تندہی سے فکرِ اقبال کی ترویج اور تفہیم کے لیے کوشاں ہے اور بڑی حد تک اس مقصد کے حصول میں کامیاب بھی ہے۔ لیکن اس مجلّہ ''اقبال'' کی اپنی بطور تحقیقی اور تنقیدی پہچان، اس کے معیار اور حدود کا تعین ہونا بھی ضروری تھا۔ اس مجلّے کی اُٹھان ایک اعلیٰ تحقیقی مجلّے کی تھی اور ابتدائی ادوار میں اس کے لکھنے والوں میں اس عہد کے نامور علما اور فضلا شامل تھے۔ انھوں نے مل کر شروع ہی سے طے کیا تھا کہ کوئی بھی ایسا مضمون اس مجلّہ ''اقبال'' میں نہیں چھپ سکتا جب تک کوئی کامل فن اور ماہر اقبالیات اس کے تحقیقی اور علمی معیار کی تصدیق نہ کرے۔ شروع شروع میں اس اُصول کو مدنظر رکھا جاتا رہا بعد ازاں اس طرف توجہ کم سے کم ہوتی گئی یعنی مجلس کے لیے کوئی معقول اور مخصوص طریقہ کار نہیں اپنایا گیا اور نہ ہی اس کے لیے کوئی جامع پالیسی مرتب کی گئی۔

مجلسِ مشاورت میں کئی مایہ ناز شخصیات کو شامل کیا گیا، لیکن ادارت کا شعبہ ان کی خدمات سے محروم رہا۔ ہائیر ایجوکیشن کمیشن نے تحقیقی مجلّے کے لیے ایک دائرہ کار طے کیا ہوا ہے، اس کے مطابق تحقیق کے تقاضے پورے کرنے ہوتے ہیں بزمِ اقبال نے سرے سے اس کے لیے کوئی کوشش ہی نہیں کی کہ اس کا مجلّہ تحقیقی مجلوں کی مستند فہرست میں شامل ہو پاتا۔

علامہ اقبال ہمارے قومی شاعر ہیں۔ انھوں نے پوری ملتِ اسلامیہ کو متاثر کیا ہے۔ تمام اسلامی ممالک علامہ اقبال کے اثرات کا اعتراف کرتے ہیں اور ترقی پذیر اسلامی ممالک بھی ان کے افکار کا تتبع کرتے ہیں لیکن ہم نے علامہ اقبال کو صرف لاہور کا شاعر بنا دیا ہے۔ بزمِ اقبال کی مجلس انتظامیہ میں زیادہ تر لاہور سے تعلق رکھنے والے اسکالرز شامل ہیں اور مشاورتی مجلس میں بھی وہ علما شامل ہیں جو اورینٹل کالج لاہور اور گورنمنٹ کالج لاہور کے اساتذہ ہیں۔ ان میں اُردو پڑھانے والے روایتی اساتذہ کی تعداد زیادہ رہی، جب کہ تنقیدی ذوق وشوق رکھنے والوں کی کمی ہے۔ بزمِ اقبال کے مقاصد کو حاصل نہ کر سکنے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم نے علامہ اقبال کو لاہور تک محدود کر دیا۔ ابتدا میں بزمِ اقبال کی اٹھان بہت اعلیٰ سطح کی تھی، مجلس

منتظمہ میں اس عہد کے بہت بڑے بڑے اسکالرز موجود تھے حتّٰی کہ سیکرٹری بھی اعلیٰ پایے کے اسکالرز تھے۔ رفتہ رفتہ یہ معیار گرنا شروع ہو گیا۔

بزمِ اقبال، لاہور کسی زمانے میں ایک ہی تنظیم ہوتی تھی اور اقبال اس کا نمائندہ پرچہ ہوتا تھا۔ پہلے اس ادارے کا نام اقبال اکادمی تھا پھر اسے بزمِ اقبال کا نام دیا گیا۔ کیونکہ بزمِ اقبال کی کسمپرسی کے باعث اس کے اصل نام سے ایک دوسرا ادارہ اقبال اکادمی، لاہور قائم ہوا جسے سرکاری سرپرستی حاصل ہے۔ اس طرح بزمِ اقبال، لاہور کی اہمیت کم ہوتی گئی جب کہ اقبال اکادمی، لاہور قومی سطح کا ادارہ بن گیا۔ اگر چہ اس کے ہیئتِ حاکمہ میں بھی اور دیگر کاموں میں لاہوری اساتذہ کا اثر ورسوخ ہر دور میں زیادہ رہا ہے۔

ایسا بھی ہوا کہ بزمِ اقبال کا سیکرٹری ہی مجلّہ ''اقبال'' کے مدیر کے طور پر کام کرتا رہا ہے۔ ۔ اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں کیونکہ بزمِ اقبال اب اتنی فعال نہیں ہے کہ اس مجلّے کے لیے کسی علیحدہ مدیر کی ضرورت ہو۔ دوسرے اب سیکرٹری کے عہدے کو ناظم کہا جاتا ہے۔

بزمِ اقبال کے مالی حالات دگرگوں ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ مجلّہ ''اقبال'' کی تاریخ اس اَمر کی متقاضی ہے کہ اس کا کھویا ہوا معیار بحال کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے اس مجلّے کو ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے طے شدہ معیار اور ضابطوں کی روشنی میں مرتب کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ مجلّہ باقاعدہ طور پر کمیشن کے مسلمہ تحقیقی مجلوں میں شامل کیا جا سکے۔ اس کے مقالوں کی اشاعت کو دو ریفریز کی رائے سے مشروط کیا جائے۔ اس کی ایک قومی اور بین الاقوامی مجلس ادارت ہو جس میں وہی نام نہ دوہرائے جائیں جو جامعات کے دیگر اُردو شعبوں کے مجلّات کی مجلس ادارت میں شامل ہیں اور شمارہ کی ادارت کی کارروائی کا ریکارڈ رکھا جائے تاکہ کمیشن کی شرائط پر پورا اُترا جا سکے۔

ایک ہی افراد کی ہر اقبالیاتی ادارے کی مجلسِ مشاورت یا مجلّے کی مجلس ادارت میں شمولیت سے اقبالیات پر کام کرنے والوں کا راستہ اگر ایک مجلّے کے لیے بند ہو تو سب مجلوں کے لیے بند نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے تجویز ہے کہ اگر کوئی اسکالر اقبال اور ادب سے متعلق کسی اور ادارے کی ہیئتِ حاکمہ یا مجلسِ مشاورت میں شامل ہو تو اسے بزمِ اقبال کے مجالس میں شامل نہ کیا جائے۔

کتابیات

۱۔ اختر النساء (مرتب) اشاریہ مجلّہ ''اقبال'' (اُردو)، لاہور: بزم اقبال،۱۹۹۴ء

۲۔ حسن اختر، ملک، اقبال ایک تحقیقی مطالعہ، لاہور: یونیورسل بکس، ۱۹۸۸ء

۳۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اقبال بحیثیتِ شاعر، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۷ء

۴۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اقبالیاتی جائزے، لاہور: گلوب پبلشرز، ۱۹۹۰ء

۵۔ سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اُردو میں اُصولِ تحقیق، اسلام آباد: اردو اکیڈمی،۲۰۱۲ء

۶۔ عبدالحکیم خلیفہ، فکرِ اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۵۷ء

۷۔ عبدالرؤف عروج (مرتبہ)، رجالِ اقبال، کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۸ء

۸۔ عبدالمجید سالک، ذکرِ اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، ۱۹۵۵ء

۹۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا، لاہور: بزمِ اقبال، ۲۰۰۰ء

۱۰۔ غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر، ڈاکٹر، تاریخ بزمِ اقبال (۱۹۵۰ء تا ۲۰۰۰ء)، لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۲۰۰۰ء

۱۱۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء

ضمیمہ:۱

شمارہ نمبر ۱

اقبال

مجلۂ بزم اقبال

مدیر: میاں محمد شریف

مدیر معاون: بشیر احمد ڈار

فہرست

۱۔ اقبال کی شاعری میں عشق کا مفہوم — خلیفہ عبدالحکیم — ۱
۲۔ جمال معروضی ہے یا موضوعی؟ — میاں محمد شریف — ۴۹
۳۔ ہماری قومی شاعری کا پہلا دور — غلام رسول مہر — ۶۹
۴۔ تبصرے — ۱۰۶

ناشر: بزم اقبال
۲ نرسنگھ داس گارڈن، کلب روڈ، لاہور (پاکستان)

ضمیمہ:۲
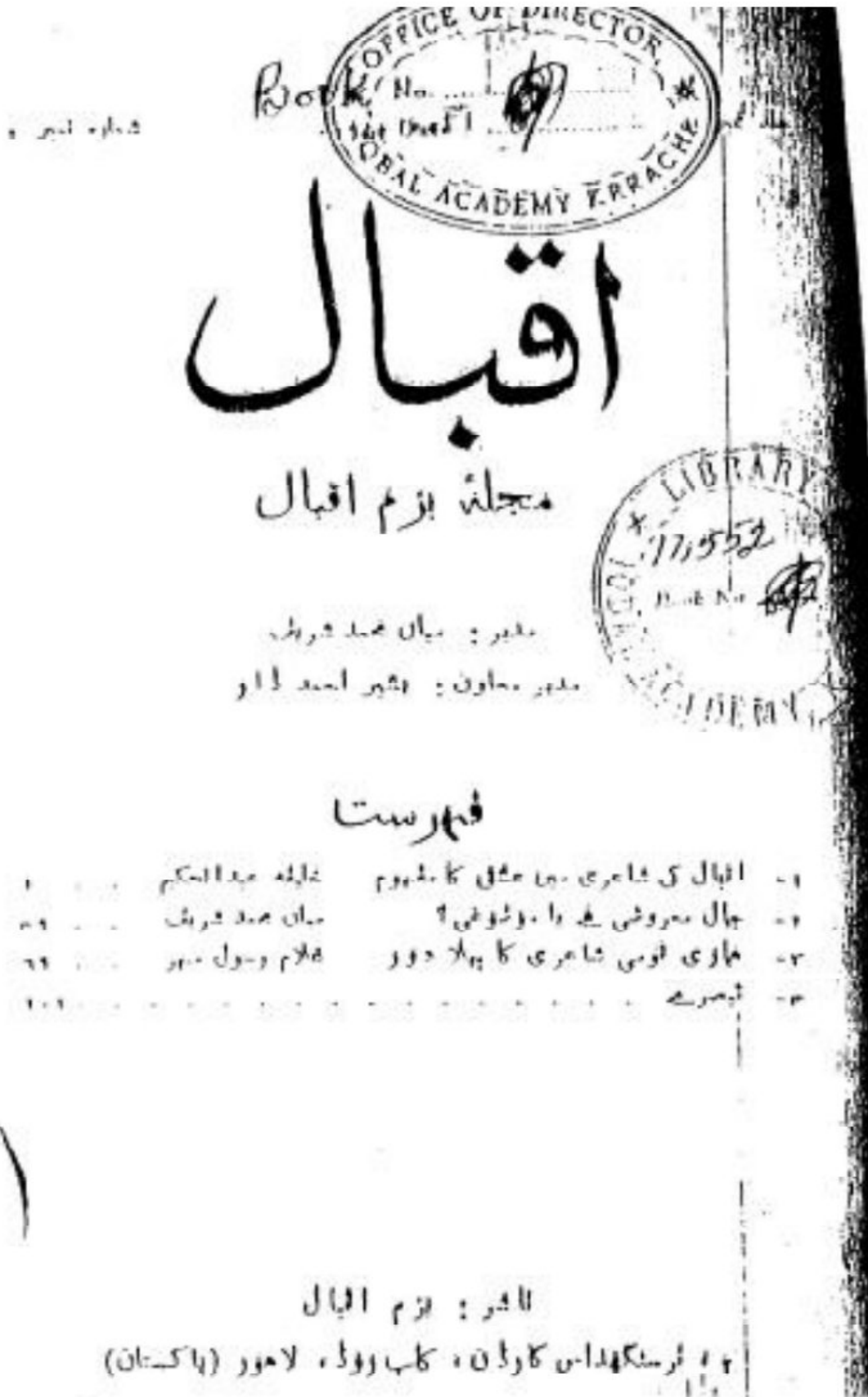
VOLUME I JULY 1952 NUMBER 1

Iqbal

A JOURNAL OF THE BAZM-I-IQBAL

Editor : M. M. SHARIF

Assistant Editor : B. A. DAR

CONTENTS

		Page
	Editorial	i
1.	What Ails the Spirit of the East? *Ch. Muhammad Ali*	1
2.	The Genesis of Iqbal's Aesthetic, *M. M. Sharif*	19
3.	The Poetry of George Herbert, *Hamid Ahmad Khan*	41
4.	Iqbal's Perfect Man, *Jamilah Khatoon*	57
5.	Socialistic Trends in Islam, *Mazharuddin Siddiqui*	65
6.	The Idea of Satan in Iqbal and Milton, *B. A. Dar*	83

PUBLISHED BY THE BAZM-I-IQBAL
2, NARSINGHDAS GARDEN, CLUB ROAD, LAHORE
(PAKISTAN)

ضمیمہ:۳۰

I am attaching to this note a copy of the Iqbal Academy Act, 1951.

A. R. Nurullah
17.5.51

D.P.I.

Iqbal Markaz
Iqbal Studycircle
Bazm-i-Iqbal

Reference H.E. 's note placed below:

The matter was placed before the Board of the Iqbal Academy in its meeting held on 30.5.51.

ضمیمہ:۴

As desired by section 19 of the bill, the Board has decided to re-name the Punjab Iqbal Academy as 'Bazm-i-Iqbal'.

With regard to the question raised in section 5 of the bill that 'the Academy shall have power to establish branches of the Academy in Pakistan', it was decided by the Board that the matter would be considered when the Central Government actually takes up this question.

This is for the information of H.E. I hope the new name meets with his approval.

[signature]
Chairman,
Bazm-i-Iqbal, Lahore.

H.E. 5/6   6/6/51

Chairman Bazm-i-Iqbal (by name)

U.O. No. GS/1190 of 6-6-51

Lay for information before the Bazm.

I have suggested some further amendments in the constitution (forwarded herewith) which will also have to be approved by the Bazm.

Asst Secy   [signature] 13/6/51

ضمیمہ:۵

ضمیمہ:۶

اشاریے

انبیائے کرامؑ وصحابہ کرامؓ

آدم علیہ السلام: ۱۴۶
ابراہیم علیہ السلام، سیّدنا: ۱۳۴، ۱۴۴
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ۱۵، ۵۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۴۱، ۱۴۵
عمر فاروقؓ، سیّدنا: ۹۴
علی المرتضیٰؓ، سیّدنا: ۱۴۵

دیگر شخصیات
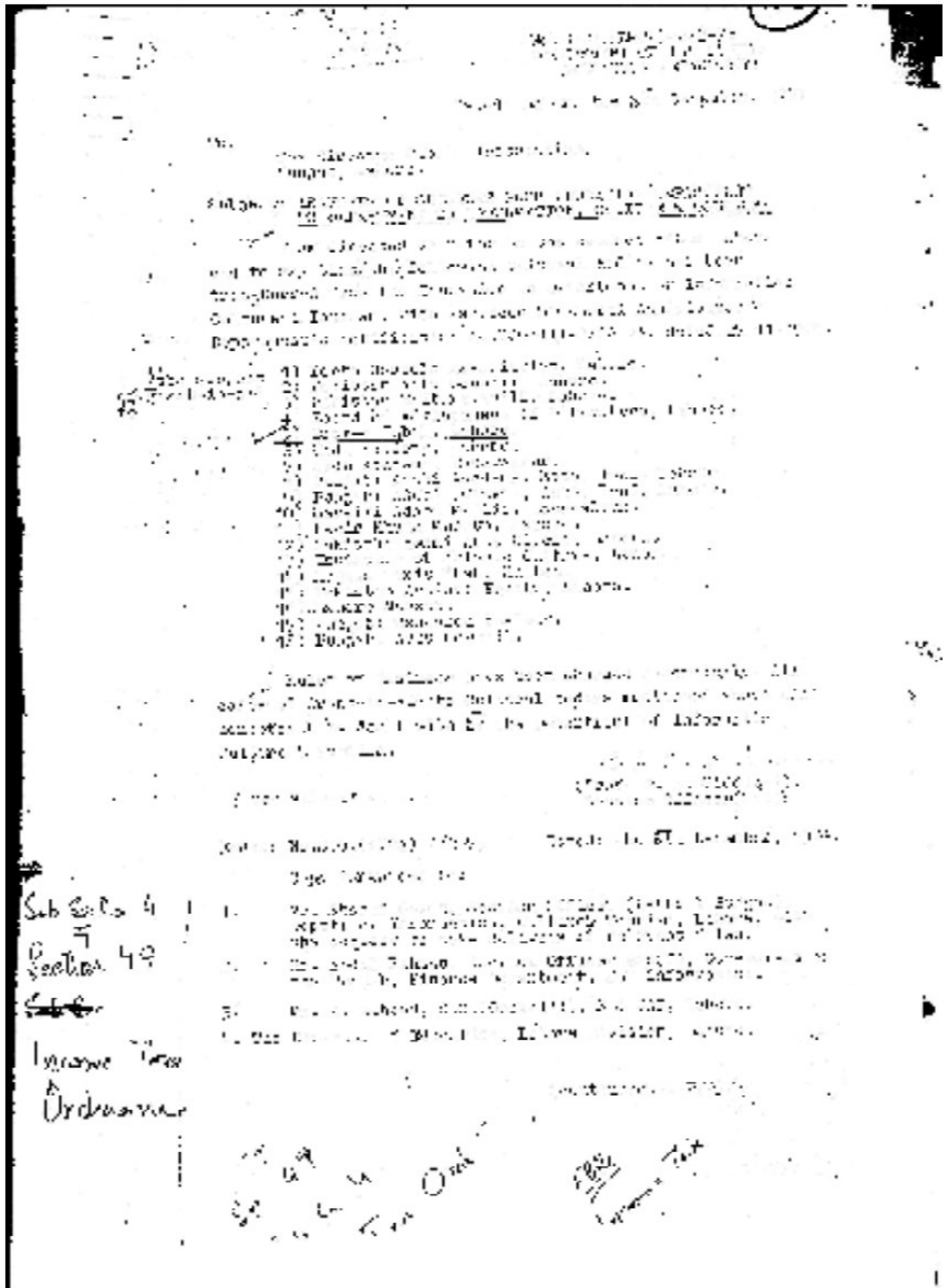
آربیری: ۹۵
آرنلڈ، پروفیسر: ۱۰۲، ۱۶۳، ۱۸۷، ۲۳۵
آصف علی چٹھہ: ۱۹۴، ۲۱۱، ۲۲۸
آصف قادری: ۱۱۱
آفتاب احمد: ۵۰
آمنہ سعید: ۲۲۹، ۱۷۳، ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۱۱، ۲۲۴
آیووا: ۱۳۲
ابتسام ٹھاکر، مسز: ۱۹۸، ۲۳۲
ابراہیم اشک: ۱۸۰، ۶۴، ۲۱۱، ۲۲۳
ابوالاعلیٰ مودودی، سیّد: ۸۱، ۹۱، ۱۴۲
ابوالحسن علی ندوی، سیّد: ۸۱، ۱۴۲
ابوالعلا گنجوی: ۱۱۷
ابوالکلام آزاد، مولانا: ۶۴، ۶۵، ۸۱، ۱۴۲، ۱۸۰، ۱۹۳، ۲۱۱، ۲۲۳، ۲۳۷
ابوحنیفہ، امام: ۸۷، ۱۹۰، ۲۲۷
احمد رضا خاں، بریلوی: ۶۵
احمد شجاع، حکیم: ۳۵
احمد فاروقی، خواجہ: ۱۲۲، ۱۷۶
احمد ناز کولگامی: ۱۵۸
احمد ندیم قاسمی ۴۳، ۳۰، ۴۲، ۴۹، ۴۶، ۵۰
اختر النساء: ۵۱، ۱۷۴، ۱۷۹، ۲۵۱
ارسطو: ۱۶۴
ارشاد شاکر اعوان: ۵، ۱۴، ۲۱۱، ۱۸۰، ۱۹۳، ۱۹۶، ۲۰۱، ۲۱۲، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۳۶
ارشد علی ڈوگر: ۱۷

ارشد محمود ناشاد: ۱۱۱، ۱۲۳، ۱۳۰، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۵، ۱۹۹، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۷، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۴

اسد اللہ: ۱۹۵، ۲۱۲، ۲۳۱

اسد نعیم منوچہر: ۱۷

اسلم بیگ، مرزا: ۹۳، ۱۸۴، ۲۱۲، ۲۳۵

اسلم کمال: ۲۱۲، ۲۰۰، ۲۳۹، ۲۴۶

اشتیاق احمد: ۱۹۶، ۲۱۱، ۲۲۵

اشرف جاوید: ۱۸۸

اشرف ڈار: ۵۰

اشرف علی تھانوی، مولانا: ۸۱

اشفاق احمد: ۴۸

اظہر اقبال اظہر: ۱۹۵، ۲۱۱، ۲۲۱، ۲۳۱

اعتزاز احسن، چودھری: ۴۵

افتخار احمد صدیقی: ۴۹، ۱۷۱، ۱۹۴، ۲۲۲، ۲۴۲

افتخار احمد: ۱۷۴

افضال احمد: ۵۰

افلاطون: ۱۶۴، ۱۶۵، ۲۰۱، ۲۱۲، ۲۲۹

اقبال احمد صدیقی: ۱۱۴

اکبر حسین قریشی: ۳۹، ۱۷۶

اکبر: ۹۱، ۱۸۴، ۱۹۸، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۱

الطاف حسین حالی: ۶۵، ۱۳۳، ۱۸۳، ۸۰،

۱۹۹، ۲۳۳، ۲۳۴

امان اللہ خان، غازی: ۱۰۰، ۱۸۶، ۲۱۵، ۲۲۷

امتیاز حسین: ۱۷۳، ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۲۴، ۲۲۸، ۲۲۹

امتیاز علی تاج، سیّد: ۳۱، ۴۶، ۴۸

امتیاز علی، ڈاکٹر خواجہ: ۴۹

امجد اسلام امجد: ۱۶۱، ۱۶۲، ۲۰۰، ۲۱۲، ۲۳۹، ۲۴۵

امجد علی شاکر: ۱۶۰، ۲۴۶، ۲۰۰، ۲۳۹

امیر خسرو: ۱۳۵

امیر مینائی: ۶۵

امین احسن اصلاحی: ۸۱

انتظار حسین: ۴۹

انوار حسین: ۳۹

انور سجاد: ۴۹

انور سدید، ڈاکٹر: ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۳۱، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۳، ۲۱۲، ۲۱۲، ۲۲۷، ۲۳۲، ۲۳۶

اورنگ زیب عالمگیر: ۱۹۳، ۲۳۶

اورنگ زیب نیازی: ۱۵۷

اے ڈی ارشد: ۱۹۸، ۲۱۱، ۲۲۶

اے کے بروہی: ۸۲

ایس اے رحمٰن، ڈاکٹر: ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸،

۴۰، ۴۱، ۴۵، ۴۷، ۷۷، ۱۸۲،
۲۱۲، ۲۳۳، ۲۳۴
ایس ایم شریف: ۳۳، ۳۵، ۳۷، ۴۷
ایس ایم عبداللہ، ڈاکٹر: ۴۲
ایم اے خلیل احمد: ۱۷۲
ایم اے مخدومی، مسٹر: ۴۲، ۴۸
ایم ایم اکرام: ۴۸
ایم ایم خلیل احمد: ۱۹۹، ۲۱۱، ۲۲۳، ۲۴۳
ایم ایم شریف، پروفیسر: ۴۰، ۴۲:
این میری شمل: ۱۹۷، ۲۴۳
ایوب خان، جنرل: ۶۴
بابر: ۱۹۰، ۲۱۵، ۲۲۷
برگساں: ۲۷
بشیر احمد، میاں: ۴۲، ۴۸
بشیر احمد ایم اے: ۱۷۰، ۱۷۳
بشیر احمد ڈار: ۲۹، ۳۹، ۴۰، ۵۰، ۵۷
بشیر شاکر، مرزا: ۲۰۰، ۲۳۹، ۲۴۵
بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر: ۱۳۱، ۱۰۸، ۱۷۳،
۱۸۸، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۳، ۲۱۲، ۲۲۱،
۲۳۰، ۲۳۱، ۲۴۱
بلیغ الدین، شاہ: ۸۱، ۱۸۳، ۲۳۳
بلیغ الرحمٰن، شاہد: ۲۱۴
بہادر محمد حسین، خان: ۴۷
بھٹو: ۶۴
بیورلے نکولس، مسٹر: ۶۹، ۱۸۱، ۲۱۲، ۲۳۲
پرویز مشرف، جنرل: ۶۴
پروین شوکت: ۴۹
پطرس: ۱۳۵
تاج محمد خیال: ۳۵، ۱۳۵
تحسین فراقی: ۵۰، ۱۳۳، ۱۸۵، ۱۹۶، ۲۱۲،
۲۲۳، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۴۴
تسکینہ فاضل، ڈاکٹر: ۱۵۷، ۱۷۲، ۱۸۰،
۱۸۸، ۱۹۸، ۲۰۱، ۲۱۲، ۲۲۳،
۲۲۶، ۲۲۷، ۲۴۲
تسنیم اختر: ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۹۱، ۱۹۵، ۱۹۷،
۲۱۲، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۳۱، ۲۴۲
تقدیس زہرہ: ۱۷۰، ۱۸۲، ۲۲۱، ۲۴۱
تنویر غلام حسین: ۱۱۱، ۱۸۹، ۲۱۲، ۲۳۱
ٹی ایس ایلیٹ: ۱۰۵، ۱۳۳
ٹیپو سلطان: ۴
ٹیگور: ۹۵
ثاقب نفیس: ۱۲۰، ۱۹۱، ۲۰۰، ۲۱۲، ۲۳۶،
۲۳۹، ۲۴۶
ثریا علوی، بیگم: ۹۳، ۹۴، ۱۸۵، ۲۱۲، ۲۳۵
جابر علی، سیّد: ۱۰۵، ۱۷۵
جاوید اصغر: ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۹۲، ۲۲۱، ۲۴۱

جاوید اقبال، جسٹس ڈاکٹر: ۷، ۴۳، ۴۴، ۴۲، ۴۵، ۱۲۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۸۳، ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۱۲، ۲۱۲، ۲۱۸، ۲۲۵، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۵، ۲۴۶

جگن ناتھ آزاد: ۱۲۱، ۱۷۶

جمال الدین افغانی: ۶۷، ۶۸، ۱۸۱، ۲۱۲، ۲۲۷

جمیل اصغر، ڈاکٹر: ۱۲۱، ۱۹۰، ۱۹۲، ۲۱۳، ۲۲۷، ۲۲۹

جواز جعفری: ۱۷۱

حافظ شیرازی: ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۹۱، ۲۱۷، ۲۲۷

حالی: ۶۵

حسن اختر، ملک: ۲۵۱

حسین دانش: ۱۱۸

حفیظ جالندھری: ۱۳۵

حق نواز خان، ملک: ۱۱۱، ۱۹۰، ۱۹۲، ۲۱۳، ۲۲۱، ۲۳۲، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵

حلاج: ۱۸۸، ۲۲۷

حمزہ فاروقی: ۱۱۱، ۱۹۷

حمید احمد خان، پروفیسر: ۴۸

خاقانی: ۱۱۷، ۱۱۸، ۲۲۷

خالد اقبال یاسر، ڈاکٹر: ۵، ۹، ۱۲، ۱۶، ۱۷

خالد الماس، ڈاکٹر: ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۱۳، ۲۲۶، ۲۳۲

خالد حبیب: ۵۱

خالد حسین راؤ: ۱۹۷، ۲۳۸، ۲۴۴

خالد مبین: ۱۵۳، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۱۳، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۳۱، ۲۳۷

خالد محمود سنجرانی: ۱۸۰، ۲۰۰، ۲۱۳، ۲۲۹

خالد ندیم، ڈاکٹر: ۱۱۱، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۸۹، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۲۹، ۲۳۶، ۲۴۲

خسرو پرویز: ۱۲۴

خشونت سنگھ: ۱۹۰، ۲۱۳، ۲۲۷

خلیق طوق آر: ۶۵، ۴۷، ۹۰، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۷۱، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۱۳، ۲۲۳، ۲۲۷، ۲۳۰، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۵

خورشید احمد، پروفیسر: ۸۰، ۱۸۳، ۲۱۳، ۲۳۳

خورشید رضوی، ڈاکٹر: ۱۳، ۱۹۵، ۲۱۳، ۲۲۹

دادا بھائی نوروجی: ۱۷

داغ دہلوی: ۸۶

داؤدی: ۲۶

دین محمد شفیقی، عہدی پوری: ۷۷، ۷۷، ۱۸۲، ۲۱۳، ۲۳۴

ڈینی سن راس، سر: ۱۹۷، ۲۱۳، ۲۳۷
ذوالفقار علی خان: ۱۴۷
ذیشان تبسم: ۱۷۱، ۱۹۳، ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۴۲
رابرتو زیلو یلونی: ۱۴۳
رابعہ سرفراز: ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۸۷، ۲۱۳، ۲۲۱، ۲۳۰، ۲۴۱
راجا جنید: ۲۲
راشد حمید، ڈاکٹر: ۱۹۰، ۱۹۱، ۲۱۳، ۲۲۴، ۲۲۸
راغب احسن، مولانا: ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۳۳، ۷۵، ۱۸۲، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۲۶
رستم علی کیانی: ۱۳۵
رشید جالندھری، ڈاکٹر: ۱۳
رضی الدین صدیقی: ۲۱۷
رفعت سلطان، صاحبزادہ: ۱۳۵
رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: ۸۶، ۱۱۱، ۱۴۲، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۳، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۱۳، ۲۲۳، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۳۱، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۵۱
رفیق احمد، ڈاکٹر: ۱۳۱
روبینہ شاہین، ڈاکٹر: ۱۰۶، ۱۸۷، ۲۱۳، ۲۲۱
روم، مولانا: ۹۶
ریاض احمد قادری: ۱۷۰
ریاض احمد: ۲۲
ریاض چودھری: ۵۱
ریفائل: ۱۶۴
رینالڈ اے نکلسن: ۱۵۸
رینان ابن رشد: ۱۷۴
رینان: ۶۷، ۶۸، ۱۸۱، ۲۲۷
زاہد، رانا: ۲۲
زاہد خیری: ۲۳۵
زاہد منیر عامر، ڈاکٹر: ۱۸۶، ۲۰۰، ۲۳۲
زبیر ایم اے ہزاروی: ۱۰۳
زروان: ۹۶، ۱۸۵، ۲۱۶، ۲۲۳
زیب النساء: ۱۷۱
زیڈ اے سلہری: ۶۲
سپنگلر: ۱۲۴
سجیلا نوید: ۵۰
سراج الدین، پروفیسر: ۴۸
سرسیّد احمد خان: ۶۵، ۶۵
سروجنی نائیڈو: ۹۵
سعید اکرم: ۱۶۳، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۹۴، ۲۰۱، ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۴۲، ۲۴۳
سفیر حیدر: ۱۷۱، ۱۹۵، ۲۱۳، ۲۴۲، ۲۲۲

سکندر حیات میکن: ۱۵۶، ۱۷۱، ۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۹، ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۲۶، ۲۳۲، ۲۴۲، ۲۴۳
سلطانہ بخش، ڈاکٹر: ۲۵۱
سلیم اختر، ڈاکٹر: ۴۵، ۳۱، ۵۰، ۵۱، ۷۰، ۱۷۴، ۱۸۱، ۲۳۴
سلیم اللہ شاہ: ۱۱۱، ۱۴۱، ۱۷۳، ۱۸۹، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۱۴، ۲۲۴، ۲۳۳، ۲۳۳، ۲۴۳
سلیمان ندوی، سیّد: ۸۱، ۱۴۲
سہیل احمد خان: ۴۹
شافعی، امام: ۸۷
شاہ بانو شاہد: ۱۹۶، ۲۳۷، ۲۴۴
شاہد اقبال کامران، ڈاکٹر: ۹، ۱۵، ۱۶، ۱۸۸، ۲۲۴
شاہد حسین رزاقی: ۱۹۸، ۲۱۴، ۲۲۶
شاہد لطیف ہاشمی: ۲، ۱۷
شاہدہ یوسف: ۲۰، ۲۲، ۶۸، ۱۷۳، ۱۸۱، ۱۹۰، ۲۰۱، ۲۱۴، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۴۳
شائستہ ہاشمی: ۲۲
شبلی نعمانی، علامہ: ۹۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۴۲، ۱۹۰، ۱۹۹، ۲۲۸، ۲۳۳
شبیر احمد عثمانی: ۸۱
شروان: ۱۱۷
شریف کنجاہی: ۶۹، ۱۸۱، ۲۱۴، ۲۳۰
شعیب بن عزیز: ۴۹
شفیق احمد: ۲۰۰، ۲۳۸، ۲۴۵
شفیق، ڈاکٹر: ۱۹۵
شکور حسین یاد: ۲۱۴
شکیل احمد: ۵۰
شگفتہ بیگم، ڈاکٹر: ۹۳، ۹۹، ۱۸۴، ۱۸۶، ۲۱۴، ۲۲۳، ۲۲۴
شمس الحسن، سیّد: ۱۸۶، ۲۳۵
شمس الدین، مولانا: ۱۳۵
شہزاد احمد: ۵۰
شورش کاشمیری: ۱۳۵
شوق نیموی: ۶۵
شوکت سبزواری، ڈاکٹر: ۶۷، ۱۸۲، ۲۱۴، ۲۳۰
شیبانی، امام محمد: ۸۷
شیریں: ۱۲۴، ۱۲۵
شیکسپیئر: ۱۵۳، ۱۸۸، ۲۲۷
صابر کلوروی، ڈاکٹر: ۶، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۹۲، ۲۱۸، ۲۳۷، ۲۴۴
صابر لودھی: ۱۷۶
صائمہ علی: ۱۹۵، ۲۱۴، ۲۳۵
صبا مرزا: ۱۹۱، ۱۹۶، ۲۱۴، ۲۳۷، ۲۴۴

صفدر محمود، ڈاکٹر: ۴۵، ۱۳۱
صفدر میر، پروفیسر: ۴۲، ۴۹
صفیہ مشتاق: ۱۸۹، ۲۱۴، ۲۳۲
صلاح الدین احمد، مولانا: ۴۲، ۴۸، ۱۲۰، ۱۳۵، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۹۳، ۲۱۶، ۲۲۲، ۲۴۲
ضیاء الحسن: ۱۹۲، ۲۲۸
ضیاء الحق، جنرل: ۶۴، ۸۲، ۱۹۰
ضیاء الدین احمد: ۶۷، ۱۸۱، ۲۱۴، ۲۲۰
طارق اقبال پوری: ۱۹۰
طارق حبیب: ۱۹۳، ۲۳۷
طارق محمود: ۴۵
طالب حسین بخاری: ۵، ۲۱
طالب حسین ہاشمی: ۱، ۲، ۵، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۲۲
ظفر اقبال، شیخ: ۱۳۵
ظفر علی خاں، مولانا: ۳۵، ۱۰۰، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۸۶
ظہور (فکشن ہاؤس لاہور): ۲۲
ظہور احمد مخدومی: ۱۲۰، ۱۹۲، ۲۱۴، ۲۲۵
ظہور الدین احمد: ۱۸۶، ۲۱۴، ۲۲۱
ظہیر احمد بابر: ۱۵۹، ۲۰۰، ۲۳۹، ۲۴۵
عابد علی عابد، سیّد: ۴۸
عارفہ سیّدہ، ڈاکٹر: ۳۱، ۴۹
عامر اقبال صدیقی: ۱۹۳، ۱۹۴
عباد اللہ فاروقی: ۱۹۸، ۲۱۵، ۲۲۹
عبادت بریلوی، ڈاکٹر: ۱۱۴
عبدالجبار شاکر، پروفیسر: ۳۱، ۱۹۰، ۱۹۴، ۲۱۵، ۲۱۵، ۲۲۷، ۲۳۳
عبدالحق، ڈاکٹر: ۱۱۵، ۱۲۱، ۱۷۶، ۱۸۰، ۱۹۰، ۲۰۱، ۲۱۴، ۲۲۶، ۲۲۸
عبدالحکیم، ڈاکٹر خلیفہ: ۳۵، ۳۷، ۴۲، ۴۷، ۲۵۱
عبدالحمید دستی، سردار: ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۵
عبدالحمید کمالی: ۷۰، ۸۷، ۹۵، ۱۰۲، ۱۷۰، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸۷، ۱۹۹، ۲۱۴، ۲۱۷، ۲۲۱، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۴۱
عبدالخالق، ڈاکٹر: ۴۵
عبدالرب نشتر، سردار: ۳۳، ۳۴، ۳۷
عبدالرحمٰن، شیخ: ۴۴
عبدالرحمٰن طارق، خواجہ: ۱۱۱، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۳، ۲۰۱، ۲۱۵، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۳۸، ۲۴۵
عبدالرزاق قریشی: ۱۳۲
عبدالرشید فاضل: ۱۵۸
عبدالرؤف رفیقی: ۱۸۶، ۲۱۵، ۲۲۷
عبدالرؤف عروج: ۵۱، ۲۵۱
عبدالشکور احسن، ڈاکٹر: ۳۰، ۳۳، ۴۳، ۴۹
عبدالطیف خان، ملک: ۴۸

عبدالغفار قاضی: ۴۷، ۱۸۲، ۲۱۴، ۲۲۱
عبدالغنی نیازی: ۱۹۸، ۲۲۶
عبدالغنی، ڈاکٹر: ۴۷، ۹۹، ۱۸۶، ۲۱۵، ۲۲۸
عبدالقادر، سر شیخ: ۷، ۱۴۴، ۱۹۷، ۲۱۴، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۴
عبدالقیوم: ۱۳۵
عبدالکریم قاسم: ۱۸۹، ۲۳۶
عبداللہ چغتائی، ڈاکٹر: ۳۹
عبداللہ طارق: ۵۱
عبداللہ قادری، سیّد: ۲۳۹
عبداللہ قریشی، مولوی: ۴۹
عبداللہ، ڈاکٹر سیّد: ۲۴، ۴۸، ۷۰، ۷۷، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۴۲، ۱۴۲، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۹۱، ۱۹۷، ۲۱۲، ۲۱۵، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۷، ۲۳۳، ۲۴۲
عبدالمجید سالک: ۱۷۵، ۲۵۱
عبدالمغنی، ڈاکٹر: ۱۷۵، ۱۸۲، ۲۱۴، ۲۲۳
عبدالواحد معینی: ۱۷۲، ۱۹۸، ۲۱۴، ۲۲۲، ۲۴۲
عبدالوحید، خواجہ: ۲۴، ۲۰۱، ۲۱۵، ۲۲۸
عبیدالرحمٰن: ۲۲
عثمان: ۲۶
عرفان صدیقی: ۱۸۳، ۲۱۵، ۲۳۴، ۲۴۴
عروبہ صدیقی: ۱۹۳، ۱۹۷، ۲۱۵، ۲۲۹،

۲۳۳، ۲۴۳
عزادار حسین جواز: ۱۷۱
عزیز ابن الحسن: ۱۷۱
عزیز احمد: ۱۴۵، ۱۷۶
عظمیٰ سیٹھی: ۱۹۹، ۲۱۴، ۲۲۱
علم الدین سالک، مولانا: ۴۲، ۴۸
علی بابا تاج: ۱۹۶، ۲۱۴، ۲۲۵
علی محمد خان: ۱۹۴، ۲۱۵، ۲۳۳
علی نہاد تارلان: ۹۰، ۱۸۴، ۲۲۷
عنایت اللہ نسیم سوہدروی: ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۹۰، ۲۱۲، ۲۲۷
عندلیب شادانی: ۱۹۶
غالب، مرزا: ۹۷، ۱۱۸، ۱۹۱، ۲۲۷، ۲۳۶
غزالی، امام: ۱۹۳، ۲۱۲، ۲۲۸
غلام رسول ملک: ۲۰۱
غلام السیّدین: ۱۷۴
غلام بشیر اسد: ۱۷۳
غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: ۷، ۳۱، ۴۶، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۶۱، ۶۶، ۷۱، ۷۹، ۸۳، ۸۷، ۹۷، ۹۸، ۱۰۳، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۷۰، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۸، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۳، ۲۲۷،

۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴،
۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۵، ۲۵۱
غلام رسول ملک: ۱۶۲، ۱۷۳، ۱۹۸، ۲۱۵،
۲۲۱، ۲۲۶
غلام رسول مہر، مولانا: ۱۹۷، ۲۱۷، ۲۲۸
غلام شبیر احمد: ۲۱۵، ۲۳۳، ۲۴۳
غلام شبیر اسد: ۱۹۲، ۱۹۵، ۲۱۵، ۲۲۲، ۲۴۲
غلام علی اینڈ سنز: ۱۷۶
غلام مصطفیٰ تبسم، صوفی: ۴۳، ۴۸
غلام یٰسین ، رانا: ۱۲۴، ۱۷۳، ۱۹۳، ۱۹۶،
۲۱۳، ۲۲۸، ۲۳۷، ۲۴۴
فاروق عزیز، ڈاکٹر: ۱۱۰، ۱۸۸، ۱۹۱، ۱۹۳،
۲۱۵، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۸
فاطمہ جناح، مس: ۱۶۱
فتح محمد ملک، پروفیسر: ۳۰، ۴۹
فخر الحق نوری، ڈاکٹر: ۱۵۷
فخر محمد ماجد، راجہ: ۳۰
فرانس، سر: ۹۵
فرائڈ: ۱۹۹، ۲۱۳، ۲۲۶
فرہاد: ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۹۳، ۲۱۳، ۲۲۸
فرید، مولانا: ۱۳۵
فضل احمد حبیبی: ۶۹
فضل الرحمٰن، ڈاکٹر: ۸۱
فیروز الدین احمد: ۳۷، ۱۸۱، ۲۱۵، ۲۳۴
فیروز الدین رازی: ۱۳۵
فیض احمد فیض: ۱۹۷، ۲۱۵، ۲۳۷
قابل اجمیری: ۱۸۶، ۲۱۸، ۲۲۷
قاسم محمود احمد: ۱۹۲، ۱۹۵، ۲۱۵، ۲۲۹،
۲۳۷، ۲۴۴
قمر سلطانہ: ۱۲۸، ۱۷۲، ۱۹۴، ۱۹۶، ۱۹۹،
۲۰۰، ۲۰۱، ۲۱۵، ۲۲۳، ۲۲۵،
۲۲۶، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۴۳
قیوم نظر، پروفیسر: ۴۸
کرامت حسین جعفری: ۱۳۴، ۱۳۵
کرامت علی خان: ۴۵
کریم الدین احمد: ۴۶
کشن پرشاد، سر: ۱۹۲، ۲۱۷، ۲۲۷
کلثوم سلیم، مسز: ۱۸۶، ۱۸۸، ۲۲۴، ۲۳۰
کوکب شادانی: ۱۵۸
کولرج: ۱۳۳
کے ایم اعظم: ۷۵، ۸۷، ۸۹، ۱۸۲، ۱۸۳،
۱۸۴، ۲۱۵، ۲۳۴، ۲۳۵
کے بی محمد حسین: ۳۵
گاندھی: ۹۵
گلشن طارق، ڈاکٹر: ۱۴۷
گوہر نوشاہی، ڈاکٹر: ۱۷۴، ۳۰، ۵۱

گوئٹے: ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۴۵، ۱۸۸، ۲۱۶، ۲۲۴
گیان چند، ڈاکٹر: ۲۵۱
لطف الرحمٰن فاروقی: ۱۹۲، ۲۱۵، ۲۲۹
لطیف ساحل: ۱۹۵، ۲۱۵، ۲۲۵
لودھی، پروفیسر: ۱۳۵
لینن: ۱۸۴، ۲۳۵
مجید نظامی: ۴۹
محمد آصف، ڈاکٹر: ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۴۴، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۰۱، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۴۲
محمد آصف اعوان، ڈاکٹر: ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۱، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۴، ۲۳۶، ۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۶
محمد آصف قادری: ۱۰۴، ۱۸۷، ۲۱۶، ۲۲۴
محمد ابراہیم: ۱۱۸
محمد احمد غازی: ۱۸۳
محمد اسلم، پروفیسر: ۴۸
محمد اسلم انصاری، ڈاکٹر: ۶۷، ۹۶، ۹۷، ۱۳۱، ۱۶۴، ۱۷۶، ۱۸۱، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۵، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۱۲، ۲۱۶، ۲۲۳، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۸، ۲۴۵
محمد اسلم بھٹی: ۱۳۴، ۱۵۲، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۳۳، ۲۳۷، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴
محمد اشرف ڈار: ۳۰
محمد اعجاز الحق: ۱۵۲، ۱۹۸، ۲۰۱، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۲۶، ۲۳۲
محمد افتخار شفیع: ۱۴۳، ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۱۶، ۲۲۵، ۲۲۸
محمد اکبر، میاں: ۱۳۵
محمد اکرام: ۲۲۸
محمد اکرم اکرام، سیّد: ۳۱، ۴۵، ۸۹، ۹۲، ۱۰۰، ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۸، ۲۱۶، ۲۲۴، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۵
محمد اکرم رضا: ۲۱۱، ۲۲۱
محمد اکرم: ۱۷۳، ۲۲۹
محمد الدین فوق: ۲۱۷، ۲۳۵
محمد الدین: ۱۸۵
محمد امجد تھانوی: ۱۸۶، ۲۲۴
محمد ایوب، ڈاکٹر: ۱۷۳
محمد ایوب لِلّٰہ: ۱۱۸، ۱۹۱، ۱۹۲، ۲۱۷، ۲۲۷، ۲۳۳، ۲۴۳
محمد بخش، میاں: ۱۹۴، ۲۱۱، ۲۲۸
محمد جہانگیر خان، ڈاکٹر: ۳۰، ۳۱، ۳۵، ۳۶،

۴۲، ۴۶، ۴۷، ۵۰
محمد حسین، چودھری: ۳۶، ۱۲۰، ۱۹۱، ۲۳۶
محمد حسین، میاں: ۳۵
محمد حمزہ فاروقی: ۱۱۱، ۱۴۶، ۱۵۲، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۱۷، ۲۲۸، ۲۳۱، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۵
محمد حمید اللہ، ڈاکٹر: ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۷، ۸۸، ۱۳۵، ۱۸۳، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۳۳
محمد حنیف شاہد، پروفیسر: ۱۳۱، ۱۵۱، ۱۴۰، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۳، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۴، ۲۴۶
محمد خان جونیجو: ۲۴۵، ۱۸۹، ۲۳۸
محمد دین تاثیر، ڈاکٹر: ۳۵، ۳۶، ۴۷
محمد دین فوق: ۹۷
محمد ذکریا، ڈاکٹر خواجہ: ۳۱، ۴۹، ۹۷، ۹۱، ۱۱۱، ۱۷۰، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۹، ۱۹۵، ۲۱۳، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۵، ۲۴۱
محمد رضی الدین صدیقی: ۷۰، ۱۸۱، ۲۳۳
محمد رفیع الدین، ڈاکٹر: ۳۹، ۱۹۲، ۲۳۳
محمد رفیق تارڑ، صدر: ۱۶۰، ۱۹۹، ۲۱۸، ۲۳۸، ۲۴۵
محمد زاہد اعوان: ۱۹۷، ۲۱۸، ۲۳۸، ۲۴۴
محمد سعید شیخ، پروفیسر: ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۴۹، ۵۰
محمد سلیم: ۱۹۲، ۲۱۷، ۲۲۷
محمد شاہد حنیف: ۲، ۱۷، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۹۰، ۲۳۸، ۲۴۵
محمد شریف، میاں: ۲۹، ۳۱، ۴۷، ۵۰، ۷۷، ۱۸۲، ۲۱۲، ۲۳۳، ۲۳۴
محمد شفیع، ڈاکٹر مولوی: ۴۲، ۴۷، ۸۱
محمد شفیق اعوان: ۱۴۲، ۱۹۶، ۲۱۶، ۲۲۵
محمد شفیق عجمی: ۱۷۱، ۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۲۹، ۲۲۹، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۴، ۲۳۲، ۲۳۳
محمد صفدر میر: ۳۰
محمد عارف خان: ۱۰۱، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۴، ۱۹۶، ۲۱۶، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۸، ۲۳۱
محمد عامر اقبال صدیقی: ۱۲۶، ۱۲۹، ۱۴۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۰۰، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۹، ۲۴۶
محمد عبدالغنی نیازی: ۲۱۶
محمد عبداللہ قادری: ۲۰۰، ۲۱۸، ۲۴۶
محمد عبداللہ قریشی: ۱۳۵، ۱۷۸
محمد عثمان، پروفیسر: ۲۹، ۳۰، ۴۲، ۴۶، ۵۰،

۴۹، ۱۷۶
محمد عثمان، میئر: ۲۶
محمد عزیز قریشی، میاں: ۱۲۰، ۱۷۰، ۱۷۳،
۱۹۳، ۲۱۶، ۲۲۲، ۲۴۲
محمد علی، چودھری: ۲۶
محمد علی جناح، قائداعظم: ۲۴، ۲۵، ۲۷،
۳۳، ۳۴، ۶۱، ۶۳، ۶۹، ۷۰، ۷۱،
۸۰، ۸۳، ۸۴، ۸۷، ۹۷، ۹۸، ۱۱۳،
۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۴،
۲۱۲، ۲۱۷، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۳۱،
۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵
محمد علی خان: ۴۵
محمد علی صدیقی: ۹۵، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۸۵،
۲۱۴، ۲۲۱، ۲۴۱
محمد عمران مبارک: ۱۷
محمد فخر الحق نوری: ۵۰
محمد مظفر مرزا: ۵۰، ۱۱۱، ۱۳۰، ۱۸۹، ۱۹۴،
۲۱۷، ۲۳۱، ۲۳۶
محمد منور، پروفیسر مرزا: ۷، ۳۰، ۴۳، ۴۹،
۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۷۱،
۱۷۳، ۱۷۶، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۵،
۱۹۶، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۳۶،
۲۳۷، ۲۴۲، ۲۴۴
محمد نعیم بزمی، ڈاکٹر: ۳۱، ۳۲، ۱۰۱، ۱۲۰،
۱۲۴، ۱۲۷، ۱۴۷، ۱۵۷، ۱۷۱،
۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۶، ۱۸۷،
۱۸۸، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۷،
۱۹۹، ۲۰۱، ۲۱۶، ۲۲۲، ۲۲۲، ۲۲۳،
۲۳۰، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳،
۲۳۸، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۵
محمد ہارون قادر: ۱۹۴، ۱۲۷، ۱۳۵، ۱۹۶،
۲۱۶، ۲۱۸، ۲۲۵، ۲۳۷، ۲۴۴
محمد یوسف حسن، حکیم: ۱۷، ۵۱، ۵۲
محمود احمد غازی، ڈاکٹر: ۱۷۰، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۴۱
محی الدین فوق: ۹۷
مختار مسعود: ۴۸
مزمل حسین: ۱۳۳، ۱۹۶، ۲۱۷، ۲۳۱
مسعود احمد: ۱۷۶
مسعود اختر، میجر: ۱۳۵
مسعود اصغر: ۱۹۹، ۲۱۷، ۲۳۴
مشتاق احمد گنائی: ۱۸۰، ۱۹۸، ۲۰۱، ۲۱۶،
۲۲۶، ۲۳۲
مشفق خواجہ: ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۸۵، ۱۹۰، ۲۳۵،
۲۳۸، ۲۴۵
مشکور حسین یاد، سیّد: ۶۶، ۶۸، ۱۸۰، ۱۸۱،
۲۲۳، ۲۳۰

مظفر حسین برنی: ۱۹۶، ۲۱۶، ۲۲۱
مظفر حسین: ۵۷، ۸۰، ۹۰، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۲۷، ۲۳۴، ۲۳۴
مظفر حسین، چودھری: ۶۲، ۸۸، ۱۷۵، ۱۸۰، ۲۲۳، ۲۳۵
مظفر علی سیّد: ۱۰۶، ۱۸۷، ۲۱۳، ۲۲۱
مظہر اقبال شاہ: ۱۷
مظہر حسین: ۲۱۸، ۲۳۶
مظہر معین، ڈاکٹر: ۱۸۹، ۱۹۹، ۲۱۸، ۲۳۷
معشوق یار جنگ: ۱۷۴
معین نظامی، سیّد: ۱۰۰، ۱۸۶، ۱۹۳، ۲۱۷، ۲۳۰، ۲۳۷
مقاصدِ اقبال: ۱۷۲، ۱۷۳، ۲۲۲، ۲۴۲
ملٹن: ۹۶
ممتاز منگلوری: ۱۱۱، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۱۷، ۲۳۵
ممدوٹ دولتانہ: ۳۳
منظور الٰہی: ۴۸
منظور حسین، خواجہ: ۴۰
منظور حسین سیال: ۲۰۰، ۲۱۸، ۲۳۹، ۲۴۵
منوچہر، سیّد: ۴۵
منیب اقبال: ۳۱، ۲۰۰، ۲۳۲
منیب: ۱۶۲
منیبہ خانم: ۱۸۴، ۲۱۷، ۲۳۰
منیر احمد خاں، ڈاکٹر: ۵۷، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۵، ۲۱۷، ۲۲۸
منیر احمد مغل، ڈاکٹر: ۱۹۷، ۲۰۰، ۲۱۶، ۲۲۵، ۲۳۹، ۲۴۵
منیر احمد یزدانی: ۵، ۱۶، ۲۱
مہر: ۱۴۷
مولانا کلیم: ۱۳۵
میر حسن، مولوی: ۱۶۳
میر غلام بھیک نیرنگ: ۱۸۲، ۲۱۷، ۲۲۶
میرزا ادیب: ۱۳۵، ۱۹۱، ۲۳۶
ناصر الرحمٰن: ۲۲
ناصر زیدی: ۲۰۰، ۲۳۲
ناصر عباس نیر، ڈاکٹر: ۱۸۷، ۲۱۸، ۲۲۴
ناصرہ اقبال، جسٹس: ۱۶۲
نامدار خان، پروفیسر: ۴۸
نایلہ انجم: ۱۹۴، ۲۱۸، ۲۲۵
نذر احمد قریشی: ۱۳۵
نذر عابد: ۱۲۳، ۱۹۲، ۲۱۸، ۲۳۷، ۲۴۴
نذر وحید: ۱۷۲، ۱۹۹، ۲۲۳، ۲۴۳
نذیر احمد، سیّد: ۱۳۵
نذیر نیازی، سیّد: ۳۰، ۳۵، ۳۵، ۳۷، ۴۲، ۴۷، ۱۷۵
نسیم امروہوی: ۱۴۵، ۱۷۶

نسیم بانو: ۱۵۷
نسیم حسن، شیخ: ۲۵، ۳۴، ۳۵، ۳۷، ۴۴
نصیر احمد زار: ۱۳۵
نصیر احمد ملہی، چودھری: ۴۴
نطشے: ۲۷، ۱۰۹، ۱۸۷، ۲۲۴
نعیم احمد: ۱۸۴، ۲۱۸، ۲۳۵
نعیم اختر مرزا: ۲۲
نعیم صدیقی، مولانا: ۱۴۳
نکلسن: ۹۵
نگہت صدیق، مسز: ۵۰
نہرو: ۹۵
نور محمد، شیخ: ۱۲۰
نور محمد قادری، سیّد: ۲۱۸، ۲۳۹، ۲۴۶، ۲۰۰
نوشین رشید: ۱۸۵، ۲۲۳
نوید احمد گل: ۱۲۲، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۲۱۸، ۲۳۱، ۲۳۶
ہٹلر: ۱۱۰
ہمایوں: ۴۸
وحید الرحمٰن خان، ڈاکٹر: ۱۱۱، ۱۱۷، ۱۳۱، ۱۸۶، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۱۸، ۲۲۷، ۲۲۷، ۲۳۱
وحید عشرت، ڈاکٹر: ۱۱۳، ۱۲۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۴، ۲۱۸، ۲۲۵، ۲۲۷، ۲۳۶
وحید قریشی، ڈاکٹر: ۳۰، ۴۶، ۴۹، ۵۰، ۵۲، ۱۱۴، ۱۵۶، ۱۵۷
وزیر آغا، ڈاکٹر: ۴۹
وقار عظیم، سیّد: ۴۸
ولید انور: ۱۶۲، ۱۹۹، ۲۱۸، ۲۲۶
ولیم بٹلر ئیٹس: ۱۰۵
ولیم شیکسپیئر: ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۸۸، ۱۹۸، ۲۰۱، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۲۶، ۲۳۲
یو کرامت، پروفیسر: ۴۷
یوسف جمال: ۴۸
یوسف حسن، حکیم: ۲۵
یوسف: ۱۶۲
Anwar Beg: ۲۰۷
Aalia Sohail Khan: ۲۰۴، ۲۰۹
Abdul Aziz Al Saud: ۱۶۶
Dr,Abdul Ghani: ۸۲، ۱۰۲، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸
Abdul Hameed Kamali: ۸۷، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹
Abdul Quddous Al Ansari: ۱۶۶
Abdullah Al Faisal: ۱۶۶
Abdullah Mubasher Al Terazi: ۱۶۷
Abid Yasher Kodjak: ۲۰۵
Abul Hassan Ali Nadvi: ۱۴۸، ۱۷۷

۹۸:Agha Khan
۲۰۴ ، ۲۰۳:Ahmad Shawaqi
۱۶۶:Ahmed Mohammad Jamal
۲۰۵: Dr,Ahmet Albayrak
Al Sheikh Ahmed Ibrahim Al
۱۶۶:Chazawi
۱۵۵:Alamgir
۲۰۶، ۹۰: Dr,Amjad Saeed
۲۰۷:Anne Marie Schimmel
۱۶۹: Professor,Arnold
۲۰۸،۲۰۶،۱۷۷، ۱۰۲: Arberry.Arthur J
۱۶۵: Dr,Asad
۲۰۵ ، ۸۰:Dr,Aslam Ansari
۲۰۴:Ataturk
۱۵۵:Aurangzeb
۱۶۹:Azad
۱۷۷: Dr.B.A
۲۰۷:Bashatat Ali.M
۲۰۳ ، ۷۲:Beverley Nicholas
۱۳۷: Professor,Brown
۱۶۹:Dagh
۱۷۵:Don Shiochi
۱۶۸: Nawab,Fasihul-Mulk
، ۲۰۸:Ghulam Hussain Zulfiqar
۲۰۹،۲۰۸،۲۰۶،۱۱۵،۱۱۴،۱۰۱
۲۰۳ ، ۷۳:Ghulam Sarwar
۲۰۷:Goethe
۹۵: Professor,Gul
،۲۰۵ ،۹۴ ، ۷۸:Gulnihal Kilken
۲۰۷،۲۰۶
۲۰۴: M.Hadi Hussain
۱۶۹:Hali
،۲۰۴ ،۷۳ ،: Dr,Halil.Toker
۱۶۶:Hassan Abdul Hai Gazaz
۲۰۸،۲۰۴،۲۰۳ ، ۶۹:Huseyin Yazici
۲۰۵:Ibrahim Emiroglu
۲۱۰ ، ۱۵۴:IBtasam Thakur
۲۰۷:Jagan Nath Azad
۱۳۷:Jamal-ud-Din Afghani
۲۰۵ ، ۷۷:Jamilah Khatoon
۲۱۰ ، ۱۷۷: Dr,Javed Iqbal
۱۷۷:John Murray
۲۰۷:Justice Aftab
۲۰۴:K.M.Azam
۷۳:Kemal Ataturk
۹۰: Dr,Khawaja
۱۷۷:M.A.kidwai
۹۶:M.Bashatat Ali
۲۰۴:M.M.Sharif
۲۰۹:Mahbub Murshid

۱۶۶:Mahmood Arif

۲۰۴:Mazharuddin Siddiqui

۱۶۷:Merza Arshad Gorgani Dehlawi

۱۶۸، ۱۴۸: Sayyid,Mir Hassan

۱۶۸:Mirza Dagh

۱۶۶:Muarri

۱۶۷:Muhammad Abdul Qadir

،۷۳ ، ۷۲:Muhammad Ali Jinnah
،۲۰۵،۲۰۴،۲۰۳،۱۱۴،۱۰۴،۹۸
۲۰۸،۲۰۶،۲۰۵

۲۰۳ ، ۷۲:Muhammad Ali Siddiqui

۲۰۴: Ch,Muhammad Ali

۹۸: Molna,Muhammad Ali

۲۰۸، ۱۰۴: Dr,Muhammad Asif Awan

۲۰۹:Muhammad Asif Qadri

۱۶۶:Muhammad Bin Sad Bin Husain

، ۷۳:Muhammad Hanif Shahid
۲۱۰،۲۰۴،۱۷۷،۱۶۵،۱۴۸

۱۶۶:Muhammad Hassan Awwad

۱۶۶:Muhammad Hassan Faki

۲۱۰، ۲۰۹:Muhammad Muzaffar Mirza

۱۶۶:Muhammad Omar Tawfiq

۲۰۷:Muhammad Raza Kazmi

۱۶۶:Muhammad Saeed Al Amoudi

۲۰۹:Muhmmad Munnwar Mirza

۸۸، ۲۰۶:Mujibur Rehman

۲۰۴:Naim Siddique

۲۰۸،۱۱۵، ۱۱۴:Nuriya Bilik

of Prose and Poetry The Reading
۱۷۵:the Text

۲۰۶، ۸۹:R.A.Nicholson

۲۰۴،۲۰۳، ۷۲: Dr,Rafique Ahmad

۲۱۰، ۱۶۷:Riaz Ahmad Chaudhary

۱۶۶:Riaz Al Khateeb

۱۷۶:Roberto Zavoleoni

۲۰۷،۲۰۵،۹۵، ۹۴: Molna,Rumi

۲۰۹، ۱۲۷: Rahman.S.A

۲۰۳، ۷۲: Dr,S.M.Zaman

۲۰۶:Saiyed Abdul Hai

۹۸:Sapru

۲۰۶، ۹۲: Dr,Shagufta Begum

۲۰۸، ۱۰۶:Shahida Yousaf

۱۶۶:Shakespeare

۱۶۹: Molana,Shibli Numani

۹۸:Sir Tej

۹۸:Siri Navasa Shastri

۱۷۷:Stray Reflections

۱۷۶:Vigillio Biasial

۱۷۷: Dr,Waheed Qureshi

۲۰۳، ۶۶:William C.Chittick

۲۰۳:yahya Kemal

شہر وممالک

ابوظہبی: ۱۶۰
اپر مال: ۳۷
اٹلی: ۱۰۹
اردو بازار: ۵۱
استنبول: ۱۱۲، ۱۶۰
افغانستان: ۱۹۸، ۲۱۵، ۲۲۹
الٰہ آباد: ۲۵، ۱۷۶، ۱۸۷، ۲۲۴
الخلیل: ۱۴۳
القدس: ۱۴۳
الور: ۲۶
امریکہ: ۳۷، ۹۷، ۱۷۱، ۱۹۴، ۲۳۳، ۲۴۳
ایشیا: ۲۴، ۲۲۸
بٹالہ: ۱۱۳
بدیل: ۱۱۷
برصغیر: ۲۴، ۷۰، ۱۰۷، ۱۱۶، ۱۴۴، ۱۵۳
برطانیہ: ۱۷، ۱۴۴
بغداد: ۱۶۰
بلوچستان: ۴۱
بمبئی: ۶۹
بنگلہ دیش: ۱۹۲، ۲۱۵، ۲۲۹
بہار: ۲۶
بھارت: ۲۶، ۸۶
بھوپال: ۱۷۶
پاکستان: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۷۰، ۹۵، ۱۰۳، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۶، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۳۱، ۳۲، ۳۴، ۳۷، ۴۱، ۴۳، ۳۳، ۴۴، ۴۵، ۴۸، ۵۴، ۵۸، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۷۱، ۷۵، ۷۷، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۵، ۸۶، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۱۳۰، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۹، ۱۹۶، ۲۱۱، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۲۳، ۲۲۵، ۲۳۱، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۵
پٹھان کوٹ: ۱۴۳
پشاور: ۱۴، ۸۴
پنجاب: ۲۵، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۷، ۳۸، ۴۱، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۴۹، ۵۵، ۱۴۶، ۱۸۹، ۱۹۷، ۲۳۰
پہاڑپور: ۱۷۶
پیرس: ۶۸
ترکی: ۸۲، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۲۷، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۵
تہران: ۱۶۰

جرمنی: ۸۱، ۱۰۲
جنوبی ایشیا: ۱۸۵
جہلم: ۱۷، ۲۲
چھبر سیّداں: ۲۱
چین: ۱۶۰، ۱۶۰
حیدر آباد: ۷۳، ۸۱، ۱۷۴
خنجراب: ۱۱
دبئی: ۱۶۰
دکن: ۷۳، ۸۱
دہلی: ۱۷، ۵۱، ۵۲، ۸۶، ۱۶۸، ۱۹۰، ۲۲۸
ڈنمارک: ۱۶۰
ڈھاکہ: ۲۷
راولپنڈی: ۱۲
روس: ۱۰۴
سپین: ۲۲
سرحد: ۴۱
سعودی عرب: ۲۲
سندھ: ۴۱
سوہاوہ: ۲۲
سویڈن: ۱۶۰
سیالکوٹ: ۱۱، ۱۵۹
شملہ: ۲۶
عرب: ۱۴۴
عرفات: ۱۰۴
علی گڑھ: ۶۴، ۱۱۷
عمان: ۱۶۰
فارس: ۱۲۴
فلسطین: ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۹۶، ۲۱۶، ۲۲۵
قبۃ الصخرہ: ۱۴۳
قرطبہ: ۱۶۰
قطر: ۱۶۰
قلعہ گوجر سنگھ: ۳۶
کراچی: ۲۷، ۵۱، ۱۷۵، ۲۵۱
کربلا: ۱۹۵، ۲۱۴، ۲۳۵
کلب روڈ: ۱، ۲، ۳۷
کلکتہ: ۲۵، ۲۶، ۱۷
کوالالمپور: ۱۶۰
کویت: ۱۶۰
کوئٹہ: ۱۱
گلبرگ: ۴۹
گوادر: ۱۲
گوجر خان: ۱۷
لاہور: ۱، ۲، ۱۰، ۱۳، ۱۶، ۱۷، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۷، ۳۱، ۳۲، ۳۶، ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۶۲، ۸۶، ۱۰۳،

۱۱۱، ۱۱۳، ۱۴۷، ۱۵۲، ۱۵۷، ۱۵۹،
۱۶۰، ۱۶۱، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۸،
۱۷۹، ۱۸۴، ۲۱۹، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۱

لائبنز: ۲۰۱، ۲۱۵

لکھنؤ: ۸۶، ۱۶۸

لندن: ۱۵۹

لیبیا: ۸۲

مانسہرہ: ۱۰۳

مدائن: ۱۱۷

مراکش: ۸۲

مزار ابراہیم: ۱۴۴

مسجد عمر: ۱۴۳

مسلم روڈ: ۳۶

مشرقِ وسطی: ۸۵

ملتان: ۴۹، ۱۷۶

منگلور: ۱۰۳

میرپور: ۱۶، ۲۱

ناروے: ۱۶۰

نرسنگ داس گارڈنز: ۳۷

نیودیہہ: ۲۶

نیویارک: ۳۷

نئی دہلی: ۱۶۰

ہائیڈل برگ: ۱۸۰، ۲۰۰، ۲۱۳، ۲۲۹

ہزارہ: ۱۰۳

ہندوستان: ۲۷، ۶۳، ۱۵۲

ہنگٹن: ۲۰۱، ۲۲۸

وسطی ایشیا: ۸۵

یورپ: ۷۹، ۱۴۶، ۱۵۸، ۱۷۱، ۱۹۴، ۲۳۳، ۲۴۳

Afghanistan: ۱۳۷

Allahbad: ۹۸

Balochistan: ۹۸

Bengal: ۹۸

Bhopal: ۹۸

Bombai: ۹۸

Chicago: ۱۷۶

Delhi: ۱۶۷

England: ۱۴۰

Europe: ۱۳۷، ۱۴۸

Greeks: ۱۰۶

Hamasa: ۱۵۱

India: ۹۸، ۱۴۰

Jaddah: ۱۶۵

Karachi: ۲۰۵، ۱۷۷

Lahore: ۱۴۸، ۱۶۸، ۱۷۷

London: ۱۳۶، ۱۴۹، ۱۷۷

Lucknow: ۱۷۷

North West Frontier: ۹۸

Pakistan:۴۳ ، ۷۲، ۱۰۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۷۷، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵

Persia:۱۳۷

Punjab:۹۸ ، ۱۶۷، ۱۶۸

Rawalpindi:۲۰۵

Riyadh:۱۷۷

Russia:۱۳۸

Saudi Arabia:۱۶۵، ۱۶۶

Sialkot:۱۶۸

Sindh:۹۸

Turkey:۱۳۷

کتب ورسائل

آپ بیتی: ۱۱۳

اپنا گریباں چاک: ۱۶۰، ۱۷۲، ۲۱۷، ۲۴۳، ۲۴۴

ادبی دنیا: ۴۸

اردو ادب، یورپ اور امریکہ میں: ۱۷۱، ۲۴۳

اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام: ۲۴

اردو زبان: ۱۳۵

اردو غزل کا تکنیکی ہیتی اور عروضی سفر: ۲۴۳

اردو میں اصول تحقیق: ۲۵۱

ارمغانِ حجاز: ۶۶، ۶۸، ۹۴، ۹۵، ۱۰۵، ۱۸۸، ۲۱۲، ۲۴۲

استقلال: ۱۳۵

اسرارِ خودی: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۴، ۱۷۲، ۲۱۲، ۲۲۳، ۲۴۲

اسلام اور ہندوستان میں مسلمان قوم کی تاریخ: ۲۷

اسلامی اور مغربی تہذیب کی کش مکش: ۱۷۰

اسلامی تصوف میں خواتین صوفیا کا کردار: ۲۴۳

اشاریہ سہ ماہی مجلہ اقبال: ۵۱، ۱۷۱، ۱۷۴

اصول معاشیات: ۲۷

افکار جاوداں: ۱۳۵

اقبال آئینہ خانے میں: ۱۷۶

اقبال اور اس کا عہد: ۱۷۶

اقبال اور اسلامی ثقافت کی روح: ۱۷۳

اقبال اور ترک: ۱۷۱، ۱۸۸، ۲۴۲

اقبال اور قادیانیت: تحقیق کے نئے زاویے: ۱۷۰، ۱۷۳، ۲۴۱

اقبال ایک مطالعہ: ۱۱۴

اقبال بحیثیت شاعر: ۱۷۴، ۲۵۱

اقبال ریویو: ۱۵، ۵۶

اقبال شناسی عالمی تناظر میں: ۱۷۱، ۱۷۱، ۲۴۲

اقبال شناسی کے زاویے: ۵۱، ۱۷۴

اقبال عہد آفریں: ۱۷۶

اقبال کا خطبہ الاجتہاد فی الاسلام: ۱۷۳

اقبال کا ذہنی ارتقا: ۱۱۴

اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا: ۲۵۱،۱۵۱
اقبال کا فلسفہ تعلیم: ۱۷۴
اقبال کا فلسفہ خودی بنیادی تصورات: ۱۷۶
اقبال کا نظام فن: ۱۷۵
اقبال کے حضور: ۱۷۵
اقبال کے زرعی افکار: ۱۷۵
اقبال کی اردو نظموں میں امیجری: ۱۷۱
اقبال کی فارسی شاعری: ۱۳۳
اقبال نئی تشکیل: ۱۷۶
اقبال، ایک تحقیقی مطالعہ: ۲۵۱
اقبال، ایک مطالعہ: ۱۷۵
اقبالیات، مجلہ: ۱۵
اقبالیات: چند نئی جہات: ۲۴۱،۱۷۰
اقبالیاتی جائزے: ۲۵۱،۱۷۴
الفاروق: ۹۴
انوار اقبال: ۱۷۵
اوراق: ۱۳۵
اورینٹل کالج میگزین: ۱۳۵
ایسی بلندی، ایسی پستی: ۲۴۴
ایقانِ اقبال: ۱۳۳، ۱۷۳،۱۹۶، ۲۳۷، ۲۴۴
این میری شمل کی نظر میں: ۲۴۳
ایوانِ مدائن: ۱۱۷، ۱۱۸
بالِ جبریل: ۹۷، ۹۹، ۱۰۵، ۱۲۶، ۱۲۹، ۱۴۶، ۱۸۲، ۲۱۶، ۲۲۱
بانگِ درا: ۶۶، ۶۸، ۱۲۲، ۱۶۳، ۱۸۲، ۱۹۳، ۲۱۵، ۲۲۸، ۲۲۹
برہانِ اقبال: ۱۳۳، ۱۷۳، ۱۹۶، ۲۳۷، ۲۴۴
بزم اقبال کی رودادیں: ۵۲
بیادِ جاوید اقبال: ۱۷۴، ۲۴۳
پنجاب آبزرور: ۲۲۹
پیامِ مشرق: ۵۷، ۱۰۲، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۸۷، ۲۱۳، ۲۲۱، ۲۲۸
پیراڈائز لاسٹ: ۹۶
تاریخ بزمِ اقبال ۱۹۵۰ تا ۲۰۰۰: ۲۵۱
تحریک آزادی میں اردو کا حصہ: ۲۴۳
تحفۃ العارفین: ۱۱۷، ۱۱۸
تحقیق کا فن: ۲۵۱
ترجمانِ خودی: ۱۵۸
تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ: ۱۷۵
تصوراتِ اقبال: ۱۷۰، ۱۷۳، ۲۴۲
تفہیم بالِ جبریل: ۹۷، ۱۷۰، ۲۴۱
تلاشِ اقبال: ۹۵، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۸۵، ۲۱۴، ۲۲۱، ۲۴۱
تنقید اقبال اور دوسرے مضامین: ۱۷۶
تورات: ۱۰۹
جاوید نامہ کی روشنی میں: ۱۷۰

جاوید نامہ: ۴۷، ۹۶، ۱۷۳، ۱۸۲، ۱۸۳، ۲۰۱، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۳۰، ۲۴۱، ۲۴۳

جگر لخت لخت: ۱۱۳

جنگ: ۶۲، ۱۳۵

چٹان: ۱۳۵

حیات اقبال گمشدہ کڑیاں: ۱۷۸

خطبات اقبال: تسہیل وتفہیم: ۱۷۲، ۲۴۳

خیابان: ۱۸۸، ۲۱۲، ۲۳۰

دیپا: ۶۸

دیوانِ مغرب: ۱۴۵

دیوان شرقی: ۱۰۹

ذکر اقبال: ۱۷۵، ۲۵۱

راوی: ۱۳۵

رجالِ اقبال: ۵۱، ۲۵۱

زبورِ عجم: ۲۲۸

زندگی: ۱۳۵

زندہ رود: ۱۶۰، ۱۷۶

ساقی نامہ: ۱۷۲، ۲۴۳

سرودِ سحر آفریں: فکروفن اقبال کے چند گوشے: ۱۷۳، ۲۴۳

سفر نامہ اقبال: ۱۷۲، ۱۹۸، ۲۲۲، ۲۴۲

سفیر اقبال: محمد منور مرزا: ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۹۴، ۲۴۲، ۲۴۲

سلام اے شاعر مشرق: ۱۷۰، ۲۴۱

شذراتِ فکر اقبال: ۱۷۴

شعر اقبال، معجزہ فن کی نمود: ۱۷۳

ضربِ کلیم: ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۹۴، ۲۳۱

علامہ اقبال: شخصیت اور فن: ۱۷۱

علامہ اقبال: منتخبہ مقالات: ۱۷۴

علامہ اقبال اور احیائے علوم: ۱۷۳

علامہ اقبال: شخصیت اور فن: ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۹۴، ۲۴۱، ۲۴۲

علامہ اقبال: مسائل ومباحث: ۱۷۳، ۲۴۳

علم اور مذہبی تجربہ: ۱۷۳، ۲۴۳

فاتح اور مفتوح بھلایا نہ جائے گا: ۱۷۶

فرہنگ اقبال: ۱۴۵، ۱۷۶

فروغ اردو میں اقبال کی خدمات کا جائزہ: ۱۷۲، ۲۴۲

فکر اقبال: ۲۵۱

کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت: ۱۷۲، ۲۴۳

کلام اقبال میں انبیائے کرام کا تذکرہ: ۱۷۱، ۲۴۲

کلیاتِ اقبال: ۱۷۲، ۱۹۸، ۲۱۴، ۲۲۲، ۲۴۲

لسان الصدق: ۶۵

لیل ونہار: ۱۳۵

محفل سیارہ: ۱۳۵

محکمات عالم قرآنی: ۱۷۰
مسدس: ۸۰
مطالعہ اقبال: ۵۱
مطالعہ تلمیحات اشارات اقبال: ۱۷۶
معارفِ خطبات اقبال: ۱۷۱، ۱۷۳، ۲۴۲
معارفِ فکر اقبال: ۱۴، ۱۶
مقدمہ شعر و شاعری: ۱۳۳
میزانِ اقبال: ۱۷۶، ۱۳۳
نوائے وقت: ۴۱، ۴۹، ۱۱۶، ۱۳۵
نیرنگِ خیال: ۱۷، ۲۵، ۵۱، ۵۲، ۵۷، ۱۰۳
Bal-i-Jibril: ۲۰۴
Bombay Chronicle: ۱۳۶، ۱۴۹، ۲۱۰
Glory of Iqbal: ۱۷۷

ادارے / جماعتیں

آل انڈیا کانگریس: ۱۷
آل انڈیا مسلم لیگ: ۲۵، ۱۷
آل انڈیا مسلم یوتھ لیگ: ۲۷
ادارہ انیس اردو: ۱۷۶
ادارہ ثقافت اسلامیہ: ۷۳، ۷۴، ۴۸
ادارہ معارف اسلامیہ: ۲۴
اردو اکیڈمی: ۲۵۱
اردو دائرہ معارف اسلامیہ: ۱۰۳، ۷۴، ۱۸۷، ۲۳۵
استنبول یونیورسٹی: ۱۰۷
اسلام آباد: ۸، ۱۷، ۱۵، ۲۲، ۲۵۱
اسلامیہ کالج: ۳۶، ۷۴، ۴۸، ۸۴، ۱۴۶
اظہار سنز: ۱۵۷، ۱۷۶
اقبال اکادمی: ۵، ۱۵، ۱۷، ۲۷، ۳۳، ۱۳۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۲۴۹
اقبال اکیڈمی: ۵، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۳۲، ۳۴، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۵۵
اقوام متحدہ: ۱۶۰
امپیریل لیجسلیٹو کونسل: ۱۷، ۱۸۱
انجمن حمایت اسلام: ۱۴۶، ۲۳۱، ۲۱۷
اورینٹل کالج: ۴۹، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۲۴۸
بزمِ اقبال: ۱، ۲، ۵، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۸، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۳۷، ۳۸، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۲، ۷۱، ۷۹، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۵۲، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۴، ۲۱۹، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۱
بہاء الدین ذکریا یونیورسٹی: ۴۹
بہاولپور یونیورسٹی: ۴۹
بون یونیورسٹی: ۸۱

پبلک انسٹرکشن: ۴۷
پشاور یونیورسٹی: ۱۰۷
پنجاب اسمبلی: ۳۳
پنجاب اکیڈمی: ۳۵
پنجاب ہائی کورٹ: ۴۷
پنجاب یونیورسٹی: ۲۴، ۴۸، ۹۹، ۱۱۲، ۱۱۴
جی سی لاہور: ۱۳۵
خیبر یونیورسٹی: ۸۵
دارالاسلام ٹرسٹ: ۱۴۳
دستور ساز اسمبلی: ۶۳
دیال سنگھ کالج: ۴۸
ریڈ کلف ایوارڈ: ۱۱۳
ریڈیو پاکستان: ۷۰
سپریم کورٹ پاکستان: ۴۵
سرحد یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی: ۱۴
سوربون یورنیورسٹی: ۶۸
عثمانیہ یونیورسٹی: ۷۳، ۸۱
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی: ۸، ۱۵، ۲۲
فکشن ہاؤس: ۲۲، ۱۴۷
کاروان ادب: ۱۷۶
کلکتہ کارپوریشن: ۲۶
کلکتہ مسلم لیگ: ۲۷
کلکتہ یونی ورسٹی: ۲۶
کیمبرج یونیورسٹی: ۱۵۸
گریژن یونیورسٹی: ۱۴۷
گلوب پبلشرز: ۱۷۴، ۱۷۶، ۲۵۱
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج: ۱۶
گورنمنٹ کالج: ۴۰، ۴۵، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۸۶، ۱۵۹، ۲۴۸
گورنمنٹ ہائی اسکول: ۲۲
لاہور ہائی کورٹ: ۴۳، ۴۴، ۱۵۹، ۱۶۱
مجلس ترقی ادب: ۳۱، ۳۷، ۴۳، ۴۶، ۴۸، ۴۹، ۱۷۴، ۲۵۱
محکمہ ریلوے: ۱۱۳
مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی: ۱۷۶
مرکزی دستور ساز اسمبلی: ۵۵
مسلم لیگ: ۲۶، ۲۷
مقتدرہ قومی زبان: ۲۵۱
مکتبہ جدید: ۱۷۶
مکتبہ روشن خیال: ۱۷۶
نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن: ۱۷۴
نفیس اکیڈمی: ۵۱، ۲۵۱
نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز: ۱۶، ۱۷
ہائی کورٹ: ۴۵
ہوم اکنامکس کالج: ۴۹
ورکرز ٹرسٹ: ۱۶۱

ورلڈ ٹریڈ سنٹر: ۳۷
یونیورسٹی آف دی پنجاب: ۱۰۳
یونیورسٹی آف کیمبرج: ۱۵۹
یونیورسٹی اورینٹل کالج: ۴۸
یونیورسل بکس: ۲۵۱

History of Making of Muslim Nationalism in India: ۲۷
Imra-ul-Qais: ۱۵۰
Iqbal on human Perfection: ۱۳۴
Letters and writings of Iqbal: ۱۷۷
Makhzan: ۱۶۸
Mufakkar-i-Pakistan: 177
Mukhammas: ۱۶۸
Muntakhib Mawalaat Iqbal review: ۱۷۷
Musaddas: ۱۶۸
Mysteries of selflessness: ۱۷۷
Nehru Report: ۷۲
Principles of Islamic Economics: ۲۷
Romooz-i-Bekhude: ۲۰۶
Saudi Gazette: ۱۷۷
Secrets of the self: ۱۵۸
Determination-Self: ۱۴۳، ۱۷۶
Arnold.T.W: ۱۴۸
The Political Case of Muslim India: ۲۷
What Muslims want in India: ۲۷
Zarb-i-Kalim: ۲۰۷
Academy of Islamic Research and Publications: ۱۷۷
Cabinet Misssion: ۷۲
Cambridge University: ۱۳۷، ۱۷۵
Iqbal Academy: ۱۷۷
Oriental College: ۱۴۸، ۱۶۹
Punjab University: ۱۴۸
Sang-i-Meel Publications: ۱۷۷
Scotch Mission College: ۱۶۸
Seljuk university: ۱۱۴

طالب حسین ہاشمی کی پہلی کتاب ''معارفِ فکرِ اقبال''

''معارفِ فکرِ اقبال'' پر محققین کی آراء

طالب حسین ہاشمی ہمارا ذہین مگر کم گو اسکالر ہے، ایم فل اقبالیات مکمل کرنے کے بعد بھی خود کو مطالعاتِ اقبال میں مصروف رکھا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اقبالیات کے شعبہ علم سے ان کا تعلق محض سندی تحقیق اور سند کے حصول تک محدود نہیں تھا، یہ ذوق و شوق اب ان کے مزاج کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ آج اپنی تازہ تصنیف ''معارف فکر اقبال'' کے ساتھ شعبے میں آئے اور شاباش وصول کی۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران

چیئرمین، شعبہ اقبالیات،

علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد

☆☆☆☆

محترم طالب حسین ہاشمی اقبال شناسی کے دائرے کے نو وارد ہیں مگر ان کی یہ کتاب اس دائرہ علم سے ان کی شیفتگی اور والہانہ لگن کی ایک صورت ہے۔ تازہ واردان بساط اقبال شناسی کو پرانی باتوں کی تکرار سے گریز ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ اقبال پر لکھنے والے کچھ لوگوں کا سماجی یا کسی اور تناظر کا زائیدہ مقام یا مرتبہ کسی نئے اقبال شناس کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اقبال کے حوالے سے ان کی اوسط درجے کی رائے کو بھی استنادی درجہ عطا کرے۔ امید ہے کہ ہاشمی صاحب مستقبل میں اقبال شناسی کی روایت میں اہم اضافے کریں گے۔ نقشِ اوّل آپ کے سامنے ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر قاضی عابد، صدر شعبہ اُردو

بہاء الدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان

☆☆☆☆

طالب حسین ہاشمی کی تصنیف ''معارفِ فکرِ اقبال'' ایک اہم علمی دستاویز ہے۔ فاضل مصنف کی کاوش علم و فن کی دنیا میں تازہ ہوا کے جھونکے کی مانند ہے۔ کتاب کا انتساب

والدین کریمین کے نام ہے۔ کتاب کا دیباچہ پروفیسر بریگیڈیر (ر) ڈاکٹر وحید الزماں طارق کا تحریر شدہ ہے۔ ڈاکٹر محمد قمر اقبال نے علم کے رسیا اور خلوص کے پیکر طالبِ علم طالب حسین ہاشمی کو ''اقبالیات کے افق کا نیا ستارا'' کے لقب سے پکارا ہے۔ میں طالب حسین ہاشمی کے مقالات کو پاکستان کے اقبالیاتی ادب کے لیے نیک فال سمجھتا ہوں اور اس کی علمی وتحقیقی ترقی کے لیے دعا گو ہوں۔ یہ کتاب گریجویٹ، پوسٹ گریجویٹ، ایم فل، پی ایچ ڈی سکالرز کے لیے ایک سوغات سے کم نہیں۔ نوجوان نسل ''معارف فکر اقبال'' کا مطالعہ کر کے فکرِ اقبال کے بحر بیکراں میں غوطہ زنی کر سکتی ہے اور موتیوں سے اپنی جھولی بھر سکتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر ارشد اویسی، چیئرمین، شعبہ اُردو،
لاہور گیریژن یونی ورسٹی لاہور

☆☆☆☆

یہ نئی کتاب ''معارف فکر اقبال'' فکر اقبال کے سلسلہ میں شائع ہوئی ہے جس میں علامہ محمد اقبال کے افکار کو آسان پیرائے میں بیان کیا گیا ہے اور مبتدئین کی رہنمائی کے لئے بہت سودمند ہے۔ اس کا دیباچہ میرے قلم سے تحریر ہوا ہے۔

پروفیسر بریگیڈئیر (ر) ڈاکٹر وحید الزمان طارق، لاہور

☆☆☆☆

شاگردِ رشید عزیزم طالب حسین ہاشمی کی تازہ کتاب ''معارفِ فکرِ اقبال'' موصول ہوئی۔ انتہائی دیدہ زیب اور بہت دلکش۔ اس کتاب میں طالب حسین ہاشمی نے اقبال کے تصورات اور نظریات کو انتہائی سادہ اور آسان زبان میں، اقبال کی نظم ونثر سے مثالیں دے کر سمجھایا ہے۔ علامہ اقبال کے بنیادی تصورات کو سیدھے سبھاؤ سمجھنے کے خواہشمند شائقین کے لیے یہ کتاب نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ کتاب پاکستان کے معروف پبلشر بک کارنر جہلم سے چھپی ہے۔ کتاب کی چمک دمک، ٹائٹل کی رعنائی، کاغذ کی چکنائی، کتابت کی دلکشی اور جلد کی مضبوطی، پبلشر کی پیشہ وارانہ مہارت، ذوق وشوق اور دیانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس خوبصورت کتاب کی اشاعت پر مصنف اور پبلشر دونوں مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر محمد قمر اقبال، راولپنڈی

برادرم طالب حسین ہاشمی جواں فکر ادیب ہیں وہ قلزمِ تحقیق کے شناور بھی ہیں۔ حال ہی میں ''معارفِ فکرِ اقبال'' کے نام سے ان کی کتاب بک کارنر جہلم کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی ہے۔ انھوں نے اپنی اس کتاب میں علامہ اقبال کے مختلف فکری گوشوں کو آشکار کیا ہے۔ افکارِ اقبال سے شغف رکھنے والے احباب کے لئے یہ کتاب کسی علمی تحفے سے کم نہیں ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر شفیق آصف۔ سرگودھا

☆☆☆☆

محترم طالب حسین ہاشمی کی کتاب ''معارفِ فکرِ اقبال'' محبت اور خلوص کے ساتھ موصول ہوئی، کتاب دیکھ کر مصنف کے لیے دل سے دعا اور تحسین کے کلمات نکلے۔ کتاب کے موضوعات اور مندرجات مصنف کی علامہ اقبالؒ سے محبت، عقیدت اور فکرِ اقبالؒ کو عام کرنے کی کامیاب کوشش کا بیّن ثبوت ہیں۔ ''معارفِ فکرِ اقبالؒ'' کے مقالات فکرِ اقبالؒ کے عمیق مطالعہ اور علامہ اقبالؒ سے گہری وابستگی کے سبب ضبط تحریر میں آئے ہیں۔ کتاب کا سرورق علامہ اقبالؒ کی تصویر کے ساتھ دیدہ زیب ہے۔ پس ورق اور فلیپ پر معروف ماہرینِ اقبالیات کی آراء نوجوان مصنف کی محنت کا اعتراف اور حوصلہ افزائی ہے جس کے وہ بجا طور پر حق دار ہیں۔ کتاب اعلیٰ طباعتی معیار کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس کاوش پر مصنف کو بہت بہت مبارک باد۔

پروفیسر منیر احمد یزدانی۔ میرپور

☆☆☆☆

طالب حسین ہاشمی نوجوان محقق اور نقاد ہیں جن کے سینکڑوں مضامین اُخبارات و رسائل کی زینت بن کر بے حد مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں انکی چند ماہ قبل شائع ہونے والی تصنیف ''معارف فکر اقبال'' ملک کے نامور قبال شناسوں سے خطوط اور تبصروں کی صورت میں داد و تحسین وصول کر چکی ہے۔ امید واثق ہے کہ فاضل مصنف کی یہ کتاب بھی اقبالیاتی ادب میں میں ایک عمدہ اضافہ ثابت ہوگی جس سے ادبی حلقے بالخصوص نوجوان محققین اور اقبال شناس بھرپور استفادہ کریں گے۔ اپنے مخلص دوست اور کتاب ہذا کے مصنف کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ کرے حسن قلم اور زیادہ۔

محمد شفیع اللہ۔ سبجیکٹ سپیشلسٹ۔ راولپنڈی

اقبالیاتی ادب اہلِ پاکستان کے لیے ایک قابلِ قدر اور قابلِ فخر سرمایہ ہے۔ فکرِ اقبال کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے ہم کمالاتِ ادبی میں کامرانیوں سے ہم کنار ہو سکتے ہیں۔ فکرِ اقبال کی روشنی اہلِ علم کے لیے بالعموم اور ملتِ اسلامیہ کے لیے بالخصوص مشعلِ راہ ہے۔ بالخصوص جو لوگ فکرِ اقبال کی روشنی میں منزلِ مقصود کی جانب گامزن ہوتے ہیں ان کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔ طالب حسین ہاشمی بھی فکرِ اقبال سے نہ صرف متاثر ہیں بلکہ اس کے ذوق و شوق سے ۱۱ سال ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ اقبالیاتی ادب کے قافلے میں شریک ہو جائیں۔ لہٰذا انھوں نے ایسا کر دکھایا اور اقبالیات کی دنیا میں آ گئے۔

ڈاکٹر سید طالب حسین بخاری

اقبالیات کی صف میں طالب حسین ہاشمی کی صورت میں ایک نوجوان اور سنجیدہ محقق کا اضافہ ہوا ہے۔ انھوں نے سہ ماہی مجلہ "اقبال" کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۹ء) کے عنوان سے مقالہ لکھ کر ایم فل اقبالیات کی سند حاصل کی۔ اور اب یہی مقالہ کچھ اضافے اور ترامیم کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ طالب حسین ہاشمی کی اس سے قبل ایک کتاب "معارفِ فکرِ اقبال" کے عنوان سے طبع ہو کر ماہرینِ اقبالیات سے داد و تحسین وصول کر چکی ہے۔ زیرِ نظر کتاب علامہ اقبال کے ساتھ ان کی گہری وابستگی کا ایک اور اظہار ہے۔ اس میں مصنف نے بزمِ اقبال "مجلہ اقبال" کی تاریخ تعارف اور خدمات کا مکمل احاطہ کیا ہے۔

پروفیسر منیر احمد یزدانی

کاغذی گھاٹ

نے تھکن کے ساتھ پل بھر کو سر صوفے کی پشت سے ٹکایا۔ پھر فوراً سیدھا ہو گیا۔

''اچھا میں چلتا ہوں۔'' لفظ کہیں ڈوبتے جا رہے تھے۔ پھر اس نے کھڑے ہو کر ابا کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

''ہاں۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ نونی۔'' وہ کسی سے بھی مخاطب نہ تھا۔

ابا اور بڑے بھیا کے چہرے پر پھیلتی اطمینان کی لہر بڑی واضح تھی۔

پھر وہ سب باہر نکل آئے جہاں شام ہولے ہولے اتر رہی تھی اور پورے گھر پر رنگ برنگ بتیاں روشن ہو گئی تھیں اور سورج آسمان کے آخری کنارے میں ڈوب رہا تھا۔ اسی طرح وہ ابھرتا بھی ہے۔ ڈوبنے اور ابھرنے میں کتنا فاصلہ ہے۔ پورے عرصۂ حیات کا۔ مگر ایک اور وقت بھی ہے جس میں یہ بس ایک ثانیہ۔ ایک لمحہ ہے۔ سو صرف لمحہ، موجود لمحہ حقیقت ہے۔ اسی ایک تل بھر لمحے میں اربوں کھربوں صدیاں اور پورے کے پورے براعظم اپنے میدانوں، پہاڑوں اور سمندروں سمیت منجمد ہیں۔ گزشتہ اور آئندہ کے تمام وجود، واقعات اور امکانات، انہی میں میرے تمہارے شہر ہیں۔ شہر جو ہمارے لئے مقدر کئے گئے، جن سے ہم نے پیار کیا اور جو بالآخر ہمارے بغیر خوش و خرم رہیں گے۔ یکلخت ایک بھٹکا ہوا پرندہ عین اس کے سر پہ سے گزر گیا۔ سرخ ہوتے آسمان کے پس منظر میں وہ کتنا تنہا نظر آ رہا تھا۔